تربیتی کتابچہ

اسیروں کے لئے رہائی

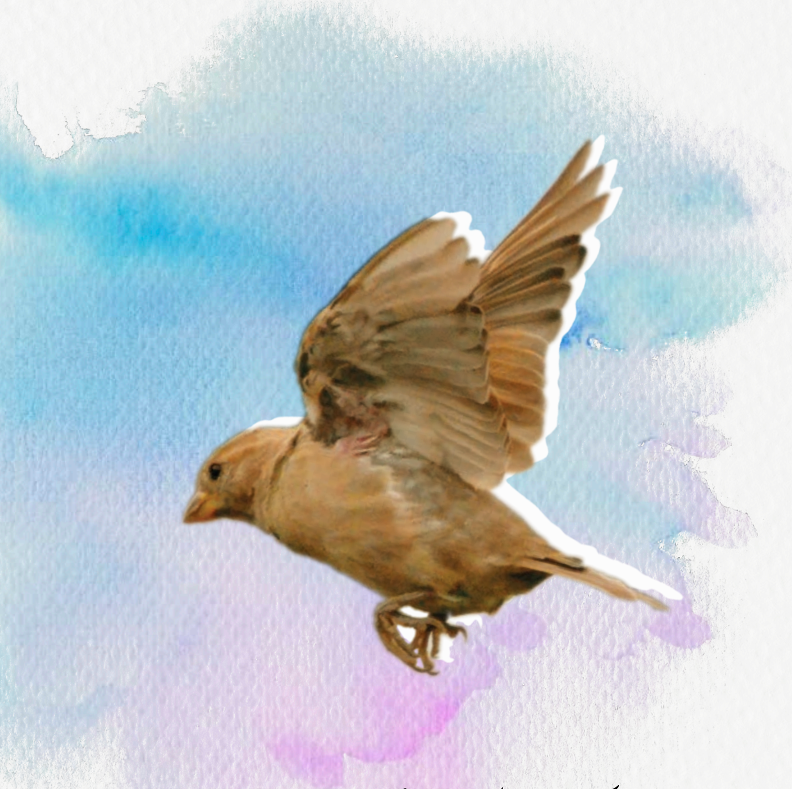

ڈاکٹر مارک ڈوری
ڈاکٹر بنجمن ہیج مین

قیدیوں کے لئے رہائی

تربیتی کتابچہ

خداوند مبارک ہو۔
جس نے ہمیں اُن کے دانتوں کا شکار نہ ہونے دیا۔

ہماری جان چڑیا کی مانند چڑیماروں کے جال سے بچ نکلی۔
جال توٹوٹ گیا اور ہم بچ نکلے۔

ہماری مدد خداوند کے نام سے ہے
جس نے آسمان اور زمین کو بنایا۔

زبور ۱۲۴

مصنفین:
مارک ڈیوری اور بینجمن ہیگمن
مترجم:
اسٹیفن رضا
جملہ حقوق بحق مصنف مارک ڈیوری محفوظ ہیں۔

قیدیوں کے لئے رہائی'' کے چوتھے بارِ اشاعت کا اجرا

ISBN 978-1-923067-01-1

''قیدیوں کے لئے رہائی'' کے تعلیمی حقوق © 2010، 2013، 2020، 2022 بحق مارک ڈیوری محفوظ ہیں۔

مطالعاتی رہنما ذرائع کے حقوق © 2019، 2022 بحق بینجمن ہیج مین محفوظ ہیں۔

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

کتابِ ہذا میں بائبل مقدس کے تمام حوالہ جات
پاکستان بائبل سوسائٹی کی شائع کردہ
کتابِ مقدس
کے اُردو ترجمے سے لئے گئے ہیں۔

فہرستِ عنوانات

پیشِ لفظ ۵

اس کتاب کو کیسے استعمال کیا جائے ۷

رہنما اصول برائے قائدین ۹

۱۔ ترکِ اسلام کی ضرورت ۱۹

۲۔ رہائی بذریعہ صلیب ۲۹

۳۔ تفہیمِ اسلام ۶۱

۴۔ حضرت محمد اور ارتداد ۸۳

۵۔ کلمۂ شہادت سے آزادی ۱۰۹

۶۔ ذمی معاہدے سے آزادی ۱۳۵

۷۔ جھوٹ، جھوٹی برتری اور لعنتیں ۱۵۷

۸۔ ایک آزاد کلیسیا ۱۷۷

اضافی ذرائع ۱۹۹

جوابات ۲۰۱

پیشِ لفظ

آج مسلمان اتنی بڑی تعداد میں مسیح کے پیچھے چلنے کا انتخاب کر رہے ہیں جس کی نظیر نہیں ملتی۔ المیہ یہ ہے کہ مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے بیشتر نو مرید مسیحی ٹھکرائے جانے اور اس دنیا کی فکروں کا بوجھ زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر پاتے۔ کچھ مقامی مسیحی قائدین نے بتایا ہے کہ ان میں سے اسی فیصد (80%) پہلے دو سال کے اندر ہی دلبرداشتہ ہو جاتے ہیں۔ اس بارے میں کچھ کرنے کے حوالے سے خدا ہم سے کیا کہہ رہا ہے؟

۲۰۰۲ء میں ڈاکٹر مارک ڈیوری نے تعلیم دینا شروع کی کہ ذمی رویہ کیا ہے اور مسیحی کس طرح اسلام اور مسلمانوں کے خوف سے آزاد ہو سکتے ہیں۔ تعلیمی نشست کے بعد عموماً خدمت گذاری کے لئے وقت مختص کیا جاتا تھا جس میں لوگ دعا کرانے کے لئے سامنے تشریف لاتے تھے۔ ان نشستوں میں جتنے لوگوں نے حصہ لیا ان میں سے بہتیروں نے بعد ازاں خدا کی قدرت کے عجیب کام کی گواہی دی جس کے ذریعے انھیں آزادی اور خدمت کے لئے قوت حاصل ہوئی۔

بعد ازاں، ڈاکٹر ڈیوری نے تعلیمی مواد کی تیاری کا بیڑہ اٹھایا تاکہ لوگوں کو اسلام کی روحانی اسیری سے رہائی دلائیں۔ تعلیمی مواد کے دونوں حصوں کو کتاب ''قیدیوں کے لئے رہائی'' میں یکجا کر دیا گیا تھا۔

جیسے جیسے عالمی سطح پر انجیل کے خادموں کو کتاب ''قیدیوں کے لئے رہائی'' کے بارے میں جاننے اور استعمال کرنے کا موقع ملتا گیا ویسے ویسے اس کتاب کا مزید زبانوں میں ترجمہ بھی کرایا گیا۔

''قیدیوں کے لئے رہائی'' کی پہلی اشاعت ۲۰۱۰ء میں ہوئی اور اب تک کے تمام برسوں کے دوران اس کے متن پر نظرِ ثانی کرنے اور تازہ مواد شامل کرنے کی ضرورت کو واضح طور پر محسوس کیا گیا تاکہ اسے قارئین کی ضروریات کے عین مطابق مزید بہتر بنایا جا سکے خاص طور پر ان ایماندار لوگوں کی جماعتوں کے لئے جو مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھتی ہیں۔

ساتھ ہی ساتھ ایک عدد تربیتی پروگرام کی ضرورت بھی محسوس کی گئی۔ شروع شروع میں کتاب کے پیغام کو سلام منسٹریز (Salaam Ministries) کے تحت شائع کردہ ویڈیوز اور پاور پوائنٹ سلائیڈز کی مدد سے اجاگر کیا گیا۔ پھر ان ویڈیوز کی دوسری زبانوں میں ڈبنگ کرائی گئی یا سب ٹائٹلز تیار کرائے گئے۔

یہ تعلیمی مواد متعدد ممالک میں استعمال کیا جا چکا ہے اور مقامی معاونین کو اس کے استعمال کی باقاعدہ تربیت بھی فراہم کی گئی۔ تاہم، جب سلام منسٹریز کے ڈائریکٹر جناب نیلسن وولف کی ملاقات ڈاکٹر بینجمن ہیج مین سے ہوئی تاکہ بینین (Benin) کے مقامی پاسبانوں کو مجوزہ طریقے سے تربیت فراہم کرنے کی کوئی ممکنہ صورت نکالی جائے تو انھوں نے کہا، ''ناممکن!'' اور پھر ایک یکسر مختلف طریقہ تجویز کیا۔ بینین میں عشروں پر محیط اپنے تعلیمی تجربے کی روشنی میں، ڈاکٹر ہیج مین نے ''قیدیوں کے لئے رہائی'' کے لئے ایک تربیتی خاکہ مرتب کیا جس میں ایک مطالعاتی رہنما کتاب کو استعمال کیا گیا۔

یہ تربیتی خاکہ جس میں چھوٹے مباحثی گروہوں (small discussion groups) اور ڈراموں کا استعمال کیا جاتا ہے، باٹونو، فرنچ اور ہاؤسا کے مقررین نے خوب آزمایا اور بخوشی قبول کیا۔

اس تربیتی طریقۂ عمل کو اس انداز سے تشکیل دیا گیا ہے کہ اسے وسیع انواع کے حالات میں کسی مخصوص تعلیمی درجے کی لازمی شرط کے بغیر بآسانی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ نیز، تربیت مکمل کرنے کے بعد ہر قائد اس قابل ہو جائے گا کہ وہ اس تربیتی مواد کو اپنے مقامی علاقے میں لے جا کر یکساں طریقۂ عمل اپناتے ہوئے دوسروں کو بھی تربیت دے سکے۔

مسیح کے وہ الفاظ ہمارے کانوں میں آج بھی گونجتے ہیں: ''جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے اسی طرح میں بھی تمہیں بھیجتا ہوں'' اور ''پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ!'' اس سے یسوع کی کیا مراد تھی؟ اپنے مرنے سے پہلے کی رات یسوع نے شاگردوں پر واضح کیا کہ تم خدا کو جانتے ہو اور اس کے ساتھ ایک ہو۔ تم میرے نام، میری سچائی اور میری محبت کے وسیلہ سے خدا کے ساتھ ایک ہو (یوحنا ۱۷)۔ ہم فصل کے مالک کی منت کرتے ہیں کہ کتاب ''قیدیوں کے لئے رہائی'' دائرۂ اسلام سے نکل کر دائرۂ مسیحیت میں داخل ہونے والے نومرید ایمانداروں کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہو تاکہ وہ یسوع مسیح میں ہو کر خدا کے ساتھ ایک ہو جائیں نیز یہ کتاب ان تمام خادموں کے لئے بھی یکساں مفید ثابت ہو جو مسلمانوں کے درمیان شاگرد بنانے کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

امیدِ واثق ہے کہ کتاب ہٰذا، جس میں جناب مارک ڈیوری کی نظرثانی شدہ تعلیمی تحریر ''قیدیوں کے لئے رہائی'' اور جناب بینجمن ہیج مین کے قابلِ ترمیم مطالعاتی کتابچوں کا مواد دونوں یکجا کر دیئے گئے ہیں، ان تمام ضروریات کو پورا کرنے میں ممد و معاون ثابت ہو گی نیز عالمگیر کلیسیا کے لئے بھی برکت کا باعث بنے گی۔

ہم ان تمام عزیز بھائیوں اور بہنوں کا خلوصِ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے اس مواد کو مزید نکھارنے اور سنوارنے کی مد میں ہمیں اپنی قیمتی آراء اور مفید مشوروں سے نوازا۔ ہم اس کاوش کے لئے آپ کے جوش و جذبے کو دل کی گہرائیوں سے سراہتے ہیں۔ ہم اپنے تمام مالی معاونین اور دعاگو ساتھیوں کے بھی ممنون ہیں جن کی مدد کے بغیر یہ کام کبھی پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

مارک ڈیوری، بینجمن ہیج مین اور نیلسن وولف

جون ۲۰۲۲ء

اس کتاب کو کیسے استعمال کیا جائے

''تربیتی کتابچہ برائے قیدیوں کے لئے رہائی'' میں خوش آمدید۔ یہ تربیتی کورس جناب مارک ڈیوری کی تصنیف ''قیدیوں کے لئے رہائی'' کے نیو ایڈیشن پر مشتمل ہے جس میں چھ بنیادی اور دو اضافی اسباق شامل کئے گئے ہیں۔

یہ تربیتی کتابچہ، مسیحی قارئین کے لئے ایک امدادی کتاب کے طور پر مرتب کیا گیا ہے تاکہ وہ کتاب ''قیدیوں کے لئے رہائی'' میں پیش کردہ تعلیمات کا عملی اطلاق کرنے کی تربیت حاصل کر سکیں۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اس کی مدد سے آپ اور دوسرے سب لوگ، مسیح میں اپنی حاصل کی نہ صرف حاصل کر سکیں بلکہ ایک آزاد اور خود مختار زندگی گزار بھی سکیں۔

اگر آپ اس کتابچے کو بروئے کار لاتے ہوئے کسی تربیتی کورس میں بطورِ تربیت کار شمولیت اختیار کرنے کے متمنی ہیں تو براہِ کرم ذرا پہلے ''رہنما اصول برائے قائدین'' کا بغور مطالعہ کیجئے جو کتابِ ہذا میں باب اول سے پہلے پیشِ خدمت ہے۔

ہماری تجویز ہے کہ اس تربیتی کورس کو دوسرے ایمانداروں کے ہمراہ ایک گروپ کی صورت میں منعقد کیا جائے۔ اس تربیتی کورس کو اس انداز سے مرتب کیا گیا ہے کہ یہ ۳ سے ۵ دن پر محیط کسی کانفرنس نما تدریسی سلسلے کی شکل میں انجام دیا جا سکتا ہے لیکن اسے چھوٹے گروپس تشکیل دے کر ہفتہ وار مطالعاتی سلسلے کی صورت میں بھی مکمل کیا جا سکتا ہے۔

قرآنی آیات کا حوالہ دینے کے لئے ''ق'' کا مخفف استعمال کیا گیا ہے: مثال کے طور پر، ق ۹:۲۹ کا حوالہ سورہ ۹:۲۹ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اس تربیتی کورس میں آپ مستند اسلامی ذرائع پر مبنی اسلامی تعلیمات کے بارے میں سیکھیں گے۔ ان ذرائع سے متعلقہ تفصیلی معلومات کے لئے مارک ڈیوری کی تصنیف ''تیسرا انتخاب (The Third Choice)'' ملاحظہ فرمائیے۔

آپ اس تربیتی کتابچے اور ''قیدیوں کے لئے رہائی'' سے متعلقہ دیگر امدادی مواد کو پی ڈی ایف فارمیٹ میں بھی حاصل کر سکتے ہیں جس کے لئے ہماری ویب سائٹ luke4-18.com وزٹ کیجئے۔ مسیحی خادمین کو عام اجازت ہے کہ وہ ہماری ویب سائٹ luke4-18.com پر دستیاب کسی بھی مواد کو حسبِ ضرورت ڈاؤن لوڈ، پرنٹ یا شیئر کر سکتے ہیں۔

اگر آپ کو اس تربیتی کتابچے کی طبع شدہ نقول درکار ہوں تو برائے مہربانی ہم سے رابطہ کیجئے۔ اس مقصد کے لئے ہماری ویب سائٹ luke4-18.com پر ایک عدد رابطے کا فارم دیا گیا ہے جسے پُر کر کے آپ ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

اگر یہ تربیتی کورس کسی بھی طور پر آپ کے لئے مدد و معاون ثابت ہو تو ہمیں ضرور آگاہ کیجئے نیز اگر آپ اسے مزید بہتر بنانے کے لئے ہمیں اپنی قیمتی آراء سے نوازنا چاہیں تو ہم اس کے لئے بھی آپ کے مشکور و ممنون ہوں گے۔

رہنمائے قائدین

عمومی رہنما اصول

اس تربیتی کتابچے کا مقصد لوگوں کو اسلام سے روحانی آزادی پانے میں مدد و رہنمائی فراہم کرنا ہے۔

اگر آپ ''قیدیوں کے لئے رہائی'' کے تربیتی کورس کی قیادت کا بیڑہ اٹھانے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں تو برائے مہربانی ان رہنما اصولوں کو غور سے پڑھیں۔

یہ تربیتی کتابچہ تین مختلف اقسام کے مسیحیوں کی مدد و رہنمائی کے لئے ضبطِ تحریر میں لایا گیا ہے:

۱۔ دائرہ اسلام سے نکل کر دائرہ مسیحیت میں داخل ہونے والے نومرید مسیحی (ایم بی ایم ز) جنہوں نے مسیح میں اپنی آزادی کو عملی طور پر حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

۲۔ وہ مسیحی جو خود یا جن کے آباواجداد مسلمانوں کے ہمراہ، اُن کے زیرِ تسلط رہتے ہیں یا رہتے رہے ہیں۔

۳۔ ہر وہ مسیحی جو مسیح کے پیغام کو مسلمانوں تک پہنچانے کا متمنی ہے۔

یہ تینوں قسم کے گروہ اپنی اپنی جداگانہ ضروریات رکھتے ہیں تاہم ہماری تجویز یہ ہے کہ (سب اقسام کے مسیحی) اسباق ایک تا چھ کی تربیت ضرور حاصل کریں جو کہ اس تربیتی کورس کے بنیادی اسباق ہیں۔

اس میں دو اضافی اسباق، اسباق سات اور آٹھ بھی شامل ہیں جنہیں خاص طور پر نومرید مسیحیوں کے لئے مرتب کیا گیا ہے۔ ان اسباق کا مطالعہ فقط چھ بنیادی اسباق مکمل کرنے کے بعد کیا جائے۔

- سبق سات میں اسلام سے آزادی کے مزید کلیدی پہلوؤں پر بحث کی گئی ہے جیسے کہ گمراہی، جھوٹی برتری اور برا بھلا کہنا۔
- سبق آٹھ میں اسلامی پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے لوگوں پر مشتمل ایک صحتمند کلیسیا کی ترقی کے حوالے سے تعلیم دی گئی ہے۔ یہ تعلیم نومرید مسیحیوں کے درمیان خدمت انجام دینے والے قائدین کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

یہ تربیتی کورس اس طور سے مرتب کیا گیا ہے کہ اسے ایک مخصوص انداز سے مکمل کیا جا سکتا ہے۔ صلاح یہ ہے کہ اس مجوزہ طریقہ ہائے کار کی پیروی کی جائے کیونکہ یہ ایک آزمودہ طریقہ ہے جو سب قسم کے شاگردوں کے لئے نہایت کارآمد ہے۔

اس تربیتی کورس کو اس انداز سے مرتب کیا گیا ہے کہ یہ تین سے پانچ دنوں کے اندر مکمل ہو جائے۔ اسے بعد ازاں ہفتہ وار گروہی مطالعے کے تعلیمی سلسلے کی شکل میں بھی جاری رکھا جا سکتا ہے۔

اگر آپ اس تربیتی کورس کی قیادت کر رہے ہیں تو سب شرکا کو اس بات کی ترغیب دیں کہ وہ اس کورس کو دوسروں کے ساتھ بھی شیئر کریں۔ امیدِ واثق ہے کہ اس تربیتی کورس میں شریک ہونے والا ہر ایک فرد اسے اپنے علاقے یا کلیسیا میں بھی متعارف کراتے ہوئے وہاں کے لوگوں کو بھی اس کورس کی تربیت فراہم کرے گا تاکہ یہ سلسلہ یونہی جاری و ساری رہے۔

تربیتی طریقہ ہائے کار

اس تربیت میں ایک چھوٹے گھریلو گروپ سے لے کر سینکڑوں لوگوں پر مشتمل ایک بڑے گروپ تک، کسی بھی تعداد میں لوگ شامل ہو سکتے ہیں۔ اگر تربیت کاروں کی تعداد پانچ یا چھ ہو تو شرکا کو چار یا پانچ کے لگ بھگ گروپس میں تقسیم کرنے کی ضرورت ہو گی۔ یہ گروپس سارے تربیتی عمل کے دوران جوں کے توں رہیں گے اور ہمیشہ اکٹھے بیٹھیں گے۔

اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ اس تربیتی عمل میں حصہ لینے والے تمام شرکا کے پاس اس تربیتی کتابچے کی اپنی اپنی نقل موجود ہو۔ تربیت کے آغاز پر ہی تمام شرکا کو تاکید کی جائے کہ وہ اپنے اپنے تربیتی کتابچے کے سرورق پر اپنا نام جلی حروف میں لکھیں تاکہ انھیں معلوم ہو جائے کہ ان کے تربیتی کتابچے انہی کی ملکیت ہیں نیز انھیں بتایا اور سکھایا جائے کہ وہ ان کتابچوں کے اندر ہی اپنے نوٹس بھی تحریر کریں۔ پھر سب لوگوں کو تربیتی کتابچے کے مشمولات کے بارے میں وضاحت کے ساتھ بتایا جائے جس میں ان کی توجہ چھ بنیادی اسباق، ہر سبق کے عنوان، ہر سبق کے آغاز پر دیئے گئے سیکھنے کے مقاصد، ہر سبق کے آخر پر پیش کردہ مواد (ذخیرۂ الفاظ، فہرست اسماء، بائبل اور قرآن سے لی گئی آیات)، ہر سبق کے آخر پر دیئے گئے سوالات، اور ان کے جوابات جو کہ کتابچے کے آخر پر دیئے گئے ہیں، کی جانب خاص طور پر مبذول کرائی جائے۔

ہر تربیتی دن کے آغاز پر، ہر چھوٹا گروپ ایک عدد پریذیڈنٹ اور ایک عدد سیکرٹری کا تقرر کرے۔ اس ضمن میں سب گروپ ممبرز کو باری باری موقع ملنا چاہیئے۔

- پریذیڈنٹ کا فرضِ منصبی یہ ہے کہ وہ چھوٹے گروپ کی تمام گفت وشنید کی سربراہی کرے اور گروپ میں موجود سب ممبرز کی حوصلہ افزائی کرے کہ وہ بھی گروہی سرگرمیوں میں اپنا حصہ ضرور ڈالیں۔ صرف پریذیڈنٹ ہی تربیتی کتابچے کے آخر پر دیئے گئے جوابات ملاحظہ کر سکتا ہے۔
- سیکرٹری کا کام ہے کہ وہ ہر بات کو نوٹ کرے کہ تجزیاتی مطالعے (case study) کے سوالات پر گروپ ممبرز کی طرف سے کس قسم کے جوابات آئے، وہ کون سے سوالات ہیں جنہیں سبق کے آخر پر سوال وجواب کے سیشن میں پیش کیا جا سکتا ہے نیز جب تربیت کار قائد کی طرف سے گروپس کو کسی سوال کا جواب دینے کے لئے سامنے بلایا جائے تو وہ اپنے گروپ کی نمائندگی کرے۔

تربیتی کورس کے آغاز پر، تربیت کار قائد کو چاہیئے وہ شرکا کو چار یا پانچ افراد پر مشتمل گروپس میں تقسیم ہونے کی ہدایت جاری کرے اور وضاحت کے ساتھ بتائے کہ چھوٹے گروپس کس انداز سے کام کریں گے نیز ان کے لئے ہر روز ایک نئے پریذیڈنٹ اور سیکرٹری کا انتخاب کرنا کیوں ضروری ہے۔ تربیت کار قائد یہ بھی واضح کرے کہ تمام چھوٹے گروپس اس بات پر متفق ہوں کہ صرف پریذیڈنٹ ہی سوالات کے جوابات ملاحظہ کرنے کا مجاز ہے۔

ہر نئے تربیتی دن کے آغاز پر تربیت کار قائد اعلان کرے کہ ''کل کے تمام پریذیڈنٹس اور سیکرٹریز آج ریٹائر ہو چکے ہیں''اور تمام چھوٹے گروپس آج کے لئے نئے پریذیڈنٹس اور سیکرٹریز کا تقرر کریں گے (ذیل میں دیکھئے)۔

ہر سبق کے تربیتی عمل کی ترتیب کچھ اس طرح ہو گی:

- تربیت کار قائد تمام شرکا کے سامنے سبق کی شروعات کا اعلان کرے اور انھیں تربیتی کتابچے کا وہ صفحہ کھولنے کی ہدایت کرے جہاں سے وہ سبق شروع ہو رہا ہے۔
- عملی سبق کو پیش کرنے کے لئے چند شرکا کو اداکاری کے لئے سب کے سامنے بلایا جائے۔
- \تربیت کار قائد عملی سبق پر مختصر تبصرہ پیش کرے (صرف ایک یا دو منٹ کے لئے) اور سب کی توجہ ہر سبق کے آغاز پر دی گئی تصویر پر مرکوز کراتے ہوئے اس کی وضاحت کرے۔

- قائد کا کام ہے کہ وہ سبق کے آغاز پر پیش کردہ سیکھنے کے مقاصد تمام شرکا کے سامنے پڑھ کر سنائے۔ مثال کے طور پر، ''اس سبق کے سیکھنے کے مقاصد صفحہ نمبر (فلاں) پر درج ہیں۔ یہ مقاصد ہیں۔۔۔ (انھیں بآوازِ بلند پڑھ کر سنایا جائے)''۔

- ہر سبق کے تجزیاتی مطالعے کو ایک ڈرامے کی شکل میں پیش کیا جائے مگر اسے سب کے سامنے پڑھ کر بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ اگر اسے ایک ڈرامے کی صورت میں پیش کرنا مقصود ہو تو تجزیاتی مطالعے سے متعلقہ امور کی پہلے باقاعدہ ریہرسل بھی کی جا سکتی ہے: شرکا کو ترغیب دیں کہ وہ تجزیاتی امور کا عملی مظاہرہ کرنے کو ترجیح دیں۔ اس ڈرامے (یا پڑھائی) کے بعد چھوٹے گروپس باہم مل کر تجزیاتی مطالعے پر بحث کریں اور اس کے آخر پر دیئے گئے سوال کا جواب پیش کریں: ''آپ کا ردِ عمل کیا ہوگا؟'' اس کے بعد، ہر گروپ کا سیکرٹری اپنے سے بڑے گروپ کے سامنے رپورٹ پیش کرے اور بتائے کہ ان کے گروپ کے مطابق سوال کا جواب کیا ہے۔

- ہر سبق کو سلسلہ وار سیشنز (sessions) میں تقسیم کیا جائے ماسوائے پہلے سبق کے کیونکہ اسے ایک ہی سیشن میں نپٹایا جا سکتا ہے۔

- ہر سبق سے متعلقہ ہر سیشن کے اندر، تمام شرکا کے لئے لازم ہے کہ وہ اقدامات (۱) تا (۵) کی پیروی کریں:

۱۔ قائد اعلان کرے گا کہ اس سیشن میں کون کون سے حصے زیرِ غور لائے جائیں گے نیز تربیتی کتابچے کے اندر ان سے متعلقہ صفحات کا نمبر بھی بتایا جائے گا۔ (اگر قائد چاہے تو متن میں دیئے گئے تقسیمی اشاریئے بھی ملاحظہ کر سکتا ہے جن میں اس بات کی نشاندہی کر دی گئی ہے کہ ہر چھوٹے گروہی سیشن میں کتنے حصے کا احاطہ کیا جانا چاہئے۔)

۲۔ عمدہ پڑھائی کی صلاحیت کا حامل کوئی شخص زیرِ بحث لائے جانے کے تمام حصوں کو بلند آواز سے پڑھے۔ (اگر تربیتی عمل تقسیمی اشاریوں کے مطابق جاری ہے تو پڑھنے والا صرف اشاریئے کے نشان تک پڑھے جس کے لئے تقریباً دس سے پندرہ منٹ درکار ہوں گے۔)

۳۔ تمام شرکا تقسیم ہو کر چھوٹے گروپس تشکیل دیں اور انھیں خاص ہدایت دی جائے کہ وہ اپنی گفتگو میں صرف موجودہ سیشن سے متعلقہ سوالات تک محدود رہیں۔ یہ سوالات ہر سبق کے آخر پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

۴۔ تمام گروپس موجودہ سیشن سے متعلقہ حصوں کے آخر پر دیئے گئے سوالات پر بحث کریں۔ اس میں تقریباً دس سے بیس منٹ لگ سکتے ہیں جس کا انحصار سوالات کی تعداد پر ہوگا۔ اس دوران تربیت کار قائد باری باری تمام گروپس کے پاس جا کر دیکھے کہ وہ کس طرح سے کام کر رہے ہیں۔

۵۔ جب قائد یہ دیکھے کہ فلاں گروپ نے اس سیشن کے حوالے سے تفویض کردہ کام مکمل کر لیا ہے تو پھر وہ باقی تمام گروپس کو بھی ہدایت جاری کرے کہ وہ بھی جلد از جلد اپنا کام ختم کریں۔ مواد کا تسلسل جاری رکھا جائے اور کاہلی کا مظاہرہ کرنے والوں کا انتظار نہ کیا جائے۔

باقی ماندہ سیشنز کے لئے اقدامات (۱) تا (۵) دہراتے رہیں جب تک کہ پورا سبق مکمل نہ ہو جائے۔

- ہر سبق کے آخر پر، تمام گروپس دوبارہ واپس جمع ہو جائیں تاکہ اس سبق پر سوال و جواب کا سلسلہ آگے بڑھایا جا سکے۔

اسباق ۵، ۶ اور ۷ کے اختتام پر دعائیں پیش کی گئی ہیں۔ ان دعائیہ اقدامات کی پیروی کرنے کے لئے ذیل میں دی گئی تجویز پر عمل کیجئے۔

یہ گفتگو کا نشان ہے جس میں تین لوگوں کو بات کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے:

یہ نشان ظاہر کرتا ہے کہ اب گروپ سیشنز کے لئے ایک وقفہ لیا جائے۔ یہ فقط ایک تجویز کردہ نشان ہے: ہر قائد کو مکمل آزادی حاصل ہے کہ وہ شرکا کی ضروریات کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے، حسبِ منشا ان اسباق کو ذیلی حصوں میں تقسیم کر سکتا ہے۔ اس مد میں یہ امر قابلِ غور ہے کہ شرکا ایک وقت میں معلومات کی کتنی مقدار کو بآسانی جذب کر سکتے ہیں جس کا انحصار گروپ بہ گروپ مختلف بھی ہو سکتا ہے تاہم تربیت کار قائد کو چاہئے کہ وہ اس بات کا حتمی فیصلہ کرے کہ ہر چھوٹے گروہی سیشن میں کتنے مواد کا احاطہ کرنا موزوں رہے گا۔

عملی اسباق

تجویز ہے کہ آپ ہر سبق کا آغاز ایک عدد عملی سبق سے کریں جسے ایک ڈرامے کی صورت میں پیش کیا جائے۔ اگر آپ یہ کرنا چاہیں تو پورے تربیتی عمل کا تعارف پیش کرنے کے لئے بھی ایک عدد عملی سبق موجود ہے۔ آپ کو عملی اسباق کے لئے پیشگی تیاری کرنا پڑے گی۔ تاہم کئی اسباق ایسے بھی ہیں کہ اگر اداکار اپنے عملی سبق کا سب کے سامنے مظاہرہ کرنے سے تقریباً آدھ گھنٹہ پہلے بھی ریہرسل کر لیں تو یہ ان کی مشق کے لئے کافی ہوگا۔

پورے تربیتی عمل کا تعارف پیش کرنے کا عملی سبق

چھ سے آٹھ ایسی کرسیاں تلاش کریں جو اتنی مضبوط ہوں کہ اگر کوئی شخص ان کے اوپر کھڑا بھی ہو جائے تو وہ اس کا بوجھ سہار سکیں۔ ان کرسیوں کو ایک قطار میں اس طرح سے لگائیں کہ ہر کرسی کا اگلا حصہ اگلی کرسی کے پچھلے حصے کے سامنے آئے۔ اس کے بعد شرکا میں سے ایک نوجوان کو سامنے بلائیں اور اس سے کہیں کہ وہ ان کرسیوں کے اوپر چلے اور ساتھ ہی ساتھ ایسے ظاہر کرے کہ گویا فون پر کسی سے بات کر رہا ہے۔ پھر اسے مزید مشکل بنائیں، کرسیوں کے درمیان وقفہ بڑھاتے جائیں اتنا کہ چلنا نہایت دشوار ہو جائے۔ پھر آخر پر ایک اور شخص کو سامنے بلائیں جس کے ہاتھ میں ایک پرچہ ہو جس پر لکھا ہوا "رہنما"۔ یہ شخص پہلے نوجوان کے پاس جائے اور اس کا ہاتھ تھامے اور یوں وہ اس شخص کے ہاتھ کے سہارے کرسیوں پر دوبارہ سے چلنا شروع کر دے۔ اس مثال سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ رہنمائی کرنے والے کا ہاتھ پکڑ کر چلنے سے مشکل راستے بھی آسان ہو جاتے ہیں۔

پہلے سبق کے لئے عملی سبق

ایک آدمی سب کے سامنے آکر چلتے ہوئے یہ پکارتا جائے "میں آزاد ہوں! میں آزاد ہوں!" اور پھر اونچی آواز میں بتائے کہ ایک مسیحی کے طور پر وہ کتنا آزاد ہے۔ مگر اس دوران وہ ان دو بکریوں کو مسلسل نظر انداز کر رہا ہو جو اس کی ٹانگوں کے ساتھ بندھی ہوئی ہیں جن میں سے ایک بکری اس کی ایک ٹانگ سے اور دوسری بکری اس کی دوسری ٹانگ سے بندھی ہوئی ہو۔ (بکریوں کی بجائے کوئی دوسرا جانور بھی استعمال کیا جا سکتا ہے جیسے کہ دو بھیڑیں، دو مرغے یا دو **بلیاں**)۔ اس کے لئے بالکل سیدھ میں چلنا کافی مشکل ہوگا۔ ایک بکری اسے دوسری طرف کھینچے گی اور دوسری بکری دوسری طرف۔ وہ اپنی منزل پر پہنچنے کے لئے بڑی جدوجہد کرتا ہے مگر وہ ان بکریوں کو دیکھ نہیں سکتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ وہ آزاد ہے مگر وہ آزاد نہیں ہے۔ بالکل بھی نہیں!

اگر جانور دستیاب نہ ہوں تو کسی سے کہیں کہ وہ بڑے سائز کے ایک چارٹ پیپر پر کسی ایک شخص یا جوڑے کی ایسی تصویر بنائے جس کی ٹانگوں کے ساتھ دو بکریاں بندھی ہوئی ہوں۔ پھر کوئی ایک شخص سامنے آئے اور اس تصویر کی طرف دیکھ کر کہے کہ "یہ شخص میں ہوں جو پہلے ایک مسلمان پس منظر سے تعلق رکھتا تھا! اب میں آزاد ہوں، میں آزاد ہوں۔" وہ ایک منٹ کے لئے سب کو بتائے کہ مجھے یہ آزادی کیسے حاصل ہوئی مگر وہ اس دوران ان بکریوں کو مکمل طور پر نظر انداز کرے یعنی ان کا ذکر تک نہ کرے۔ پھر یہ شخص چلا جائے اور کوئی دوسرا شخص سامنے آکر ان بکریوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنا ہاتھ سوال پوچھنے کے انداز میں اوپر اٹھائے۔

دوسرے سبق کے لئے عملی سبق

ایک ماسکنگ ٹیپ کے بڑے سے ٹکڑے پر موٹے مارکر کی مدد سے لفظ "ذمی" لکھیں۔ ٹیپ پر لکھا ہوا یہ لفظ حاضرین کو دکھائیں اور پھر جا کر وہ ٹیپ پہلے سے کرسی کے ساتھ بندھے ہوئے شخص کے منہ پر چپکا دیں۔ پھر ۲۰ سیکنڈز کے بعد، اس شخص سے کہیں کہ وہ اوپر کی جانب دیکھتے ہوئے کرسی پر سے اٹھنے کی کوشش کرے۔ وہ یہ نہیں کر سکے گا۔ ایک دوسرے شخص کو سامنے بلائیں جس کے ہاتھ میں ایک پیپر ہو جس پر جلی حروف میں یہ لفظ لکھا ہو "نجات دہندہ"۔ وہ نجات دہندہ سامنے آکر اس ذمی کے ہاتھ پاؤں کھولے اور اس آزاد ذمی کو ہاتھ پکڑ کر چلاتے ہوئے روشنی میں لے آئے (اس روشنی کے لئے کسی لیمپ یا موبائل فون کی ٹارچ کو استعمال کیا جا سکتا ہے) اور وہ ساتھ ساتھ اونچی زبان میں زبور ۲۳ زبانی بولتا چلا جائے۔

تیسرے سبق کے لئے عملی سبق

اگر کوئی جانور کسی پھندے کا چارہ کھالے تو وہ اس میں پھنس جاتا ہے۔ وہ اس وقت تک اس سے رہائی حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اس چارے کو نہ چھوڑے۔ ایک ایسا مرتبان لیں جو اتنا بڑا ہو کہ اس میں ہاتھ آسانی کے ساتھ اندر جا سکے مگر اتنا چھوٹا ہو کہ اگر ہاتھ کو اندر لے جا کر مٹھی بنالیا جائے تو وہ اس میں باہر نہ نکل سکے۔ اس مرتبان اور ساتھ میں ایک کاغذ کو اوپر اٹھائیں جس پر لکھا ہو "کلمہ شہادت"۔ اس مرتبان کے اندر مونگ پھلی کے چند دانے ڈالیں۔ کوئی شخص سامنے آئے اور مونگ پھلی کے دانے نکالنے کی غرض سے اپنا ہاتھ اس مرتبان کے اندر ڈالے مگر اس کا ہاتھ باہر نہ نکل سکے۔ وہ چلتے ہوئے سب کو دکھائیں کہ وہ کتنی بڑی مشکل میں پھنس گئے ہیں۔ اس مرتبان سے رہائی کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ مونگ پھلیوں کو ہاتھ سے چھوڑ دیا جائے۔

چوتھے سبق کے لئے عملی سبق

برقعے میں لپٹی ہوئی ایک نہایت مشتعل مزاج عورت اور ایک مسلمان مرد جس کے سر پر نماز پڑھنے کی ٹوپی ہو، کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر انھیں دو کرسیوں پر بٹھا دیں۔ دو کاغذوں پر بڑے حروف میں الفاظ "کٹر مسلمان" لکھیں اور انھیں ٹیپ کی مدد سے دونوں کے سینوں پر چسپاں کر دیں یا گلے میں لٹکا دیں۔ کچھ لوگوں سے کہیں کہ وہ سامنے آکر ان دونوں افراد کے آس پاس چلیں پھریں اور خوشی سے نعرے ماریں، کبھی کبھار ایک دوسرے کے کانوں میں سرگوشیاں کریں، مل کر پرستش کے گیت گائیں مگر اس مسلمان جوڑے سے براہِ راست مخاطب نہ ہوں۔ اس مسلمان آدمی سے کہیں کہ وہ اپنی کرسی کے نیچے سے ایک تلوار (یا کوئی دوسرا ہتھیار جیسے کہ خنجر وغیرہ) نکالے اور جب بھی کوئی اس کے قریب آئے تو اس تلوار کو ہوا میں لہراتا ہوا بلند آواز سے کہے کہ خاموش ہو جاؤ اور مجھے تشدد کرنے پر مت اکساؤ۔ دوسرے لوگ خاموشی سے باہر نکل جائیں۔ اس کے بعد کوئی آئے اور خاموشی کے ساتھ ان کی آنکھوں پر لگی پٹیاں کھول کر انھیں دکھائے کہ وہاں تو کوئی بھی موجود نہیں۔ پھر وہ سب بھی حیرانی سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے باہر نکل جائیں۔

پانچویں سبق کے لئے عملی سبق

ایک شخص نہایت تھکی ماندی اور شکست خوردہ حالت میں زمین پر لیٹا ہوا ہے اور اس نے بچاؤ کے اندر میں اپنے آپ کو سمیٹ رکھا ہے۔ ایک کاغذ پر موٹے حروف میں "ٹھکرایا ہوا" لکھ کر، ٹیپ کی مدد سے اس کے جسم پر چسپاں ہے۔

اس کے ایک ٹخنے کے ساتھ ایک لمبی رسی بندھی ہوئی ہے جو دُور کہیں منظر نامے سے باہر کی طرف جاتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔آپ دیکھ نہیں سکتے کہ وہ شخص کس چیز کے ساتھ بندھا ہوا ہے؛شاید وہ کوئی درخت ہے یا کوئی اَور چیز۔ایک نجات دہندہ قسم کا شخص سامنے آتا ہے،اس کی رسی کھولتا ہے اور بڑے ملائم انداز میں اسے اوپر اٹھاتا ہے یا اسے اٹھا کر ایک کرسی کی طرف لے جاتا ہے،اسے ایک گلاس پانی پیش کرتا ہے، بڑے تحمل کے ساتھ اسے پانی پیتے ہوئے دیکھتا رہتا ہے جب تک وہ پانی ختم نہیں کر لیتا، پھر گلاس لے کر ایک طرف رکھ دیتا ہے اور اس پر سے ''ٹھکرایا ہوا'' نام اتار کر پھینک دیتا ہے۔اس کے بعد وہ نجات دہندہ، اس چھڑائے ہوئے شخص کی کرسی کے سامنے دوزانو ہو کر اس کے پاؤں پانی سے دھوتا اور تولئے سے سکھاتا ہے۔

چھٹے سبق کے لئے عملی سبق

ایک آدمی کو جس کے ہاتھ میں اس کی بائبل ہو، میز کے پیچھے رکھی کرسی پر بٹھائیں اور اس کی پیچھے اس کے پیچھے کھڑی ہو جس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے شوہر کے کندھوں پر رکھے ہوں۔ وہ دونوں خاموشی کے ساتھ میز پر رکھی ہوئی کھلی بائبل کو غور سے دیکھ رہے ہیں۔ ماسکنگ ٹیپ کے ایک بڑے سے ٹکڑے پر موٹے مارکر کی مدد سے لفظ ''ذمی'' لکھیں۔ ٹیپ پر لکھا ہوا وہ لفظ حاضرین کو دکھائیں اور جا کر وہ ٹیپ کرسی پر بیٹھے آدمی کے منہ پر چپکا دیں۔ پھر ایک ظاہراً مسلمان آدمی کو پیش کریں جو ان دونوں کے قریب جا کر السلام و علیکم کہے اور کرسی پر بیٹھے ہوئے خاموش مسیحی کو ٹھٹھوں میں اڑائے۔ بیوی سے کہیں کہ وہ اس کے سوالوں کے جواب دینے کی کوشش کرے۔ مسلمان آدمی اس کے جوابوں کو یکسر نظر انداز کر دیتا ہے۔ مسیحی آدمی اپنی بائبل کو دونوں ہاتھوں سے بار بار اٹھاتا ہے مگر وہ صرف اپنا سر ہلا سکتا ہے۔ آخر پر، مسلمان آدمی طنزیہ ہنسی کے ساتھ وہاں سے چلا جاتا ہے۔ بیوی اپنے شوہر کے منہ سے ٹیپ اتار دیتی ہے اور ٹیپ اترتے ہی وہ پورے جوش سے یہ کہنا شروع کر دیتا ہے، ''اس مسلمان سے کہو واپس آئے!'' وہ فوراً جانے والے مسلمان کی سمت میں بھاگتی ہے۔ پھر وہ آدمی بھی یہ کہتے ہوئے اپنی بیوی کے پیچھے جانے کا فیصلہ کرتا ہے کہ، ''میں آرہا ہوں، میں آرہا ہوں!'' اور یہ کہتے ہوئے وہ اپنی بائبل کو ہوا میں لہراتا ہوا وہاں چلا جاتا ہے۔

ساتویں سبق کے لئے عملی سبق

خاموشی کے ساتھ تین کرسیاں حاضرین کے سامنے اس طرح سے لگائیں کہ ایک کرسی اکیلی ایک طرف رکھی جائے اور باقی دو کرسیاں دوسری طرف ایک دوسرے کے آمنے سامنے رکھی جائیں۔ ایک کاغذ پر لفظ ''آزادی'' لکھیں اور دو اکٹھی رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ہر ایک پر چسپاں کر دیں۔ اکیلی پڑی ہوئی کرسی پر لفظ ''اسلام'' لکھ کر لگا دیں۔ اِس اکیلی کرسی کو رسی کی مدد سے کمرے کے اندر موجود کسی ناقابلِ حرکت چیز کے ساتھ کس کر باندھ دیں۔ ایک شخص کو ''اسلام'' نامی کرسی پر بٹھائیں اور اس کی ایک ٹانگ کو ایک نسبتاً چھوٹی رسی کی مدد سے اس کرسی کے ساتھ باندھ دیں۔ وہ رسی اتنی لمبی نہ ہو کہ اس پر بیٹھا شخص ''آزادی'' نامی کرسیوں تک پہنچ سکے نیز ''اسلام'' نامی کرسی بھی اپنی جگہ سے ہلائی نہیں جا سکتی کیونکہ اسے بھی ایک رسی کی مدد سے کسی ناقابلِ حرکت چیز کے ساتھ باندھا گیا ہے۔ ایک کاغذ کے اوپر موٹے مارکر سے بڑے بڑے حروف میں لفظ ''اسیری'' لکھیں۔ کوئی شخص اس کاغذ کو حاضرین کے سامنے دکھائے اور پھر ''اسلام'' نامی کرسی پر بیٹھے ہوئے شخص کو کرسی کے ساتھ باندھ کر رکھنے والی رسی کے اوپر چپکا دے۔ ایک اَور شخص منظر نامے میں داخل ہو اور آکر ''آزادی'' نامی کرسیوں میں سے ایک کے اوپر آکر بیٹھ جائے اور بائبل پڑھنا شروع کر دے۔ یہ شخص بندھے ہوئے شخص کو ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے اپنے پاس آنے اور ساتھ والی ''آزادی'' نامی دوسری خالی کرسی پر بیٹھنے کی دعوت دے۔ بندھا ہوا شخص ''آزادی'' نامی کرسی تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے مگر رسیوں کی وجہ سے وہ پہنچ نہیں پاتا۔ ''آزادی'' نامی کرسی پر بیٹھا ہوا شخص ایک کاغذ حاضرین کو دکھاتا ہے جس پر لفظ ''چھوڑنا'' لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد یہی شخص جا کر ''اسلام'' والے کاغذ سے تھوڑا اوپر کر کے ''چھوڑنا'' والا کاغذ اس طرح سے چپکا دیتا ہے وہ دونوں کاغذ نظر آتے رہتے ہیں اور اس رسی کو کھول دیتا ہے جس نے اس شخص کو ''اسلام'' نامی کرسی کے ساتھ باندھ رکھا تھا۔ یہ دونوں افراد جا کر ''آزادی'' نامی دونوں کرسیوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ دونوں مل کر گیت ''تیرا فضل میرے لئے کافی ہے'' کی پہلی استھائی گائیں (یا اس کے علاوہ کوئی اَور مشہور گیت جو مسیح میں آزادی کے بارے میں ہو)۔

آٹھویں سبق کے لئے عملی سبق

کسی خاتون کو کٹر مسلمان عورتوں جیسا لباس پہنا کر اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دیں۔ پھر ایک مسلمان دکھائی دینے والا آدمی اس خاتون کو ہاتھ سے پکڑ کر لائے اور ایک کرسی پر بٹھادے۔ ایک کاغذ پر لفظ ''شرمندگی'' لکھیں اور اس خاتون کے سینے پر چسپاں کر دیں۔ مسلمان مرد اس سے کہتا ہے، ''تمہارے پیر اور ہاتھ بہت گندے ہیں!'' اور پھر وہاں سے چلا جاتا ہے۔ وہ خاتون کرسی پر بیٹھی رہتی ہے اور حاضرین دیکھ سکتے ہیں کہ اس کے پیر اور ہاتھ بہت گندے ہیں۔ وہ دھیمی آواز میں رو رہی ہے۔ ایک مسیحی خاتون اندر داخل ہوتی ہے۔ اس کے ہاتھ میں پانی سے بھرا ہوا ایک برتن اور ایک تولیہ ہے۔ وہ پہلے جا کر بڑی نرمی اور خاموشی سے پہلی خاتون کے آنسو پونچھتی اور اس کے گال خشک کرتی ہے۔ پھر وہ اس کے ہاتھ دھوتی ہے اور اس کے بعد دوزانو ہو کر اس کے پاؤں بھی دھوتی ہے۔ جب پیر دھل جاتے ہیں تو مسیحی خاتون بڑے آرام سے اس کا نقاب اتارتی ہے اور اسے سہارا دے کر اٹھاتی ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے ہوئے وہاں سے اس طرح چلی جاتی ہیں کہ پانی کا برتن مسیحی خاتون جبکہ تولیہ مسلمان خاتون اٹھا لیتی ہے۔

چھوٹے گروپس کے پریذیڈنٹس کا کردار

ایک چھوٹے گروپ کے پریذیڈنٹ کا کردار یہ ہے کہ وہ اپنے گروپ کے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرے کہ وہ گروہی بحث میں حصہ لیں۔

ہر سبق سے متعلقہ سوالات میں اگر کوئی لفظ موٹے حروف میں لکھا ہوا ملے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ لفظ اس مخصوص سبق کے حوالے سے کوئی نیا نام یا ذخیرۂ الفاظ میں سے کوئی نیا لفظ ہے۔ جب گروہی بحث کے دوران ایسا کوئی لفظ سامنے آجائے تو یہ پریذیڈنٹ کا فرض ہے کہ وہ ایک لمحے کے لئے پورے گروپ کی توجہ اس شخص یا اس لفظ کے مفہوم کی طرف مبذول کرائے۔

پریذیڈنٹ کا کام ہے کہ وہ گروپ میں موجود ہر شخص کی حوصلہ افزائی کرے کہ وہ بحث میں حصہ لے۔

سوالات فراہم کرنے کا مقصد اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ ہر شخص کو پیش کردہ تعلیم کی خاطر خواہ سمجھ آچکی ہے۔ اگر گروپ کے اراکین یہ چاہیں کہ وہ مزید وضاحت طلب معاملات پر اگلے کسی سیشن میں دوبارہ بحث کریں تو یہ بھی ایک عمدہ طریقہ ہے۔

اگر گروپ اصل موضوع سے ہٹ جائے تو پریذیڈنٹ انھیں زیرِ غور سوال پر واپس لا سکتا ہے۔ پریذیڈنٹ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ بحث کے دوران تعلیمی گفتگو چلتی رہے۔

چھوٹے گروپ کا پریذیڈنٹ وہ واحد شخص ہے جو کتابچے کے آخر پر دیئے گئے سوالات کو ملاحظہ کرنے کا مجاز ہے۔

اسباق ۵ تا ۷ میں دی گئی دعاؤں کی رہنمائی کرنے کا طریقہ

اسباق ۵ تا ۷ میں کلمۂ شہادت اور ذمی معاہدے کو ترک کرنے کی دعائیں پیش کی گئی ہیں جنہیں ادا کرنے کے رہنما اصول مندرجہ ذیل ہیں:

- یہ دعائیں ایک بڑے گروپ کی صورت میں اجتماعی طور پر ادا کی جائیں (الگ الگ نہیں، نہ ہی چھوٹے گروپس میں)۔ تاہم شرکا کے لئے لازم نہیں کہ اپنے گروپس میں سے باہر نکلیں جب تک کہ ہر شخص کو مجموعی گروپ تشکیل دینے کے لئے کہا نہ جائے۔
- بہتر ہوگا کہ ان دعاؤں سے پہلے ہر شخص کو اپنی جگہ پر کھڑا ہونے کی دعوت دی جائے: ایسی مناجات کے لئے ہمارا ہوشیاری اور بیداری کی حالت میں کھڑے ہونا از حد ضروری ہے۔

- ہر دعائیہ سیشن سے پہلے بائبل کی آیات سوال و جواب کی شکل میں پیش کی جائیں۔ قائد پہلے سوال، پھر کتابِ مقدس کی آیت اوراس کے بعد جواب کو پڑھے (ترچھے انداز میں لکھی ہوئی تحریر)۔اس کے بعد ہر شخص کھڑا ہو جائے اور سب کے ساتھ مل کر دعا کرے۔ جب پانچویں سبق (کلمہ ٔ شہادت سے آزادی) کے بعد چھٹا سبق (ذمی معاہدے سے آزادی) بھی مکمل ہو جائے تو عمومی ترتیب کے مطابق ''سچائی کو جانیں'' کی آیات پہلے ہی پانچویں سبق میں پڑھی جا چکی ہو نگی اس لئے انھیں چھٹے سبق میں دہرانے کی ضرورت نہیں۔

- پانچویں سبق میں، کلمہ ٔ شہادت کو ترک کرنے کی دعا، 'مسیح کی پیروی کرنے کے عہد کی دعا' کے بعد ادا کی جائے اور یہ دعا بھی پانچویں سبق کے اندر موجود ہے۔ پہلے مل کر 'مسیح کی پیروی کرنے کے عہد کی دعا' زبانی دہرائی جائیں اور پھر آزادی کی گواہیوں کا حصہ پڑھا جائے۔اس کے بعد کوئی شخص ''سچائی کو جانیں'' کے حصے میں دی گئی آیات پڑھے۔ پھر ہر شخص 'کلمہ ٔ شہادت کو ترک کرنے کا اعلان اور دعا' دوسروں کے ساتھ مل کر بولے۔

- یہ اجتماعی دعائیں چند مختلف طریقوں سے بھی ادا کی جاسکتی ہیں:

  – لوگ ان دعاؤں کو کتابچے کے اندر سے براہِ راست پڑھ کر بھی ادا کر سکتے ہیں۔

  – اگر پروجیکٹر استعمال ہو رہا ہے تو ان دعاؤں کو اسکرین پر بھی دکھایا جاسکتا ہے۔

  – اکثر ان دعاؤں کی ادائیگی کا بہترین طریقہ ''میرے پیچھے کہیں'' کے انداز میں پڑھنے کا ہے جس میں پہلا جملہ قائد بولے اور باقی سب اس کی تقلید کرتے ہوئے یک زبان ہو کر اس جملے کو دہرائیں۔ 'میرے پیچھے کہیں' کا طریقہ زیادہ عمدہ ہے خصوصاً جب شرکا کو متن کی بلند آواز میں پڑھائی کے لئے استعمال کرنا مقصود نہ ہو۔اس طریقے کی پیروی کرنے سے لوگوں کو دعائیہ الفاظ کو اپنی تفہیم کے لئے سمجھنے اور اپنانے میں بھی آسانی رہتی ہے جس کی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ طریقہ گروہی اتحاد کا احساس پیدا کرنے میں بھی مدد و معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

- ہر بار جب یہ دعائیں زبانی دہرائی جاتی ہیں تو یہ بہت ضروری ہے کہ لوگوں کے اجتماعی دعا میں شریک ہونے کے فوراً بعد تربیت کار قائد اجتماعی دعا میں شریک ہونے والے سب لوگوں کے لئے ایک خصوصی دعا کرے تاکہ لعنتوں کا زور ٹوٹے اور ان کی جگہ زندگیوں میں برکات جاری ہوں۔ قائد کی طرف سے فالواپ کے طور پر ادا کی جانے والی ان دعاؤں میں مندرجہ ذیل لوازمات ضرور شامل ہونے چاہئیں:

  – قائد کو چاہئے کہ پورے ایمان کے ساتھ ترک کردہ معاہدوں سے وابستہ ساری لعنتوں کو توڑے۔ یہ دعا قائد کی جانب سے لوگوں کے لئے کی جاسکتی ہے اور یا پھر قائد لوگوں کی رہنمائی کرے کہ وہ اس کے پیچھے پیچھے ان دعائیہ کلمات کو بولتے ہوئے از خود ان لعنتوں سے آزادی کا اعلان کریں۔ مثال کے طور پر، کلمہ ٔ شہادت کو ترک کرنے کی دعا کے بعد قائد کہہ سکتا ہے کہ ''میں آپ کی زندگی پر سے اسلام کی لائی ہوئی تمام لعنتوں کو یسوع کے نام سے توڑتا ہوں۔'' یا اگر لوگ پیچھے پیچھے بول رہے ہیں تو پھر وہ 'میرے پیچھے کہیں' کے انداز میں کہے، ''میں اپنی زندگی پر سے اسلام کی لائی ہوئی تمام لعنتوں کو یسوع کے نام سے توڑتا ہوں۔ میں اپنی زندگی پر اسلام کی تمام روحانی قوتوں کے اثر کو بھی یسوع کے نام سے توڑتا ہوں۔''

  – اسی طرح قائد، بدروحوں کو بھی جانے کا حکم دے، یعنی لوگوں کی زندگی میں سے انھیں نکالے یا لوگوں کی رہنمائی کرے کہ وہ کچھ اس بولتے ہوئے یہ کام خود انجام دیں: ''میں اپنے خداوند یسوع مسیح کے نام سے تمام بدروحوں کو حکم دیتا ہوں کہ وہ یسوع کے آگے سجدہ کرکے ابھی اور

اسی وقت آپ کی زندگی میں سے نکل جائیں" (یا اگر 'میرے پیچھے کہیں' کا طریقہ استعمال کیا جا رہا ہو تو "میری زندگی میں سے نکل جائیں")۔

- پھر قائد ان دعاؤں میں شریک ہونے والے سب لوگوں کے لئے برکت چاہے تاکہ جن چیزوں کو اپنی زندگیوں میں سے ترک کیا گیا ہے ان کی جگہ خدا زندگیوں میں اپنی برکات کو جاری وساری کرے جس کی وضاحت دوسرے باب بیان کردی گئی تھی۔ مثال کے طور پر، ذمی ہونے کے معاہدے سے دستبردار ہونے کی دعا کے بعد قائد لوگوں کے ہونٹوں کو زندگی کے کلام کی برکت دے سکتا ہے تاکہ وہ دلیری کے ساتھ سچ بیان کریں اور کلمہ شہادت کو ترک کرنے کی دعا کے بعد قائد لوگوں کو زندگی، امید، جرأت اور خدا کی محبت کی برکت دے سکتا ہے۔

- علاوہ ازیں، بہتر ہوگا کہ ایک دعائیہ ٹیم پہلے سے تیار کر رکھی جائے جو اجتماعی دعاؤں کے بعد بھی لوگوں کے لئے دعا کرنا جاری رکھے۔ ایک طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لوگوں کو قطار ہیں کھڑا کر کے مسح کرنے کی خدمت انجام دی جائے: دعا کرنے کے بعد لوگوں کو دعوت دی جائے کہ وہ سامنے تشریف لائیں تاکہ انھیں تیل سے مسح کیا جا سکے اور دعائیہ ٹیم کے لوگ ان کے لئے شخصی طور پر دعا کر سکیں۔ بہتر ہوگا کہ آپ اس مقصد کے لئے اپنی دعائیہ ٹیم کو پہلے سے اس خدمت کی تربیت دے کر تیار کریں تاکہ وہ بعد کی توقعات پر پورا اتر سکے۔

بپتسمہ

لازم ہے کہ اسلام کو ترک کر کے مسیح کی پیروی کا عہد کرنے والا ہر شخص بپتسمہ حاصل کرنے سے پہلے پانچویں سبق کی دونوں دعاؤں کو رسمی طور پر ادا کر چکا ہو: 'یسوع مسیح کی پیروی کرنے کے عہد کا اعلان اور دعا' نیز 'کلمہ شہادت کو ترک کرنے کا اعلان اور دعا'۔ یہ دعائیں ادا کرنے سے پہلے انھیں ان دعاؤں کا مفہوم اور مقصد اچھی طرح سمجھا دیا جائے تاکہ وہ دعا میں کہے گئے کلمات کو سمجھ سکیں اور اپنے اقرار کو نبھانے کے لئے پوری طرح سے تیار ہو سکیں۔ صلاح یہ ہے کہ اس عمل کو بپتسمے کے لئے تیاری کے مرحلے کا حصہ بنا کر انجام دیا جائے۔

بدروحوں کا ظہور

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ دعائیں کرتے وقت کچھ لوگوں میں بدروحیں ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کوئی چیخنا شروع کردے، ہو سکتا ہے کوئی زمین پر لوٹنے لگے یا کھڑے کھڑے ہانپنا اور کانپنا شروع ہو جائے۔ اسی لئے اجتماعی دعاؤں کے دوران قائد کے لئے کسی بھی ایسی صورتحال کا سامنا کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار اور بیدار رہنا نہایت ضروری ہے۔ ایک ایسی ٹیم یا ٹیمیں تیار رکھی جائیں جو ایسے شخص کو بڑی احتیاط کے ساتھ دوسروں سے الگ لے جائیں، ان کی حوصلہ افزائی کریں اور پھر بڑی نرم مزاجی مگر پورے ایمان کے ساتھ اس بدروح یا ان بدروحوں کو ان کی زندگی میں سے نکل جانے کا حکم دیں۔ بہتر ہوگا کہ اس دوران قائدین میں سے کوئی ایک اپنی آنکھیں کھلی رکھے اور دعا کے دوران ہر شخص کی حرکات و سکنات کا بغور جائزہ لیتا رہے۔

۱

ترکِ اسلام کی ضرورت

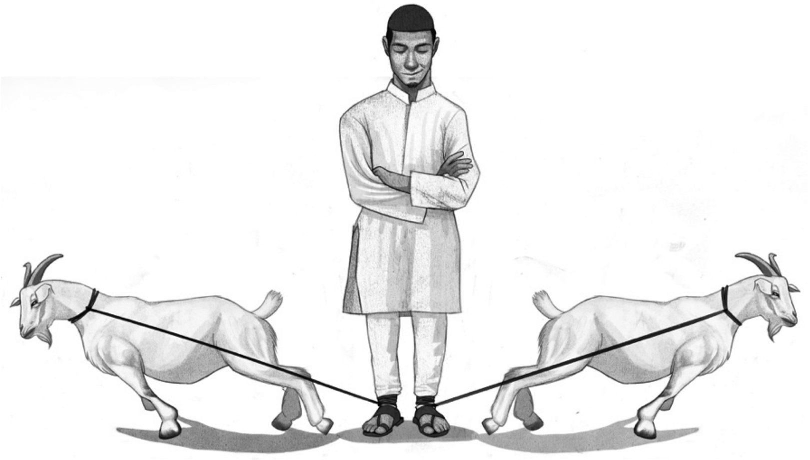

”مسیح نے ہمیں آزاد رہنے کے لئے آزاد کیا ہے!“
گلتیوں ۵:۱

سبق کے اغراض و مقاصد

الف۔ اسلام میں پائی جانے والے معاہدی قوتوں کو ترک کرنے کی فوری ضرورت سے آگاہ کرنا۔

ب۔ اسلام کی مسلمانوں اور غیر مسلموں پر اپنا روحانی تسلط قائم کرنے کی جارحانہ کاروائی کو سمجھنا۔

ج۔ شیطان کی حکمرانی سے یسوع مسیح کی بادشاہت میں منتقل ہونے کے نظریئے کا تعارف پیش کرنا۔

د۔ قوت کے استعمال کو اسلامی جہاد کے حتمی جواب کے طور پر مسترد کرنا۔

ہ۔ دانی ایل نبی کی رویا کے مطابق حضرت محمد کی ایک ''ترش رو بادشاہ'' سے مشابہت کو زیر غور لانا اور اس تفہیم کو حاصل کرنا کہ اس بادشاہ کو بالآخر شکست ہوئی مگر ''انسانی قوت سے نہیں''۔

تجزیاتی مطالعہ: آپ کیا کریں گے؟

اس وقت جب آپ مارک ڈیوری صاحب کی یہ کتاب پڑھ رہے ہیں، آپ کو ایک فون آتا ہے جس میں آپ کو بتایا جاتا ہے کہ آپ کے چچا کی گاڑی کو معمولی حادثہ پیش آیا ہے اور وہ ایک اسپتال میں زیر علاج ہیں جو آپ کے بالکل قریب واقع ہے۔ جب آپ ان سے ملاقات کے لئے جاتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ انہیں ایک مشترکہ کمرے میں رکھا گیا ہے جہاں علی نامی ایک کٹر شیعہ مسلم نوجوان بھی زیر علاج ہے۔ آپ اپنے چچا کی صحت یابی کے لئے دعا کرتے ہیں جس کے بعد علی بڑی دلچسپی کے ساتھ آپ سے بات کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ''آپ ایک بہت اچھے مسلمان بن سکتے ہو اور آپ کو ایسا کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ ایک مرتبہ جب آپ نے حضرت محمدؐ کے اسوۂ حسنہ سے متعلق سچائیوں کے بارے میں سیکھنا شروع کیا تو آپ دیکھو گے کہ ان کے مبعوث ہونے کے بارے میں خود حضرت عیسیٰؑ نے بھی وعدہ اور پیشن گوئی کی تھی۔ ہمارے نبیٔ اعظمؐ دنیا کے شفیق ترین، محبوب ترین اور پرامن ترین انسان تھے۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ بھی اللہ کے سچے راستے پر آجاؤ۔''

آپ کا جواب کیا ہوگا؟ آپ کیا کریں گے؟

ایک فوری ضرورت

ذیل میں ایک سابقہ مسلمان شخص کی گواہی پیشِ خدمت ہے جس نے مسیحی ایمان کو قبول کیا اور ترکِ اسلام کے بعد ایک بڑی آزادی کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

> ''میری پرورش مغرب کے ایک مسلمان گھرانے میں ہوئی۔ ہم نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جاتے اور عربی زبان میں اپنی نمازیں بھی حفظ کر چکے تھے۔ بہر کیف، میں بچپن سے ہی اتنا مذہبی نہیں تھا۔ جب میں نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا تو حق کی تلاش میں نکل پڑا جس نے میری کایا پلٹ کر رکھ دی۔ اپنی تلاش کے اختتام پر میں نے دریافت کیا کہ یسوع مسیح درحقیقت کون ہے اور اس نے کس طرح میری جان بچائی۔

یونیورسٹی کیمپس پر میں طلبا کے ایک مسیحی گروپ میں شامل ہو گیا۔ ہر ہفتے مختلف طلبا بائبل مقدس میں سے باری باری پیغامات سنایا کرتے تھے۔ مجھے دائرہ مسیحیت میں داخل ہوئے ابھی ایک سال بھی کم عرصہ ہوا تھا مگر انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ اگر میں چاہوں تو کلام پیش کر سکتا ہوں۔ جس شام مجھے کلام سنانا تھا، میں کیمپس کی لائبریری میں چلا گیا تاکہ کچھ دعا میں وقت گزار سکوں۔ میرے پیغام کا عنوان تھا 'یسوع نے میرے لئے جان دی، کیا میں یسوع کے لئے جان دے سکتا ہوں؟'

جونہی میں نے دعا کرنا شروع کی میرے ساتھ ہی کچھ بہت عجیب سا ہونے لگا۔ میں نے محسوس کیا کہ جیسے میرا گلا گھونٹا جا رہا ہے جیسے کوئی میری گردن مروڑ رہا ہو یا میرا دم گھٹ رہا ہو۔ میں ڈر گیا کیونکہ یہ احساس

بڑھتا اور شدت اختیار کرتا چلا جا رہا تھا۔ تب مجھے ایک آواز سنائی دی جس نے کہا 'اسلام کو چھوڑ دو! اسلام کو چھوڑ دو!' میرا ایمان ہے کہ وہ خداوند کی آواز تھی۔ عین اسی لمحے میرے دماغ نے حجت کرنا شروع کر دیا: 'خداوند، میری اسلام 'میں' کوئی زیادہ دلچسپی نہیں رہی یا پچھلے دنوں سے تو میں اس کی بالکل پیروی نہیں کر رہا۔'

تاہم دم گھٹنے کی کیفیت برقرار رہی، لہٰذا میں نے کہا، 'یسوع کے نام میں، میں اسلام کو آج سے ترک کرتا ہوں'۔ یہ سب کچھ نہایت خاموشی کے عالم میں ہو رہا تھا کیونکہ وہ ایک لائبریری تھی۔ فوراً میرے گلے پر سے سارا دباؤ ہٹ گیا۔ ایک بڑے اطمینان کا احساس میرے اوپر چھا گیا! میں دوبارہ دعا اور عبادت کی تیاری میں مگن ہو گیا۔ عبادت کے دوران خداوند نے مجھے اپنی بڑی قوت سے نوازا اور مجھے یاد ہے کہ میرے پیغام کے بعد بہت سے طلبا اپنے گھٹنوں کے بل ہو کر اور ماتھے ٹیکتے ہوئے خداوند سے فریاد کر رہے تھے اور بہتیروں نے اپنی زندگی خداوند کے لئے وقف کر دیں۔''

آج دنیا میں بہت سے لوگوں کی فوری ضروریات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اسلام سے دستبردار ہو جائیں۔ کتاب ہٰذا میں یہی بتایا گیا ہے کہ یہ عمل کیوں ضروری ہے نیز یہ کام کیسے سرانجام دیا جائے۔ اس میں مسیحیوں کی مدد و رہنمائی کے لئے وہ معلومات اور دعائیں پیش کی گئی ہیں جن کے ذریعے وہ اسلام کے روحانی اثر و غلبے سے رہائی پا سکتے ہیں۔

اس کتاب کا مرکزی خیال یہ ہے کہ اسلام کی روحانی طاقت دو عہود (یا معاہدوں) کے ذریعے عمل میں لائی جاتی ہے جنہیں کلمۂ شہادت اور ذمی بننے کا معاہدہ کہا جاتا ہے۔ کلمۂ شہادت مسلمانوں کو اسلام کا پابند بناتا ہے جبکہ ذمی معاہدہ غیر مسلموں کو اسلامی شریعت کی متعین کردہ شرائط کا پابند بناتا ہے۔

یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ:

- کس طرح ایک ایسا شخص، جو پہلے مسلمان تھا مگر اب اس نے مسیح کی پیروی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے، کلمۂ شہادت کو ترک کر کے اس کے ساتھ اپنی طے کردہ عہدی وفاداری اور اس کی تمام پابندیوں سے آزادی حاصل کر سکتا ہے۔
- کس طرح ایک مسیحی شخص ذمی معاہدے کے ذریعے غیر مسلموں پر اسلامی شریعت نافذ کر کے انھیں زبردستی کمتر بنانے کی پابندی سے رہائی پا کر اپنی آزادی کا اعلان کر سکتا ہے۔

مسیحی لوگ ان دونوں عہود کو ترک کرنے کے ذریعہ سے اپنی قانونی آزادی کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ (اس مقصد کے لئے اس کتاب کے آخر پر ترکِ اسلام کے حوالے سے اہم دعائیں پیش کی گئی ہیں۔)

دو معاہدے

عربی زبان میں اسلام کے معنی اطاعت اور ہتھیار ڈالنا یا مغلوب ہونا ہے۔ حضرت محمد کے ایمان کے مطابق دنیا کو دو قسم کی اطاعت دی گئی ہے۔ ایک تو نومریدوں کا ہتھیار ڈالنا ہے یعنی مذہب اسلام قبول کرنا اور دوسرا غیر مسلموں کا مغلوب ہونا ہے جو بنا اسلام قبول کئے اسلام کے تحت رہنا قبول کرتے ہیں۔

نومریدوں کے لئے معاہدہ کلمۂ شہادت کا پڑھنا ہے۔ جو مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ یہ اس ایمان کا اقرار ہے کہ اللہ ایک ہے اور حضرت محمد اس کے رسول ہیں۔

غیر مسلم جو اسلامی سیاسی حاکمیت سے مغلوب ہوتے ہیں ان کے لئے ذمی ہونے کا معاہدہ ہے۔ یہ اسلامی شریعت کا طریق ہے جو مسیحیوں اور دوسرے غیر مسلموں کے لئے ہے جو اسلام قبول نہیں کرتے اور یوں انہیں اسلامی شریعت کی پابندی کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔

اسلام کا تقاضا ہے کہ انسان اطاعت گزار بنیں۔ یا تو کلمۂ شہادت کے اعتراف سے یا بلا مزاحمت ذمی ہونا قبول کریں۔

بہت سارے مسیحی اس بات سے حیران نہ ہوں کہ جو کوئی شخص اسلامی اعتقاد چھوڑ چکا ہے تاکہ مسیح خداوند کی اتباعت کرے اسے ترکِ اسلام کی ضرورت ہو گی۔ شاید چند یہ بات سمجھ سکیں کہ وہ مسیحی جو کبھی بھی مسلمان نہیں رہے مگر انہیں اسلامی روحانی تاثر کے تحت رہنا پڑے اور انہیں خصوصاً ذمی معاہدے کے خلاف شخصی طور پر کھڑا ہونا پڑے اور اس خوف اور کمتر مقام کو مسترد کرنا پڑے جسے اسلام اُن پر غیر مسلم ہونے کی صورت میں نافذ کرتا ہے۔

''قیدیوں کے لئے رہائی'' ان اصولوں کی اختصاراً وضاحت پیش کرتی ہے جو ان دونوں مقتدر معاہدوں کے پیچھے ہے کلمہ شہادت اور ذمی ہونا۔ قارئین کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ مسیح کی ذات پر غور کریں جو زندگی کی قوت اور آزادی کے لئے روحانی منبع ہیں جنہیں انہوں نے صلیب کے وسیلے حاصل کیا۔ آخر میں بائبل مقدس کے اصول بتائے گئے ہیں اور ایسی دعائیں مہیا کی گئی ہیں کہ پڑھنے والے اس قابل ہوں گے کہ وہ خود آزادی کے لئے دعویٰ کریں جسے خداوند یسوع نے پہلے ہی ان کے لئے حاصل کیا ہوا ہے۔

حاکمیت کی منتقلی

بہت سارے اسلامی ماہرینِ الٰہیات یہ نظریہ رکھتے ہیں اور اسے پرزور طریقے سے بیان کرتے ہیں کہ حاکمیت ''صرف اللہ کے لئے ہے''۔ اس سے ان کی مراد ہے کہ شریعت تمام دوسرے قوانینِ انصاف اور اقتدار سے افضل ہے۔

اس کتاب کا ایک مرکزی خیال یہ بھی ہے کہ خداوند مسیح کے مقلدین کو یہ حق حاصل ہے اور یقیناً ان پر فرض بھی ہے کہ وہ ہر دوسری روحانی حاکمیت کو مسترد کریں۔

مسیحی سوچ کے مطابق خداوند مسیح کی طرف رجوع لانے کا مطلب ہے کہ وہ اپنی روح پر ماسوائے مسیح کے تمام دوسرے روحانی دعوؤں کو مسترد اور ترک کرے۔ پولس رسول کلسیوں کے نام خط میں بیان کرتے ہیں کہ مسیح پر ایمان لانا ایسا ہے جیسے ایک بادشاہت سے دوسری میں منتقل ہونا۔

> ''اسی نے ہم کو تاریکی کے قبضہ سے چھڑا کر اپنے عزیز بیٹے کی بادشاہی میں داخل کیا۔ جس میں ہم کو مخلصی یعنی گناہوں کی معافی حاصل ہے'' (کلسیوں ۱: ۱۴-۱۳)۔

اس کتاب میں جو روحانی طریقہٴ عمل بتایا گیا ہے وہ ایک بادشاہت سے دوسری بادشاہت میں منتقل ہونے کے اصول کا اطلاق ہے۔۔۔ مسیحی ایماندار اپنی نجات کے اٹوٹ حصہ ہونے کی بدولت خداوند مسیح کی حاکمت کے تحت ہے۔ اس لئے وہ کسی صورت میں بھی ''تاریکی کے قبضے'' میں نہیں ہے۔ ایمانداروں کا اپنی اس آزادی کے لئے دعویٰ کرنا اور اسے اپنی ملکیت سمجھنا ان کا پیدائشی حق ہے۔ اور یہ اسلامی دعوے کے خلاف ہے۔ انہیں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ وہ کہاں سے منتقل ہوئے ہیں اور کس جگہ منتقل ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں اپنے پڑھنے والوں کو یہ علم پیش کرنا ہے اور ایمانداروں کو ایسے وسائل مہیا کرنے ہیں جنہیں وہ اپنی زندگی میں اپنا سکیں۔

تلوار اس کا حل نہیں

اسلام کے تسلط کی مزاحمت کے کئی طریقے ہیں۔ اس کے لئے وسیع پیمانے پر عمل ہو سکتا ہے۔ جس میں سیاسی اور کمیونٹی محرکات ہیں۔ انسانی حقوق کی موافقت، ادبی استدلال اور سچائی بیان کرنے کے لئے ذرائع ابلاغ۔ کئی کمیونٹیوں اور اقوام کے لئے ایسے اوقات بھی آتے ہیں جہاں فوجی مدافعت ضروری ہو سکتی ہے مگر تلوار اسلامی جہاد کا حتمی حل نہیں۔

جب حضرت محمد نے اپنے مقلدین کو دنیا تک اپنے ایمان کو لے جانے کے لئے حکم دیا تو انہوں نے انہیں یہ ہدایت دی کہ وہ غیر مسلم کو تین باتوں کی پیشکش کریں۔ پہلی بات یہ تھی کہ وہ کلمہٴ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو جائیں۔ دوسری بات یہ تھی کہ وہ سیاسی غلبہ مانتے ہوئے ذمی بن جائیں اور آخری بات یہ تھی کہ وہ تلوار اٹھائیں یعنی اپنی جان

کے لئے لڑیں۔ بمعنی قتل کریں یا قتل ہو جائیں۔ جیسا کہ عربی زبان میں لفظ قتلواء ہے۔ جیسا کہ قرآن میں اس جدوجہد کے لئے استعمال ہوا ہے۔(دیکھئے قرآن ۹:۲۹؛ ۲:۱۹۰؛ ۲:۱۹۳؛ ۲:۲۱۷؛ ۹:۱۱۱)۔

مسلمانوں کے ہاتھوں شکست کے امکان کے علاوہ جہاد کی مزاحمت کا طریقہ شدید روحانی خطرہ لاتا ہے۔ جب زمانۂ قدیم کے مسیحیوں نے اسلامی فتوحات کے خلاف مدافعاتی مزاحمت کی۔ وہ ایسی جدوجہد تھی جو ہزار سالوں سے زیادہ عرصے تک جاری رہی۔ یہ تقریباً آٹھ صدیوں تک جاری رہی جب جزیرہ نما ابرین کی فتح مکمل ہوئی۔ وہ تجربے سے بدل تو گئے مگر ہمیشہ کی بہتری کے لئے نہیں۔ مشکل سے سات سال ہی گزرے تھے جس کے بعد سارا سنز نے ۸۴۶ء میں روم کو ہڑپ کر لیا۔ اور اس کے ایک صدی بعد عربوں نے حملہ کیا اور اندلس کو قبضے میں لے لیا۔ ۸۵۳ء میں پوپ لئیو چہارم نے جہادیوں کے خلاف مسیحی گرجا گھروں اور اُن کے شہروں کا دفاع کرنے والوں کے ساتھ فردوس کا وعدہ کیا تھا۔ تاہم، یہ عمل اسلامی حربوں کی نقل کرتے ہوئے اس سے نبرد آزما ہونے کی ایک کوشش تھی آخر، جنگ میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والوں کے ساتھ جنت کا وعدہ یسوع نہیں بلکہ حضرت محمد کی جانب سے کیا گیا تھا۔

اسلامی اقتدار کی اصل وجہ نہ تو فوجی ہے اور نہ ہی سیاسی بلکہ روحانی ہے۔ اپنی جنگوں میں اسلام نے اپنے روحانی جوہر کے عین تقاضے کے مطابق کیا جس کا اظہار کلمۂ شہادت اور ذمی معاہدے کی تشکیل کے ذریعے شرعی قوانین میں بھی کیا گیا۔ اسی وجہ سے جو وسائل اسلام سے لوگوں کی مزاحمت اور آزادی کے لئے یہاں مہیا کئے گئے ہیں روحانی ہیں۔ ان کو اس طرح ڈیزائن کیا گیا ہے جنہیں مسیحی ایماندار صلیب کی بائبل مقدس کی تفہیم پر عمل کرتے ہوئے استعمال کریں تاکہ آزادی پا سکیں۔

نہ ہی انسانی قوت سے

دانی ایل کی کتاب میں رویا کی اہم پیشنگوئی ہے جو مسیح سے چھ صدیاں پہلے کی گئی تھی۔ وہ ایک ایسے حکمران کے متعلق تھی جس کی حکومت بادشاہتوں میں سے اٹھے گی۔ وہ سکندرِ اعظم کی سلطنت کے بعد ہوئی۔

''اور ان کی سلطنت کے آخری ایام میں جب خطاکار لوگ حد تک پہنچ جائیں گے تو ایک ترش رو اور رمز شناس بادشاہ برپا ہوگا۔ یہ بڑا زبردست ہوگا لیکن اپنی قوت سے نہیں اور عجیب طرح سے برباد کرے گا اور برومند ہوگا اور کام کرے گا اور زورآوروں اور مقدس لوگوں کو ہلاک کرے گا۔ اور اپنی چترائی سے ایسے کام کرے گا کہ اس کی فطرت کے منصوبے اس کے ہاتھ میں خوف انجام پائیں گے اور دل میں بڑا گھمنڈ کریگا اور صلح کے وقت میں بہتیروں کو ہلاک کریگا۔ وہ بادشاہوں کے بادشاہ سے بھی مقابلہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوگا لیکن بے ہاتھ ہلائے ہی شکست کھائے گا'' (دانی ایل ۸: ۲۳۔ ۲۵)۔

اس حکمران کی خوبیاں حضرت محمد کے پراسرار ترکے سے مشابہ ہے جس میں اسلام کا افضل ترین ہونے کا تصور بھی ہے۔ اسکا کامرانی پانے کا درس، دھوکہ دہی کا استعمال، قوت پانے کی ہوس اور دوسری تہذیبوں کی دولت حاصل کرنے کی خواہش، اپنا اقتدار بڑھانے کا لالچ، لاغروں کو جھوٹے احساسِ تحفظ کی خبر اور مسیحیوں اور یہودیوں کی ریکارڈ توڑ بربادی۔

کیا یہ پیش گوئی حضرت محمد اور اس مذہب کے متعلق ہے جو اس کی اخلاقی اور روحانی بدحالی سے پیدا ہوئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو امید ہے کہ یہ کلام آخر کار اس بادشاہ کی قوت پر فتح پائیگا اور اس میں آگاہی بھی ہے کہ فتح انسان کے ہاتھوں نہیں ہوگی۔ اس قوت پر غالب آنا اور اس سے آزادی پانا محض سیاسی، فوجی اور معاشی ذرائع سے نہ ہوگا۔

برسوں کی سوچ بچار اور مطالعے نے مجھے مجبور کیا ہے کہ یہ انتباہ، یقیناً دوسروں پر اسلامی فضیلت کا حق جمانے کا دعویٰ درست ہے۔ جس قوت کا یہ دعویٰ کرتا ہے وہ روحانی ہے اور مؤثر مزاحمت ہے۔ جو اپنے حاوی آنے کے دعوے سے دائمی آزادی کی طرف لے جاتا ہے اور یہ صرف روحانی طریقے سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مزاحمت

کے دوسرے طریقے اسلامی بالادستی کے نشانات کو دیکھنے کے لئے ضروری ہو سکتے ہیں لیکن وہ اس کے اصل مسئلے کو حل نہیں کر سکتے۔

مجھے یقینِ واثق ہے کہ خداوند یسوع کی قدرت اور ان کی صلیب ہی دائمی اور نتیجہ خیز اسلامی ذلت آمیز دعوؤں سے آزادی کی مفتاح مہیا کرتی ہے۔ یہ اسی تیقن کی بدولت ہے کہ میں نے یہ کتاب تحریر کی۔ اس کا مقصد ایمانداروں کو تیار کرنا ہے تاکہ وہ اسلامی لائحۂ عمل کے دو عناصر یعنی انسانی روح پر حاوی ہونے سے آزادی پائیں۔

رہنمائے مطالعہ

پہلا سبق

ذخیرۂ الفاظ

معاہدہ	شریعت	جزیرہ نما آئبرین
کلمۂ شہادت	جہاد	اندلس
ذمی بنانا	تسخیرِ نو	

نئے نام

- رومی پوپ لیو چہارم (۸۴۷ءتا۸۵۵ءتک منصب پر فائز رہے)
- اسکندرِ اعظم (۳۵۶ءتا۳۲۳ءق م)

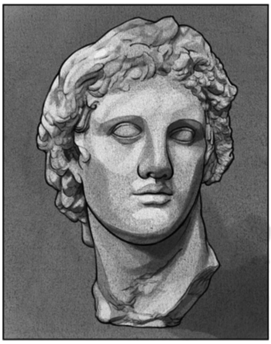

اس سبق میں قرآن کے حوالہ جات

ق۲: ۱۹۰، ۱۹۳، ۲۱۷ ق۹: ۲۹، ۱۱۱

اس سبق میں بائبل کے حوالہ جات

کلسیوں ۱: ۱۳-۱۴ دانی ایل ۸: ۲۳-۲۵

پہلے سبق کے سوالات

- چھوٹے گروپ کے ممبران اپنا اپنا تعارف کرائیں اور اپنے گروپ کا ایک پریذیڈنٹ اور سیکرٹری مقرر کریں۔
- تجزیاتی مطالعے کے موضوع پر بحث کریں۔

ایک فوری ضروری

۱۔ سابقہ مسلم دوست جب مسیحیوں کے سامنے کلام کو پیش کرنے والا تھا تو اس سے پہلے روح القدس نے اسے کون سا کام کرنے کے لئے کہا تھا؟

۲۔ ڈوری صاحب کے مطابق اس وقت بیشتر لوگوں کی سب سے فوری ضرورت کیا ہے؟

۳۔ اسلام کے دو روحانی معاہدوں کے عربی نام کیا ہیں؟

۴۔ کس قسم کے شخص کو کلمۂ شہادت کو ترک کرنے اور اس سے آزادی پانے کی ضرورت ہوتی ہے؟

۵۔ کس قسم کے شخص کو اسلامی شریعت کے قانون کی زبردستی پاسداری کے تحت کمتر حیثیت سے آزادی حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے؟

دو معاہدے

۶۔ دینِ محمدی کی اطاعت میں ہتھیار ڈالنے کی کون سی دو صورتیں ہو سکتی ہیں؟

۷۔ کلمۂ شہادت کی قرأت کس امر کی متقاضی ہوتی ہے؟

۸۔ ذمی بننے کا معاہدہ کیا ہے؟

۹۔ اسلامی تسلط کے روحانی اثر کے بارے میں وہ کون سی بات ہے جو بہت سے مسیحیوں کے لئے اچنبھے کا باعث ہو سکتی ہے؟

حاکمیت کی منتقلی

۱۰۔ جب مسلمان علماء یہ کہتے ہیں کہ "حاکمیت صرف اور صرف اللہ کو واجب ہے" تو اس سے وہ ان کی کیا مراد ہوتی ہے؟

۱۱۔ وہ کون سی چیز ہے جو مسیح کی طرف رجوع لاتے وقت ہر مسیحی کو ترک اور مسترد کرنی چاہئے؟

۱۲۔ مسیحیوں کو کس چیز سے منتقل کیا گیا ہے؟ انہیں کس چیز میں منتقل کیا گیا ہے؟

تلوار اس کا حل نہیں

۱۳۔ اسلام کا مقابلہ کرنے کے لئے ڈیوری صاحب کے تجویز کردہ وہ کون سے افعال ہیں جو مسیحیوں کو انجام دینے کی جستجو کرنی چاہئیں؟

۱۴۔ وہ کون سی تین انتخابی صورتیں تھیں جنہیں حضرت محمدؐ کی ہدایت کے مطابق صحابہ کرام مفتوحہ غیر مسلموں کے سامنے پیش کرتے تھے؟

۱۵۔ مسیحی اقوام پر حملہ آور ہونے والی اسلامی قوتوں کا مقابلہ کرنے میں مسیحیوں کو کتنی طویل جنگ لڑنا پڑی، نیز مسیحیوں کو تسخیر نو نامی جنگی مہم کتنی مدت کے لئے لڑنا پڑی تاکہ جزیرہ نما آئبیرین علاقے کو جنگ جیت کر واپس حاصل کر سکیں؟

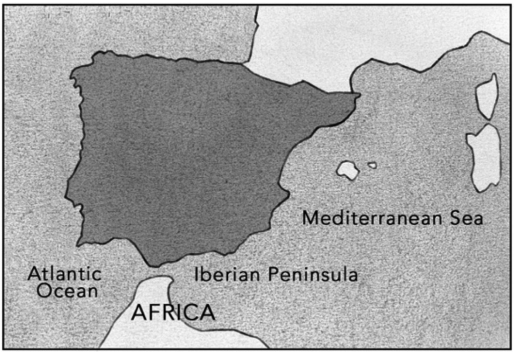

۱۶۔ ۸۴۶ء میں جب مسلمانوں نے سلطنتِ روم کو تاخت و تاراج کیا تو پوپ لیو چہارم نے عربی حملہ آوروں سے جنگ لڑنے والے مسیحی سپاہیوں سے ۸۵۳ء میں کیا وعدہ کیا تھا؟

۱۷۔ ڈیوری صاحب کے مطابق اسلام کی طاقت کا سرچشمہ کیا ہے؟

”نہ ہی انسانی قوت سے“

۱۸۔ ڈیوری صاحب کے مطابق، حضرت محمدؐ کا ورثہ کس بڑی شخصیت کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے؟

۱۹۔ غور کیجئے کہ دینِ اسلام کے وہ کون کون سے پہلو ہیں جو اسے دانی ایل نبی کی کتاب میں پیش کردہ ترش رو بادشاہ کے مشابہ ٹھہراتے ہیں (ہر جملے کو مکمل کریں):

- اسلام میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی سوچ
- اسلام میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حاصل کرنے کی بھوک
- اسلام میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کا استعمال
- اسلام کی دوسری تہذیبوں کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حاصل کرنے کی خواہش
- اسلام کا ان قوموں کو مغلوب کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
- اسلام کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی مخالفت کرنا
- اسلام کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی ریکارڈ توڑ بربادی

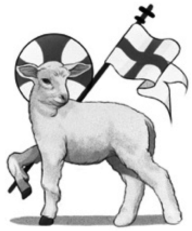

۲۰۔ بالآخر فتح کیسے حاصل ہو گی؟

۲۱۔ وہ کون سی دو کنجیاں ہیں جو اسلامی لائحہ عمل کے دو عناصر سے آزادی دلا سکتی ہیں؟

۲

رہائی بذریعہ صلیب

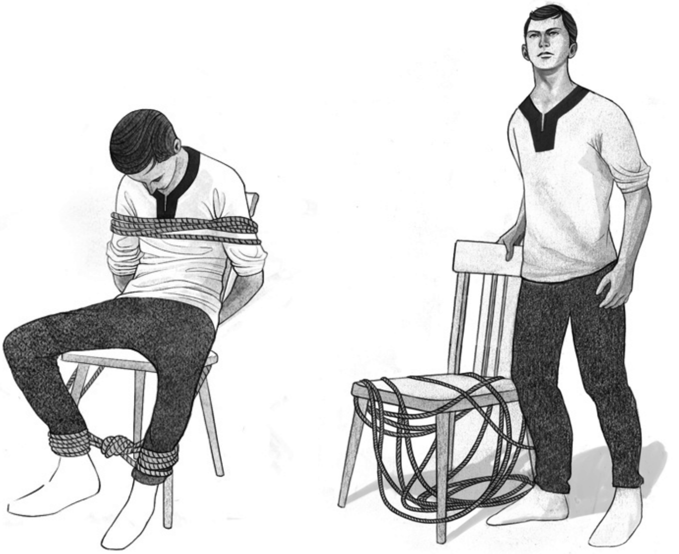

"اُس نے مجھے بھیجا ہے کہ قیدیوں کو رہائی کی خبر سناؤں۔"
لوقا ۴:۱۸

سبق کے اغراض و مقاصد

الف۔ لوگوں کوآزاد کرنے کے حوالے سے یسوع کے وعدے کو سمجھنا۔

ب۔ اس بات کو سمجھنا کہ ہم اپنی آزادی کا دعویٰ کرنے کا انتخاب کر سکتے ہیں۔

ج۔ بائبل مقدس میں سے شیطان کے مستعمل ناموں کی نشاندہی کرنااوران کے مفہوم کو سمجھنا۔

د۔ اس حقیقت کاادراک کرنا کہ شیطان کی طاقت صلیب کے ذریعہ سے چکنا چور کی جاچکی ہےاوراب ہم اس کے قبضے سے رہائی پاچکے ہیں۔

ہ۔ اس امر کی شناخت کرنا کہ ہم بدی کی طاقتوں کے ساتھ نبرد آزما ہیں۔

و۔ شیطان کی ان چھ تدبیروں کی شناخت کرنا جنہیں وہ ہم پر الزام لگانے کے لئے بروئے کار لاتا ہے نیز یہ جاننا کہ ہم ان تدبیروں سے بچنے کے لئے کیسے ہوشیار اور بیدار رہ سکتے ہیں۔

ز۔ معلوم کرنا کہ شیطان کس طرح انسانی زندگیوں میں موجود کھلے دروازوں اور قدم جمانے کی جگہوں کو استعمال کرتا

ح۔ اُن دروازوں کو بند کرنے اور قدم جمانے کی جگہوں کو ہٹانے کے طریقوں کی شناخت کرنا جنہیں شیطان ہمارے خلاف استعمال کرتا ہے۔

ط۔ اس روحانی اختیار کو سمجھنا جو یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کو دیا تھا نیز اس اختیار کو بروئے کار لاتے ہوئے لوگوں کو رہائی دلانے کا ہنر سیکھنا۔

ی۔ ''مخصوصیت کے اصول'' کو سمجھنااور سیکھنا کہ اپنی آزادی کا دعویٰ دائر کرنے کی کیا اہمیت ہے۔

ک۔ آزادی حاصل کرنے میں لوگوں کی مدد کرنے کے پانچ اقدامات کو زیرِ غور لانا۔

تجزیاتی مطالعہ: آپ کیا کریں گے ؟

آپ ایک کلیسیا کی یوتھ کے کارکن ہیں اور آپ کو ایک قومی یوتھ کانفرنس میں مدعو کیا جاتا ہے جس میں مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے چند معروف ایماندار بھی شریک ہو رہے ہیں۔ آپ کو کسی اسکول کے ہاسٹل میں ٹھہرایا گیا ہے جہاں فی کمرہ چار بستر لگائے گئے ہیں۔ آپ کے ہم کمرہ ساتھیوں میں سے دو کے نام حسن اور حسین ہیں۔ یہ دونوں جڑواں بھائی مسیحی ہیں مگر ایک مسلمان پسِ منظر سے تعلق رکھتے ہیں۔ سونے سے پہلے، آپ کے کمرے کا ایک چوتھا نوجوان پیٹرک، جو نسبتاً عمر میں بڑا اور ایک یوتھ لیڈر رہے، آپ تینوں سے کہتا ہے کہ آیئے سونے سے پہلے مل کر دعا کریں۔ آپ خوشی خوشی مان جاتے ہیں اور پیٹرک رات بھر کی روحانی محافظت کے لئے دعا کرتا ہے۔ صبح کے تقریباً ۴ بجے، حسن چیخنا شروع کر دیتا ہے اور روحانی طور پر نہایت مضطرب دکھائی دیتا ہے۔ پیٹرک، حسین اور آپ، اس کے گرد گھیرا ڈال کر دعا شروع کر دیتے ہیں۔ جونہی پیٹرک دعا کرتا ہے تو حسین پہلے سے زیادہ خوفزدہ ہو جاتا ہے۔

پیٹرک، حسین سے کہتا ہے، ''جب سے تم لوگوں نے دینِ اسلام کو چھوڑا ہے کیا تم نے اس کی تمام رسموں، قسموں اور ماضی کے معاہدوں کو بھی اپنی زندگی سے ترک کیا ہے یا نہیں؟''

حسین حیران ہو کر کہتا ہے، ''یہ بڑی عجیب بات ہے۔ ہم نے اسلام میں کبھی کوئی ایسا کام نہیں کیا تھا۔ ہم تو صرف مسجد میں جاتے تھے، وہ بھی صرف مردم مرداور اب ہم مسیحی ہو چکے ہیں۔ میرا بھائی حسن صرف پریشان ہے اس لئے

اس کے ساتھ ایسا ہوا ہے جو دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی ہوتا رہتا ہے۔ اس کا مذہب سے کوئی سروکار نہیں۔'' پھر حسین آپ کی طرف دیکھ کر کہتا ہے، ''کیا آپ بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہو کہ ہمیں کسی بات سے دستبردار ہونے کی ضرورت ہے؟ کیا آپ کے خیال میں کوئی بد روح ہمارا پیچھا کر رہی ہے یا ایسی کوئی اَور چیز وغیرہ؟''

اس پر آپ کیا کہیں گے؟

رضا ایک نوجوان آدمی تھا جس نے اسلام کو ترک کر کے یسوع مسیح کے پیچھے چلنے کا فیصلہ کیا۔ شام کی ایک عبادت میں اسے اسلام کو ترک کرنے کی خصوصی دعا پیش کرنے کی دعوت دی گئی۔ اس نے خوشی خوشی دعا کرنا شروع کی۔ تاہم دعا کے دوران، جب وہ ان الفاظ تک پہنچا کہ ''میں حضرت محمد کے اسوۂ حسنہ سے دستبردار ہوتا ہوں'' تو اسے یہ دیکھ کر بڑی حیرانی ہوئی کہ وہ اپنی زبان سے لفظ ''محمد'' ادا نہیں کر پا رہا۔ اسے بڑا دھچکا لگا کیونکہ اگرچہ اس کی پرورش ایک مسلمان گھرانے میں ہوئی تھی، وہ کبھی اسلام کو پسند نہیں کرتا اور ایک طویل عرصے سے وہ اسلامی رسومات کی مشق بھی نہیں کر رہا تھا۔ اس کے مسیحی دوست اس کے گرد جمع ہو گئے اور ایسے الفاظ کے ساتھ اس کی حوصلہ افزائی کرنے لگے کہ جن سے اسے یسوع مسیح میں اپنے اختیار کی یاد آجائے۔ اس کے بعد وہ حضرت محمد کے اسوۂ حسنہ سے دستبردار ہونے کا اعلان کرتے ہوئے اپنی دعا مکمل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

اس رات کے بعد دو چیزوں نے رضا کی زندگی کو بدل کے رکھ دیا۔ اولاً، اسے اپنی دوسروں پر بے جا خفا ہونے کی عادت سے زندگی بھر کے لئے شفا مل گئی؛ اور ثانیاً، وہ اسلام کو ترک کرنے والے لوگوں کو بشارت دینے اور انھیں شاگرد بنانے میں سرگرم عمل ہو گیا۔ اس رات جب رضا نے دینِ اسلام کو چھوڑا تو اسے بشارت اور شاگردیت کا خاص مسح حاصل ہوا جو اس کی مؤثر خدمت کی اصل کنجی تھی۔ اسے انجیل کی خدمت کے لئے آزاد کیا گیا تھا۔

یہ باب شیطان کی طاقت سے آزادی حاصل کرنے کے بارے میں ہے۔ یہ باب، اگلے ابواب کی تفہیم کے لئے راستہ ہموار کرے گا جن میں ہم اسلامی بندشوں کے بارے میں سیکھیں گے۔

اس سبق میں جو اصول سکھائے گئے ہیں ان کا اطلاق صرف اسلام پر ہی نہیں بلکہ زندگی کے دیگر معاملات پر بھی کیا جا سکتا ہے۔

یسوع تعلیم دینا شروع کرتا ہے

رومیوں کے نام اپنے خط میں پولس رسول ''خدا کے فرزندوں کے جلال کی آزادی'' کا ذکر کرتے ہیں (رومیوں ۸: ۲۱)۔ یہ ''جلالی آزادی'' ہر مسیحی کا پیدائشی حق ہے۔ یہ ایک عظیم تحفہ اور ایک قیمتی میراث ہے جو خدا ہر اس شخص کو عنایت کرنا چاہتا ہے جو یسوع پر ایمان لا کر اس کی پیروی کرتا ہے۔

جب یسوع نے اپنی تعلیمی خدمت کا آغاز کیا تو اس کی تعلیمِ عامہ کا پہلا درس ہی آزادی کے بارے میں تھا۔ اس کی شروعات یسوع کے یوحنا اصطباغی کے ہاتھوں پانی کا بپتسمہ لینے کے فوراً بعد اور جنگل میں شیطان کے ہاتھوں آزمائے جانے کے بعد ہوئی۔ جب یسوع بیابان سے لوٹا تو اس کے فوراً بعد وہ انجیل کی منادی کرنے لگا۔ اس نے یہ کیسے کیا؟ اس نے اپنا تعارف کرانے سے اپنی منادی کا آغاز کیا۔ ہم لوقا کی انجیل میں پڑھتے ہیں کہ یسوع اپنے آبائی گاؤں ناصرت کے ایک یہودی عبادتخانے میں جا کھڑا ہوا اور یسعیاہ کی کتاب کے ۶۱ ویں باب سے تلاوت کرنے لگا:

> ''خداوند کا روح مجھ پر ہے۔
> اس لئے کہ اس نے مجھے غریبوں کو خوشخبری دینے کے لئے مسح کیا۔
> اس نے مجھے بھیجا ہے کہ قیدیوں کو رہائی
> اور اندھوں کو بینائی پانے کی خبر سناؤں۔
> کچلے ہوؤں کو آزاد کروں۔

اور خداوند کے سالِ مقبول کی منادی کروں۔
پھر یسوع نے یہ کہتے ہوئے تعلیم دینا شروع کی، "آج یہ نوشتہ تمہارے سامنے پورا ہوا" (لوقا ۴: ۱۸-۲۱)

یسوع لوگوں کو بتا رہا تھا کہ وہ لوگوں کو آزاد کرانے آیا ہے۔ وہ ان سے یہ کہہ رہا تھا کہ آزادی کا جو وعدہ یسعیاہ نبی سے کیا گیا تھا وہ "آج" پورا ہو رہا ہے: ناصرت کے لوگوں کے سامنے وہ ہستی کھڑی تھی جو قیدیوں کو رہائی دلانے کی قدرت رکھتی ہے۔ وہ انھیں بتا رہا تھا کہ اسے اس کام کے لئے روح القدس سے مسح کیا گیا ہے: اسے مسح کیا گیا تھا، یعنی وہ مسیح، خدا کا برگزیدہ فرمانروا اور ان کا موعودہ منجی ہے۔

یسوع انھیں آزادی کا انتخاب کرنے کی دعوت دے رہا تھا۔ وہ ان کے لئے خوشخبری کا پیغام لایا تھا: غریبوں کے لئے امید، اسیری کے قیدیوں کے لئے رہائی، اندھوں کے لئے شفا اور ظلم اٹھانے والے سب لوگوں کے لئے آزادی۔

یسوع جہاں بھی گیا وہ لوگوں کو آزاد کراتا پھرا اور اس کی آزادی کئی اعتبار سے ایک حقیقی آزادی تھی۔ جب ہم اناجیل کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہاں لکھا ہے کہ یسوع ہر جگہ پر لوگوں کے ساتھ بھلائی کرتا پھرا: ناامیدوں کو امید دلائی، بھوکوں کو کھانا کھلایا اور لوگوں کو بدروحوں کے قبضے سے آزاد کیا اور بیماروں کو شفائیں دیں۔

یسوع آج بھی لوگوں کو آزاد کرتا ہے۔ یسوع نے ہر مسیحی کو اسی لئے بلایا گیا ہے کہ وہ یسوع کی لائی ہوئی آزادی سے محظوظ ہو سکے۔

جب یسوع نے یہودی عبادتخانے میں ڈنکے کی چوٹ پر کہا کہ میں "خداوند کے سالِ مقبول" کا اعلان کرنے آیا ہوں تو وہ دراصل لوگوں سے یہ کہہ رہا تھا کہ یہی وہ وقت ہے جب خدا نے تمھیں اپنی حضوری میں مقبول ٹھہرایا ہے۔ یسوع انھیں بتا رہا تھا کہ خدا بڑی قدرت اور محبت کے ساتھ اتر کر تمہارے پاس آیا ہے تاکہ لوگوں کو آزاد کرائے اور وہ آزادی تمھیں بھی حاصل ہو سکتی ہے۔

کیا آپ اس بات پر ایمان اور امید رکھتے ہیں کہ اس کتاب کا مطالعہ کرنا آپ کے لئے بھی خدا کے فضل اور آزادی کا شخصی تجربہ حاصل کرنے کا خاص وقت ثابت ہو سکتا ہے؟

انتخاب کرنے کا وقت

تصور کیجئے کہ آپ ایک پنجرے میں پھنس گئے ہیں اور پنجرے کا دروازہ مقفل ہے۔ ہر روز آپ کے لئے کھانا اور پانی پنجرے کے اندر لایا جاتا ہے۔ آپ وہاں رہ سکتے ہیں مگر آپ ایک قیدی ہیں۔ فرض کیجئے کہ ایک دن کوئی آتا ہے اور پنجرے کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اب انتخاب آپ نے کرنا ہے۔ آپ چاہیں تو پنجرے کے اندر پڑے رہیں یا باہر نکل کر پنجرے سے باہر کی زندگی کو دریافت کریں۔ صرف پنجرے کا دروازہ کھل جانا ہی کافی نہیں۔ پنجرے سے باہر آنے کا فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔ اگر آپ آزاد ہونے کا انتخاب نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ابھی تک اندر ہی مقفل ہیں۔

پولس رسول نے گلتیوں کے نام اپنے خط میں کہا تھا کہ "مسیح نے ہمیں آزاد رہنے کے لئے آزاد کیا ہے۔ پس قائم رہو اور دوبارہ غلامی کے جوئے میں نہ جتو" (گلتیوں ۵: ۱)۔ یسوع لوگوں کو آزاد کرانے آیا تھا اور ایک مرتبہ جب ہم اس کی لائی ہوئی آزادی کو جان لیتے ہیں تو اس کے بعد انتخاب کرنا ہمارا کام ہے۔ کیا ہم آزاد لوگوں جیسی زندگی گزارنے کا انتخاب کریں گے؟

پولس رسول کہہ رہے ہیں کہ ہمیں جاگنے اور بیدار ہونے کی ضرورت ہے تاکہ اپنی آزادی کو حاصل کر سکیں۔ آزادی سے جینے کے لئے، ہمیں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ آزاد ہونے کا حقیقی مفہوم کیا ہے، اس کے بعد اپنی آزادی کو دعویٰ کریں اور پھر آزادی سے چلیں۔ یسوع کی پیروی کرتے ہوئے ہمیں سیکھنے کی ضرورت ہے کہ کس طرح "قائم رہیں" اور "غلامی کے جوئے" سے انکار کریں۔

اس تعلیمی مواد کو مرتب کرنے کا مقصد یہی ہے کہ ہر شخص آزاد رہنے کا انتخاب کرے اور پھر آزاد لوگوں کی طرف زندگی بسر کرے۔

اگلے چند حصوں میں ہم شیطان کے کردار پر بات کریں گے کہ ہم کس طرح شیطان کی طاقت سے چھوٹ کر خدا کی بادشاہی میں داخل ہوتے ہیں نیز ہم روحانی جنگ پر بھی بات کریں گے جس میں ہم سب شریک ہیں۔

شیطان اور اس کی بادشاہت

بائبل فرماتی ہے کہ ہمارا ایک دشمن ہے جو ہر قدم پر ہمیں برباد کرنا چاہتا ہے۔اس کے بہت سے مددگار ہیں۔ان میں سے کچھ مددگاروں کو بدروحیں کہتے ہیں۔

یسوع نے انسانوں کے ساتھ شیطان کے برتاؤ کے حوالے سے یوحنا ۱۰: ۱۰ میں شیطان کو "چور" کا نام دیا ہے۔ "چور نہیں آتا مگر چرانے اور مار ڈالنے اور ہلاک کرنے کو۔ میں اس لئے آیا کہ وہ زندگی پائیں اور کثرت سے پائیں"۔ یہ کیسا زبردست تقابلی موازنہ ہے! یسوع زندگی بلکہ کثرت کی زندگی لاتا ہے جبکہ شیطان خسارہ، تباہی اور موت لاتا ہے۔ یسوع نے یہ بھی بتایا تھا کہ شیطان "شروع ہی سے خونی ہے" (یوحنا ۸: ۴۴)۔

عہدِ جدید کی اناجیل اور خطوط کے مطابق، شیطان اس دنیا پر ایک حقیقی مگر محدود طاقت اور حاکمیت رکھتا ہے۔اس کی بادشاہت "تاریکی کی بادشاہی" کہلاتی ہے (کلسیوں ۱: ۱۳) اور اسے کہا گیا ہے:

- "اس دنیا کا سردار" (یوحنا ۱۲: ۳۱)
- "اس جہان کا خدا" (۲۔کرنتھیوں ۴: ۴)
- "ہوا کی عملداری کا حاکم" (افسیوں ۲: ۲)
- "نافرمانی کے فرزندوں میں تاثیر کرنے والی روح" (افسیوں ۲: ۲)

بلکہ یوحنا رسول ہمیں یہاں تک سکھاتے ہیں کہ شیطان ساری دنیا پر قابض ہو کر بیٹھا ہوا ہے: "ہم جانتے ہیں کہ ہم خدا سے ہیں اور ساری دنیا اس شریر کے قبضہ میں پڑی ہوئی ہے" (ا۔یوحنا ۵: ۱۹)۔

اگر ہم اس بات کو سمجھ لیں کہ "ساری دنیا اس شریر کے قبضہ میں پڑی ہوئی ہے" تو پھر ہمیں اس دنیا کے معاشروں، عقیدوں اور مذہبوں کے اندر شیطانی کاموں کے ثبوت دیکھ کر حیران ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔ حتیٰ کہ شیطان کلیسیا کے اندر بھی سرگرمِ عمل ہے۔

بدیں سبب، ہمیں اسلام کے اندر شیطان کے ممکنہ نقوش، اس کی عالمی گرفت اور اس کی روحانی طاقت پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے مگر آیئے پہلے برائی کے چنگل سے آزادی حاصل کرنے کے عمومی اصولوں کو زیرِ غور لائیں۔

بڑی منتقلی

ٹرینٹی کالج آکسفورڈ کے ایک پروفیسر، جے ایل ہولڈن نے پولس رسول کے عالمی نظریئے کی الٰہیات پر ایک سرسری تبصرہ لکھا تھا۔وہ کہتے ہیں کہ پولس رسول:

"۔۔۔انسان کے بارے میں مختلف نظریات رکھتے تھے۔انسان نے نہ صرف جان بوجھ کر گناہ کیا بلکہ خدا سے دُوری بھی اختیار کی۔۔۔وہ آج بھی ابلیسی قوتوں کے نرغے میں ہے جو ساری کائنات میں گھومتی پھرتی ہیں اور شریعت کو استعمال کرتی ہیں نہ صرف انسان کو خدا کی نافرمانی کرنے پر اکسانے کے لئے بلکہ اپنے ظلم و

استبداد کے ایک آلہ کے طور پر بھی۔ انسان کی خدا سے یہ جدائی ساری نسلِ انسانی میں بقدر مشترک ہے۔ اس میں صرف یہودی قوم شامل نہیں اور نہ ہی صرف غیر اقوام شامل ہیں۔ یہ آدم کا فرزند ہونے کی حیثیت سے ہر انسان کی یکساں حالت ہے۔'' (جے ایل ہولڈن کی کتاب " Paul's Letters from Prison" کے صفحہ ۱۸ سے ماخوذ)۔

ہولڈن صاحب پولس رسول کے عالمی نظریئے کی وضاحت کرتے ہوئے مزید یہ کہتے ہیں کہ انسانوں کو ابلیس کی اسیری سے چھڑانے کی ضرورت ہے: ''جہاں تک ابلیسی تاثیروں کی بات ہے، انسان کو ان کے قبضے سے رہائی کی ضرورت ہے۔'' اس رہائی کی کنجی مسیح کی اس قدرت میں پائی جاتی ہے جس کے ذریعے وہ موت اور قبر پر فتح پا کر مردوں میں سے زندہ ہوا۔ گناہ اور ان شیطانی قوتوں پر جو بنی نوع انسان کو جکڑے ہوئے ہیں، فتح پانے کا یہی واحد راستہ ہے۔

اگرچہ بطور مسیحی ہم آج بھی ''اس دنیا کی تاریکی'' (افسیوں ۶: ۱۲؛ مقابلہ کیجئے افسیوں ۲: ۱۵ کے ساتھ) کے اندر رہتے ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بھی شیطان کی گرفت اور اختیار کے نیچے ہیں؟ جی نہیں! کیونکہ ہمیں یسوع کی بادشاہت میں منتقل کیا جا چکا ہے۔

جب یسوع نے ایک رویا میں اپنے آپ کو پولس رسول پر ظاہر کیا اور اسے غیر قوموں میں جانے کا حکم دیا تو اسے بتایا کہ تیری یہی خدمت ہے کہ تو لوگوں کی آنکھیں کھولے تاکہ وہ ''اندھیرے سے روشنی کی طرف اور شیطان کے اختیار سے خدا کی طرف رجوع لائیں'' (اعمال ۲۶: ۱۸)۔ ان الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ مسیح کی نجات کو حاصل کرنے سے پہلے لوگ شیطان کے اختیار کے ماتحت ہوتے ہیں مگر مسیح کے وسیلہ سے وہ بدی کے قبضے سے چھوٹ کر یعنی تاریکی کی حاکمیت سے نکل کر خدا کی بادشاہی میں داخل ہو جاتے ہیں۔

کلسیوں کے نام اپنے خط میں پولس رسول ان کے واسطے دعا کرتے ہوئے اس امر کو کچھ اس طرح سے واضح کرتے ہیں:

> ''اور باپ کا شکر کرتے رہو جس نے ہم کو اس لائق کیا کہ نور میں مقدسوں کے ساتھ میراث کا حصہ پائیں۔ اسی نے ہم کو تاریکی کے قبضہ سے چھڑا کر اپنے عزیز بیٹے کی بادشاہی میں داخل کیا جس میں ہم کو مخلصی یعنی گناہوں کی معافی حاصل ہے'' (کلسیوں ۱: ۱۲۔ ۱۳)۔

جب کوئی شخص ہجرت کر کے کسی دوسرے ملک میں جاتا ہے تو وہ اپنے نئے ملک کی شہریت کے حصول کے لئے درخواست دے سکتا ہے مگر اس کام کے لئے اسے اپنی پہلی شہریت سے دستبردار ہونا پڑ سکتا ہے۔ مسیح کی نجات بھی اسی طرح کام کرتی ہے: جب آپ خدا کی بادشاہی میں داخل ہوتے ہیں تو آپ کو ایک نئی شہریت مل جاتی ہے اور آپ کی پرانی شہریت منسوخ ہو جاتی ہے۔

اپنی وفاداری کو منتقل کر کے یسوع مسیح کے ساتھ منسلک کرنے کا فیصلہ ارادی ہونا چاہئے۔ اس میں مندرجہ ذیل عناصر بھی شامل ہو سکتے ہیں:

- شیطان اور اس کی ساری برائی کو اپنی زندگی سے ترک کریں۔
- دوسرے تمام لوگوں سے اپنے ناجائز تعلقات کو ترک کریں جو کسی نہ کسی طرح سے آپ کی زندگی پر غیر الٰہی اختیار رکھتے تھے۔
- اپنے آباء و اجداد کے ان تمام غیر الٰہی عہود کے اثر کو ترک کریں اور اپنی زندگی پر سے توڑیں جو انہوں نے آپ کی خاطر باندھے یا جنہوں نے آپ کی زندگی کو کسی نہ کسی طرح سے متاثر کیا ہے۔
- غیر الٰہی وفاداری کے راستے حاصل ہونے والی تمام روحانی و غیر الٰہی صلاحیتوں سے بھی دستبردار ہوں۔

- اپنی زندگی کے جملہ حقوق یسوع مسیح کے سپرد کرتے ہوئے اسے دعوت دیجئے کہ وہ آج سے لے کر ایک خداوند اور مالک کی حیثیت سے آپ کے دل پر راج کرے۔

جنگ

جب فٹ بال کے کسی کھلاڑی کو منتقل کیا جاتا ہے تو پھر ضرور ہے کہ وہ اپنی نئی ٹیم کے لئے کھیلے۔ وہ اب اپنی پرانی ٹیم کے لئے نہیں کھیل سکتا۔ اسی طرح جب ہمیں بھی خدا کی بادشاہی میں منتقل کر دیا جاتا ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم یسوع کی ٹیم کے لئے کھیلیں اور شیطان کی ٹیم کے لئے گول کرنا بند کر دیں۔

بائبل کے مطابق خدا اور شیطان کے درمیان ایک روحانی مقابلہ جاری ہے۔ یہ خدا کی بادشاہت کے خلاف ہوا کی علمداری پر حکومت کرنے والی قوتوں کی طرف سے بغاوت کی جنگ ہے (مرقس ۱: ۱۵؛ لوقا ۱۰: ۱۸؛ افسیوں ۶: ۱۲)۔ یہ دو بادشاہتوں کے درمیان تصادم کی جنگ ہے جو آسمانی مقاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ برسرِ پیکار ہیں۔ مسیحیوں کا ایمان ہے کہ یہ ایک طویل روحانی جنگ ہے جس کی فیصلہ کن لڑائی وہ پہلے ہی صلیب پر جیت چکے ہیں اور بلاشبہ اس کا حتمی نتیجہ ابدی فتح کی صورت میں سامنے آ بھی چکا ہے: فتح مسیح کی ہے اور ابدلآباد اسی کی رہے گی۔

مسیح کے سب پیروکار مسیح کے سپاہی ہیں اسی لئے وہ اپنی روزمرہ زندگی میں ہمہ وقت تاریکی کی ان قوتوں کے خلاف نبرد آزما رہتے ہیں۔ مسیح کی موت اور قیامت کے باعث ہمیں تاریکی کی ان فوجوں کے خلاف جنگ لڑنے کا اختیار حاصل ہے جس کی بنیاد پر ہم ان سے لڑتے اور غالب آتے ہیں۔ اس جنگ کا میدان لوگ، سماج، معاشرے اور اقوام ہیں۔

حتیٰ کہ اس لڑائی میں کلیسیا بھی میدان جنگ ہو سکتی ہے اور اس کے وسائل کو بھی برائی کے مقاصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

یہ ایک سنگین اور بھاری بھرکم معاملہ ہے۔ تاہم پولس رسول بیان کرتے ہیں کہ ہماری فتح یقینی ہے کیونکہ وہ اپنے خطوط میں لکھتے ہیں کہ اس تاریکی کے زمانے کی قوتوں کو یسوع نے اپنی صلیب اور گناہوں کی معافی کے وسیلہ سے حاصل کی جانے والی فتح کے ذریعے نہتا، رسوا اور شکستِ فاش سے دوچار کر دیا ہے:

> ”اور اس نے تمہیں بھی جو اپنے قصوروں اور جسم کی نامختونی کے سبب سے مردہ تھے اس کے ساتھ زندہ کیا اور ہمارے سب قصور معاف کئے۔ اور حکموں کی وہ دستاویز مٹا ڈالی جو ہمارے نام پر اور ہمارے خلاف تھی اور اس کو صلیب پر کیلوں سے جڑ کر سامنے سے ہٹا دیا۔ اس نے حکومتوں اور اختیاروں کو اپنے اوپر سے اتار کر ان کا برملا تماشا بنایا اور صلیب کے سبب سے ان پر فتح یابی کا شادیانہ بجایا“۔ (کلسیوں ۲: ۱۳-۱۵)

اس اقتباس میں رومی لشکر کی جیت پر جشن منانے والے جلوس کی منظر کشی کی گئی ہے اور اسے ”فتح یابی کا شادیانہ“ کہا گیا ہے۔ دشمن کو شکست دینے کے بعد فاتح سپہ سالار اپنے لاؤ لشکر سمیت روم شہر کو لوٹتا۔ اپنی فتح کا جشن منانے کے لئے فاتح جرنیل ایک بڑے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے شہرِ روم کے گلیوں بازاروں میں سے گزرتا اور زنجیروں میں بندھے ہوئے دشمن کے اسیروں، مفتوحہ ہتھیاروں اور حاصل کردہ مالِ غنیمت کا باقاعدہ مظاہرہ کیا جاتا۔ روم کی عوام انھیں دیکھتے اور اپنے فاتحین کے حق میں نعرے لگاتے اور شکست خوردہ سپاہیوں پر آوازے کستے۔

پولس یہاں رومی فتح کے جلوس کی مثال کو بروئے کار لاتے ہوئے صلیب کے مفہوم کو اجاگر کر رہے ہیں۔ جب مسیح ہماری خاطر موا تو اس نے گناہ کی طاقت کو منسوخ کر دیا۔ گویا کہ ہم پر لگائے گئے تمام الزامات کیلوں سے صلیب پر جڑ دیئے گئے: ان الزامات کی تسیخ کو اونچا کر کے تمام قوتوں کے سامنے برملا صلیب پر ٹانگ دیا گیا۔ اسی سبب سے، وہ شیطان اور اس کی ابلیسی قوتیں جو ہمیں ہر وقت برباد کرنے کی تاڑ میں لگی رہتی ہیں ہم پر سے اپنا قبضہ اور اختیار کھو بیٹھی ہیں کیونکہ اب ان کے پاس ہمارے خلاف کوئی الزام باقی نہیں رہا۔ ان کی حالت روحانی فتح کے جلوس میں دشمن کے اسیروں جیسی ہو چکی ہے: شکست خوردہ، بے ہتھیار اور لوگوں کے تماشے کا سامان۔

صلیب کے وسیلہ سے اِس زمانۂ تاریک کی تمام قوتوں اور حکومتوں پر فتح پائی جاچکی ہے۔اس فتح نے بدی کی ان قوتوں سے تمام قوتیں اور حکمرانی کے حقوق مالِ غنیمت کی طرح چھین لئے ہیں جن میں وہ تمام معاہدے بھی شامل ہیں جو لوگوں نے دانستہ یانادانستہ، جانتے بوجھتے یالاعلمی میں ان قوتوں کے ساتھ کرر کھے تھے۔

یہ ایک زبردست اصول ہے: ہمارے برخلاف شیطان کے ہر حربے اور الزام کے لئے صلیب نے فتح اور آزادی کی کنجی فراہم کرر کھی ہے۔

اگلے دو حصوں میں ہم دیکھیں گے کہ شیطان کا بطور الزام لگانے والا کیا کردار ہے اور وہ ہمارے برخلاف کون کون سے حربے استعمال کرتا ہے۔اس کے بعد ہم ان چھ طریقوں پر بھی غور کریں گے جن کے ذریعے شیطان لوگوں کو باندھنے کی کوشش کرتا ہے جیسے کہ گناہ، نامعافی، الفاظ، روح کے گھاؤ، جھوٹ (غیر الٰہی عقیدے) اور نسلی گناہ نیز ان کے باعث نازل ہونے والی نسلی لعنتیں۔ شیطان کی ہر ایک حکمتِ عملی کے لئے ہم ایک توڑ بھی پیش کریں گے: یعنی وہ طریقہ جس کے ذریعے مسیحی ایماندار اپنی آزادی کا اعلان کرتے ہوئے اپنی زندگیوں پر سے ان شیطانی اثرات کے تسلط کو پاش پاش کر سکتے ہیں۔ اسلام کی زنجیروں سے آزادی حاصل کرنے کے طریقے پر غور کرتے وقت یہ تمام نکات ہمارے لئے زیادہ اہمیت کے حامل ہو جائیں گے۔

الزام لگانے والا

شیطان ہمارے خلاف بہت سے حربے استعمال کرتا ہے۔ ہمارے لئے ان حربوں کو جاننا اور سمجھنا از حد ضروری ہے تاکہ ہم ان حربوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہ سکیں۔ ہمیں آزادی کا اپنی زندگی پر اطلاق کرنے اور آزادی سے جینے کی ضرورت ہے۔اسی لئے ان باتوں پر توجہ دینا بے حد ضروری ہے: یہ مسیحیوں کے لئے بڑے فائدے کی بات ہے کہ وہ شیطان کی تدبیروں کے بارے میں جانیں اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر دم تیار رہیں۔

افسیوں ۶: ۱۸ میں پولس رسول لکھتے ہیں کہ مسیحیوں کو "جاگتے رہنا" چاہئے۔اسی طرح پطرس رسول بھی مسیحیوں کو خبردار کرتے ہیں کہ "تم ہوشیار اور بیدار رہو۔ تمہارا مخالف ابلیس گرجنے والے شیر ببر کی طرح ڈھونڈتا پھرتا ہے کہ کس کو پھاڑ کھائے" (۱۔ پطرس ۵: ۸)۔ ہمیں کس پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے؟ ہمیں ہوشیاری کے ساتھ شیطان کے الزامات پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

بائبل مقدس میں شیطان کو "الزام لگانے والا" کہا گیا ہے (مکاشفہ ۱۲: ۱۰) اور عبرانی زبان میں شیطان کا لغوی مطلب بھی "الزام لگانے والا" یا "دشمن" ہے۔ یہ لفظ شرعی عدالت میں کھڑے قانونی حریف کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔ بائبل مقدس میں شیطان کا یہ نام اس انداز میں زبور ۱۰۹ میں استعمال ہوا ہے: "تو کسی شریر آدمی کو اس پر مقرر کرے اور کوئی مخالف (کوئی شیطان) اس کے دہنے ہاتھ کھڑا رہے۔ جب اس کی عدالت ہو تو وہ مجرم ٹھہرے" (زبور ۱۰۹: ۶۔۷)۔ اسی طرح کا ایک منظر نامہ زکریاہ ۳: ۱۔۳ میں بھی نظر آتا ہے جہاں ایک شخصیت کے طور پر "شیطان" یشوع سردار کاہن کے دہنے ہاتھ ایستادہ ہو کر خدا کے فرشتہ کے روبرو اس پر الزام لگاتا ہے۔ اسی کی ایک اَور مثال ایوب کی زندگی میں ملتی ہے جب شیطان خدا کے حضور ایوب پر الزام تراشی کرتا ہے (ایوب ۱: ۹۔۱۱) اور پھر اسے آزمانے کی اجازت مانگتا ہے۔

شیطان کس کے سامنے ہم پر الزام لگاتا ہے؟ ہم جانتے ہیں کہ وہ خدا کے سامنے ہم پر الزام لگاتا ہے۔ وہ دوسروں کے سامنے بھی ہم پر الزام لگاتا ہے اور وہ دوسروں کی باتوں اور خود ہماری اپنی سوچوں اور خیالوں کے ذریعہ سے بھی ہم پر الزام لگاتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ان الزامات سے ہمیں چوٹ لگے، ہم ان کا یقین کریں، ہم ان سے خوفزدہ ہو جائیں اور ہم اپنی سرگرمیوں کو محدود کر لیں۔

شیطان پر ہم کیا کیا الزام لگاتا ہے ؟ وہ ہم پر ہمارے گناہوں کا الزام دھرتا ہے نیز وہ ہمارے زندگیوں کے ہر اس حصے کا بھی ہم پر الزام عائد کرتا ہے جنہیں ہم نے کسی نہ کسی طرح سے اس کے حوالے کر رکھا ہے۔

ہمیں یہ بات بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ شیطان ہم پر الزام لگاتا ہے اور اس کے الزامات کے اندر جھوٹ کے معموں کی آمیزش ہوتی ہے۔ یسوع نے شیطان کے بارے میں کہہ دیا تھا کہ :

"تم اپنے باپ ابلیس سے ہو اور اپنے باپ کی خواہشوں کو پورا کرنا چاہتے ہو۔ وہ شروع ہی سے خونی ہے اور سچائی پر قائم نہیں رہا کیونکہ اس میں سچائی ہے نہیں۔ جب وہ جھوٹ بولتا ہے تو اپنی ہی سی کہتا ہے کیونکہ وہ جھوٹا ہے بلکہ جھوٹ کا باپ ہے" (یوحنا ۸: ۴۴)۔

شیطان کے جھوٹے حربے کیا ہیں اور جب جب وہ ہم پر الزامات کی بوچھاڑ کرتا ہے تو ہم کس طرح مضبوطی سے کھڑے رہ کر اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں ؟ اگر ہم اس کے حربوں کو جان لیں تو اس سے بھی ہمیں یقیناً بڑی مدد ملے گی۔ مثال کے طور پر، ا۔ کرنتھیوں میں پولس رسول مسیحی ایمانداروں کو معافی کی مشق کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ معاف کرنا کیوں اہم ہے ؟ پولس رسول کہتے ہیں کہ ہم اس لئے معاف کرتے ہیں تا کہ "شیطان کا ہم پر داؤنہ چلے کیونکہ ہم اس کے حیلوں سے ناواقف نہیں" (۲۔ کرنتھیوں ۲: ۱۱)۔ پولس ہمیں بتا رہے ہیں کہ ہم جان سکتے ہیں کہ شیطان ہمارے خلاف کون سا جال بُن رہا ہے اور چونکہ ہم جانتے ہیں کہ شیطان کے حیلوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہم پر نامعافی کا الزام لگاتا ہے، اس لئے ہم فوراً دوسروں کو معاف کریں گے تا کہ ہم اس کے ایسے الزامات کی زد میں آنے سے محفوظ رہ سکیں۔

شیطان اَور بہت سے حربوں کو بروئے کار لاتا ہے۔ ہم ان چھ حربوں پر بھی غور کریں گے جنہیں وہ ایمانداروں پر الزام لگانے کے لئے استعمال کرتا ہے اور دیکھیں گے کہ ہم انکے خلاف کس طرح کھڑے رہ سکتے ہیں۔ وہ چھ حربے یہ ہیں :

- گناہ
- نامعافی
- الفاظ (اور علامتی افعال)
- روح کے گھاؤ
- غیر الٰہی عقیدے (جھوٹ)
- نسلی گناہ اور ان کے باعث نازل ہونے والی نسلی لعنتیں

جیسا کہ ہم دیکھیں گے کہ روحانی آزادی پانے کا ایک کلیدی قدم ان تمام تردعوؤں کا نام لے لے کر انہیں مسترد کرنا ہے جو شیطان نے ہمارے خلاف دائر کر رکھے ہیں۔ خواہ وہ الزامات کسی حد تک سچائی پر مبنی ہیں یا وہ سراسر جھوٹے ہیں۔

کھلے دروازے اور پاؤں جمانے کی جگہیں

ان چھ حلقوں پر غور کرنے سے پہلے ہمیں کچھ مفید حقوق کا نام لینے کی ضرورت ہے جنہیں شیطان لوگوں کے برخلاف استعمال کرتا ہے یعنی جنہیں وہ انسانوں پر مظالم ڈھانے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ ان میں سے دو کلیدی نام "کھلے دروازے" اور "پاؤں جمانے کی جگہیں" ہیں۔

کھلا دروازہ وہ داخلی مقام ہے جہاں سے کوئی شخص اپنی عدمِ معرفت، نافرمانی یا لاپرواہی کے باعث شیطان کو اپنی زندگی کے اندر داخل ہونے کا موقع فراہم کرتا ہے نیز جس کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے شیطان اس شخص پر حملہ کرتا

اور اسے دبوچتا ہے۔ آیئے یاد کریں کہ یسوع نے شیطان کو ایک ایسا "چور" قرار دیا تھا جو ہمہ وقت چرانے، مار ڈالنے اور ہلاک کرنے کی گھات لگائے بیٹھا رہتا ہے (یوحنا ۱۰:۱۰)۔ محفوظ گھر وہی ہوتا ہے جہاں کوئی دروازہ کھلا نہ چھوڑا جائے بلکہ ہر دروازہ سختی سے مقفل ہو۔

پاؤں جمانے کی جگہ سے مراد انسانی زندگی کا وہ مقام ہے جس پر شیطان یہ دعویٰ جتاتا ہے کہ اس شخص نے وہ مقام اس کے سپرد کر رکھا ہے یعنی ہمارا وہ حصہ جسے شیطان نے اپنی جگہ کے طور پر نشان زد کر رکھا ہے۔

پولس رسول اس امکان کا ذکر کرتا ہے جس میں کوئی مسیحی ایماندار شیطان کو اپنی زندگی میں خفگی پیدا کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے: "غصہ تو کرو مگر گناہ نہ کرو۔ سورج کے ڈوبنے تک تمہاری خفگی نہ رہے۔ اور ابلیس کو موقع نہ دو" (افسیوں ۴:۲۶-۲۷)۔ پاؤں جمانے کا مطلب ہے یونانی زبان کے جس لفظ کا ترجمہ "موقع نہ دو" کیا گیا ہے وہ لفظ "ٹاپوز" (topos) ہے جس کا مطلب ہے "آباد جگہ"۔ Topos کا لغوی معنی ہے وہ جگہ جسے کسی نے اپنی ملکیت میں لے رکھا ہو اور یونانی ترکیب "کسی کو ٹاپوز دینا" کا مطلب ہے کسی کو "موقع دینا"۔ پولس رسول یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر کوئی شخص غصے کی عادت کا اقرار کر کے اسے ترک کرنے کی بجائے اسے اپنائے رکھتا ہے تو یہ ایک ممکنہ گناہ ہے کیونکہ اس نے اپنی زندگی کی ایک روحانی جگہ شیطان کے سپرد کر رکھی ہے۔ پھر شیطان اس جگہ کو اپنی ملکیت سمجھتے ہوئے برائی کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔ غصے کی عادت کو تھامے رکھنے سے ہم شیطان کو پاؤں جمانے کی جگہ دے سکتے ہیں۔

یوحنا ۱۴ باب میں یسوع نے قانونی حقوق کی زبان استعمال کرتے ہوئے بیان کیا تھا کہ مجھ میں شیطان کا کچھ نہیں:

> "اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔ لیکن یہ اس لئے ہوتا ہے کہ دنیا جانے کہ میں باپ سے محبت رکھتا ہوں اور جس طرح باپ نے مجھے حکم دیا میں ویسا ہی کرتا ہوں"۔ (یوحنا ۱۰:۳۰-۳۱)

اس اقتباس میں یسوع کے قول کی تفسیر بیان کرتے ہوئے آرچ بشپ جے ایچ برنارڈ یوں رقمطراز ہیں، "شیطان کی میری شخصیت میں کوئی جگہ نہیں جہاں وہ اپنا قبضہ جما سکے"۔ ڈی اے کارسن بیان کرتے ہیں کہ یہاں جو محاورہ استعمال ہوا ہے وہ ایک قانونی محاورہ ہے:

> "'مجھ میں اس کا کچھ نہیں' ایک محاورہ ہے جس کا مطلب ہے اس کا مجھ پر کوئی اختیار نہیں اور یہ عبرانی محاورہ قانونی کاروائیوں میں بکثرت استعمال ہوتا تھا خاص طور پر جب یہ کہنا مقصود ہو کہ 'اس کا مجھ پر کوئی دعویٰ نہیں' یا 'اس کا مجھ سے کوئی لینا دینا نہیں'۔۔۔ اگر شیطان کو یسوع کی زندگی میں کوئی قابل گرفت بات ملتی تو صرف تب ہی وہ اس کے خلاف کوئی قانونی چارہ جوئی کر سکتا تھا۔"

یسوع پر شیطان کوئی دعویٰ کیوں نہیں کرتا؟ اس لئے کہ یسوع کی ذات میں کوئی گناہ نہیں۔ اس نے کہا تھا کہ "جس طرح باپ نے مجھے حکم دیا میں ویسا ہی کرتا ہوں" (یوحنا ۱۴:۳۱؛ مزید دیکھیں یوحنا ۵:۱۹)۔ یہی وجہ ہے کہ یسوع کی ذات میں ایسی کوئی بات نہیں تھی جس پر شیطان اپنا قانونی حق جتا سکے۔

یسوع ایک بے گناہ مجرم کے طور پر مصلوب ہوا تھا۔ یہ امر صلیب کی قدرت کے لئے بے حد اہمیت رکھتا ہے۔ چونکہ یسوع بے گناہ تھا اس لئے شیطان ہرگز یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ مصلوبیت ایک قانونی اور جائز سزا تھی۔ خداوند کے مسیح کی موت دوسروں کے عوض ایک بے گناہ کی قربانی کے طور پر پیش کی گئی تھی نہ کہ شیطان کی طرف سے یسوع پر عائد کردہ ایک قانونی سزا کے طور پر۔ اگر مسیح نے اپنی زندگی کی کوئی بھی جگہ شیطان کے سپرد کر رکھی ہوتی تو اس کی موت گناہ کے لئے راست سزا کے لائق ٹھہرتی۔ مگر یسوع بے گناہ تھا اس لئے اس کی موت ساری دنیا کے گناہوں کے لئے ایک مؤثر کفارہ بن سکتی تھی۔

ہم اپنی زندگی کے کھلے دروازوں اور پاؤں جمانے کی جگہوں کے بارے میں کیا کر سکتے ہیں؟ ان کھلے دروازوں کو بند کر سکتے ہیں اور پاؤں جمانے کی جگہوں کو ہٹا سکتے ہیں۔ اپنی روحانی آزادی کا دعویٰ دائر کرنے کے لئے یہ اقدامات

ناگزیر ہیں۔ ہمیں یہ کام بڑے ہی منظم طریقے سے انجام دیتے ہوئے اپنے زندگی کے تمام کھلے دروازوں کو بند کرنا اور پاؤں رکھنے کی جگہوں کو ہٹانا چاہیئے۔

لیکن ہم یہ کام کیسے انجام دیں؟ آیئے ان چھ حلقوں پر باری باری غور کرتے ہیں۔ جب ہم اس بات پر غور کریں گے کہ اسلام کس طرح لوگوں کو باندھتا ہے تو ہمیں ان سب نکات کی اَور زیادہ سمجھ آنا شروع ہو جائے گی۔

گناہ

اگر دروازہ ہم سے سرزد ہونے والے گناہوں کی وجہ سے کھلا ہوا ہے تو ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کے ذریعہ سے اس دروازے کو بند کر سکتے ہیں جن کی وجہ سے شاید ہم نے شیطان کو یہ اجازت دے رکھی تھی کہ وہ ہماری زندگیوں پر اپنا حق جتا سکے۔ صلیب کی قدرت اس سارے عمل کی کلید ہے۔ مسیح نجات دہندہ کے سامنے درخواست دائر کرنے سے ہم خدا کی معافی کو حاصل کر سکتے ہیں۔ جیسے یوحنا رسول لکھتے ہیں کہ "۔۔۔یسوع کا خون ہمیں تمام ناراستی سے پاک کرتا ہے" (۱۔یوحنا ۱:۷)۔ اگر ہم گناہ سے پاک ہو جائیں تو پھر گناہ کا ہم پر کوئی اختیار نہیں رہتا۔ جس طرح پولس رسول لکھتے ہیں کہ "ہم اس کے خون کے باعث اب راستباز ٹھہرے" (رومیوں ۵:۹)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اب خدا ہمیں راستبازوں کے طور پر دیکھتا ہے۔ جب ہم توبہ کرتے اور مسیح کی طرف رجوع لاتے ہیں تو ہم اس کے ساتھ دفن ہو جاتے ہیں: ہماری شناخت مسیح کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ پھر ہم ایسے راستباز لوگ بن جاتے ہیں جن کے خلاف شیطان کوئی قانونی چارہ جوئی نہیں کر سکتا۔ ہم ایک ایسا فرد بن جاتے ہیں جس میں شیطان کا کچھ نہیں ہوتا کیونکہ ہمارے گناہ "ڈھانکے گئے" (رومیوں ۴:۷)۔ یوں ہم اس کی الزام تراشیوں کے دعوؤں سے آزاد ہو جاتے ہیں۔

اس کام کی مشق کیسے انجام دی جاتی ہے؟ اگر کوئی شخص اپنی مسلسل جھوٹ بولنے کی عادت سے تنگ ہے تو اسے بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جھوٹ بولنا خدا کی نگاہ میں ایک غلط کام ہے، اس کا اقرار کرے، جھوٹ بولنے سے توبہ کرے اور مسیح کے صلیبی کفارہ کے وسیلہ سے حاصل کردہ معافی پر ایمان لائے۔ جب یہ سب ہو جائے تو پھر جھوٹ کو بھی مسترد کرتے ہوئے اپنی زندگی سے ترک کیا جا سکتا ہے۔ اگر دوسری طرف، ایسا شخص جھوٹ بولنا پسند کرے، اسے اپنے فائدے کی چیز سمجھے اور اسے چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہ رکھتا ہو تو پھر جھوٹ بولنے کی عادت سے آزادی حاصل کرنے کی ہر کوشش بے سود ہو گی اور شیطان اس پاؤں جمانے کی جگہ کو اس کے خلاف استعمال کرتا ہی رہے گا۔

ہم اس گناہ کے دروازے کو توبہ کرنے، اپنے گناہ کو ترک کرنے اور مسیح کی صلیب پر ایمان رکھنے کے وسیلہ سے بند کر سکتے ہیں۔ اس طرح ہم شیطان کے اس حق سے انکار کرتے ہیں جس کے ذریعے وہ ہمارے گناہوں کو ہمارے ہی برخلاف استعمال کرتا ہے۔

نامعافی

ایک اَور حکمت عملی جسے شیطان ہمارے خلاف استعمال کرتا ہے وہ ہماری نامعافی ہے۔ معافی وہ موضوع ہے جس پر یسوع نے اکثر تعلیم دی۔ اس نے کہا تھا کہ اگر ہم دوسروں کے قصور معاف نہیں کریں گے تو خدا بھی ہمارے قصور معاف نہیں کرے گا (مرقس ۱۱:۲۵-۲۶؛ متی ۶:۱۴-۱۵)۔

نامعافی ہمیں کسی دوسرے کی غلطی یا کسی تکلیف دہ واقعے کے ساتھ منسلک کر سکتی ہے۔ یہ شیطان کو پاؤں رکھنے کی جگہ یعنی ہمارے خلاف ایک قانونی جواز فراہم کر سکتی ہے۔ پولس رسول کرنتھیوں کے نام اپنے دوسرے خط میں اس کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

”جسے تم کچھ معاف کرتے ہو اسے میں بھی معاف کرتا ہوں کیونکہ جو کچھ میں نے معاف کیا اگر کیا تو مسیح کا قائم مقام ہو کر تمہاری خاطر معاف کیا۔ تاکہ شیطان کا ہم پر داؤ نہ چلے کیونکہ ہم اس کے حیلوں سے ناواقف نہیں“(۲۔ کرنتھیوں ۲: ۱۰۔۱۱)۔

ہماری نامعافی کے باعث شیطان کس طرح اپنا داؤ ہم پر چلانے میں کامیاب ہو جاتا ہے؟ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ وہ ہماری نامعافی کو ہمارے ہی خلاف اپنے پاؤں رکھنے کی جگہ کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ لیکن جس طرح پولس رسول کہتے ہیں کہ ہم ”اس کے حیلوں سے ناواقف نہیں“، ہمیں چاہئے کہ معافی کی مشق کرنے کے ذریعہ سے اس کے پاؤں جمانے کی اس جگہ کو اپنی زندگی میں سے ہٹا دیں۔

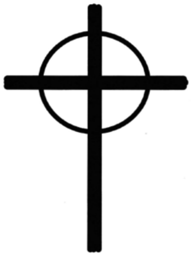

معافی کے تین رُخ ہوتے ہیں: دوسروں کو معاف کرنا، خدا سے معافی حاصل کرنا اور بعض اوقات خود اپنے آپ کو معاف کرنا۔ صلیب کا یہ نشان ہمیں معافی کے ان تین پہلوؤں کو یاد رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ افقی شہتیر ہمیں دوسروں کو معاف کرنے کی یاد دلاتا ہے۔ عمودی شہتیر ہمیں خدا سے معافی پانے کی یاد دلاتا ہے۔ درمیانی دائرہ ہمیں اپنے آپ کو معاف کرنے کییاد دلاتا ہے۔

معافی کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ ہم دوسرے شخص کے کئے ہوئے کو بھول جائیں یا اس پر عذر پیش کریں۔ دوسروں کو معاف کرنے کا مطلب ہے کہ ہم خدا کے حضور ان پر الزام لگانے کے حق سے دستبردار ہو جائیں۔ ہم اپنا قصور کرنے والے شخص کو اپنے ہر قسم کے دعوے سے آزاد کر دیں۔ ہمیں انھیں خدا کے حوالے کر دیں کہ وہ خود ہی راستی سے عدالت کرے اور یوں ہم اپنا معاملہ خدا پر چھوڑ دیں۔ معافی ایک احساس نہیں: یہ ایک فیصلہ ہے۔

معاف کرنے کے ساتھ ساتھ خدا سے معافی حاصل کرنا بھی خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ معافی کی اثر انگیزی اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ ہمیں بھی معاف کر دیا گیا ہے (افسیوں ۴: ۳۲)۔

اس کتابچے کے آخر پر موجود اضافی وسائل کے حصے میں ”معافی کی دعا“ پیش کی گئی ہے۔

روح کے گھاؤ

روح کے کسی گھاؤ کے باعث بھی ابلیس کو ہماری زندگی میں پاؤں رکھنے کی جگہ مل سکتی ہے۔ دراصل روح کے گھاؤ جسم کے زخموں سے زیادہ اذیت ناک ہوتے ہیں اور جب ہم جسمانی طور پر زخمی ہوتے ہیں تو ہماری روح کے چھلنی ہونے کا بھی احتمال ہوتا ہے۔ فرض کیجئے کہ کوئی شخص ایک المناک اور خوفناک حادثے کا شکار ہو جاتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ اس کے بعد وہ ایک لمبے عرصے تک ذہنی یا جسمانی اذیت سے دوچار رہے۔ شیطان اس خوف کو استعمال کرتے ہوئے اسے اپنے قبضے میں لے کر پہلے سے کہیں زیادہ بڑے خوف کا غلام بنانے کی کوشش کر سکتا ہے۔

ایک مرتبہ جب میں (یعنی ان اسباق کے مصنف مارک ڈیوری) دینِ اسلام کے بارے میں تعلیم دے رہا تھا تو جنوبی افریقہ سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون میرے پاس آئی جسے ایک دہائی پہلے مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی وجہ سے ایک بڑے المناک تجربے کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ ایک مقامی سیمنری کی درخواست پر اس کے خاندان کو یہ پیشکش کی گئی کہ ہم آپ کے دو مردوں کے قیام وبعام کا بندوبست کر سکتے ہیں وہ بھی صرف اس بنا پر کہ وہ اسلام کو ترک کرنے کے دعویدار تھے۔ یہ ایک نہایت مشکل اور اذیت ناک وقت کی شروعات تھی۔ اس کے گھر قیام کرنے والے لوگ بڑے تندمزاج تھے جو اس عورت اور اس کے کنبے کو مسلسل ٹھٹھوں میں اڑاتے اور بہت تنگ کیا کرتے تھے۔ وہ اسے دھکے مار مار کر دیواروں کے ساتھ پٹختے، اسے سؤرنی کہہ کر بلاتے، لعن طعن کرتے حتیٰ کہ اس کے پاس سے گزرتے ہوئے اس کے منہ پر تھوکتے تھے۔ اسے اپنے گھر کے آس پاس سے کئی ایسے کاغذ کے ٹکڑے بھی ملے جن پر انھوں نے مختلف قسم کی بددعائیں عربی زبان میں لکھ کر بھیجی ہوئی تھیں۔ اس خاندان نے

اپنے چرچ سے بھی مدد مانگی مگر کسی نے ان کا یقین نہ کیا۔ بالآخر انھوں نے چار و چار اپنے پہلے ''مہمانوں'' سے اپنی جان چھڑائی اور دوسرے لوگوں کو اپنا گھر کرائے پر دے دیا۔ اپنی کہانی میں اس خاتون نے لکھا ہے کہ ''اس وقت ہم مالی، روحانی، جذباتی اور جسمانی طور پر خالی اور نہایت بدحال ہو چکے تھے۔ مجھے خود اپنے اوپر کوئی بھروسہ نہ رہا اور مجھے یوں لگا کہ میرا وجود کسی کام کا نہیں کیونکہ میرے ساتھ پیروں تلے کی خاک جیسا سلوک کیا جاتا تھا۔'' اسلامی زنجیروں کے بارے میں میرا کلام سننے کے بعد، اس نے اپنی زندگی سے ہر اُس خوف اور شک کو دُور کیا جس نے اس کا جینا عذاب بنا رکھا تھا۔ ہم نے مل کر المناک تجربات کی شفا کے لئے دعا کی اور ہر طرح کے خوف کی زنجیر کو توڑا۔ اس نے حیرت انگیز طور پر شفا پائی اور کہنے لگی، ''میں اس آسمانی انتظام کے لئے خداوند کا شکر ادا کرتی ہوں۔۔۔ اب میرا دل مطمئن ہے اور میں خداوند کی بندی ہوتے ہوئے اپنے آپ کو اس کی عبادت کے لئے وقف کرتی ہوں۔ خداوند کی تعریف ہو!'' اس کے بعد اس نے مجھے خط لکھا اور بتایا:

> ''ہم آج بھی خداوند کی عبادت کرتے ہیں اور اسے پہلے سے کہیں زیادہ پیار کرتے ہیں، ہم مسلمان ثقافت اور عقائد کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں مگر ہم مسیحی ثقافت اور عقائد پر ان سے زیادہ پختہ ایمان رکھتے ہیں اور اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم خداوند کی محبت میں ہو کر اپنے مسلمان بہن بھائیوں سے پیار کرتے ہیں اور ہم ہمیشہ اپنی زندگیوں سے اس محبت کا اظہار کرتے رہیں گے اور انھیں دکھائیں گے کہ یسوع ان سب سے کتنا پیار کرتا ہے۔''

جب لوگ روح کے زخموں کی اذیت سے دوچار ہوتے ہیں تو شیطان ان کے کانوں میں جھوٹ بھرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جھوٹ کبھی سچ نہیں ہوتے مگر زخموں سے گھائل شخص ان کا یقین کر لیتا ہے کیونکہ اسے اپنی تکلیف حقیقی محسوس ہوتی ہے۔ اس عورت کے یہ جھوٹ بولا جا رہا تھا کہ تیری کوئی اوقات نہیں اور ''تیرا وجود کسی کام کا نہیں''۔

ایسے جھوٹوں سے آزادی حاصل کرنے کے لئے ہم مندرجہ ذیل پانچ اقدامات پر عمل کر سکتے ہیں:

۱۔ پہلے اس شخص کو دعوت دیں کہ وہ خداوند کے حضور اپنا دل پوری طرح انڈیلے یعنی کھل کر اپنی اذیت کا خداوند کے سامنے اظہار کرے۔

۲۔ پھر دعا کریں کہ یسوع اس کے زخموں پر اپنا مرہم لگائے۔

۳۔ اس شخص سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے سب ستانے والوں کو دل سے معاف کرے۔

۴۔ اس شخص سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ خدا پر ایمان کا اقرار کرتے ہوئے اپنی زندگی میں موجود ہر ایک خوف اور اس صدمے سے منسلک تمام ضرر رساں اثرات سے انکار کرے۔

۵۔ پھر وہ شخص ان تمام جھوٹوں کا اقرار کرتے ہوئے انھیں ترک کرے جن کا وہ اپنی اذیت کے باعث یقین کرتا آیا ہے۔

یہ تمام اقدامات کرنے کے ذریعہ سے شیطان کے تمام حملوں کو بڑی کامیابی کے ساتھ روکا جا سکتا ہے کیونکہ اب اس کے پاؤں رکھنے کی سب جگہیں زندگی سے ہٹائی جا چکی ہیں۔

الفاظ

الفاظ میں بڑی طاقت پائی جاتی ہے۔ ہم اپنے منہ کی باتوں سے دوسروں اور خود کو اپنی گرفت میں کر سکتے ہیں۔ اسی سبب سے شیطان ہمارے الفاظ کو ہمارے برخلاف استعمال کرنے کی سعی کرتا ہے۔ یسوع نے کہا تھا:

"اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو نکمی بات لوگ کہیں گے عدالت کے دن اس کا حساب دیں گے کیونکہ تو اپنی باتوں کے سبب سے راست باز ٹھہرایا جائے گا اور اپنی باتوں کے سبب سے قصوروار ٹھہرایا جائے گا۔" (متی ۱۲: ۳۶۔۳۷)

یسوع نے ہمیں سکھایا تھا کہ ہمیں اپنے الفاظ لعنت نہیں بلکہ برکت کے لئے استعمال کرنے چاہئیں: "اپنے دشمنوں سے محبت رکھو۔ جو تم سے عداوت رکھیں ان کا بھلا کرو۔ جو تم پر لعنت کریں ان کے لئے برکت چاہو۔ جو تمہاری تحقیر کریں ان کے لئے دعا کرو" (لوقا ۶: ۲۷۔۲۸)۔

یسوع نے ہمیں خبردار کیا تھا کہ ہمارے منہ سے کوئی نکمی بات نہیں نکلنی چاہئے جس کا اطلاق ہماری روزمرہ گفتگو، قسموں، عہد و پیمان اور حلفیہ بیانات دینے پر بھی ہوتا ہے۔ غور کیجئے کہ یسوع نے اپنے شاگردوں کو قسم کھانے سے منع کیا تھا:

"لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا۔۔۔ بلکہ تمہارا کلام ہاں ہاں یا نہیں نہیں ہو کیونکہ جو اس سے زیادہ ہے وہ بدی ہے"۔ (متی ۵: ۳۴۔۳۷)

لہٰذا ہمیں قسمیں کیوں نہیں کھانی چاہئیں؟ یسوع نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا تھا کہ یہ "بدی سے" یعنی شیطان کی طرف سے ہیں۔ شیطان چاہتا ہے کہ ہم جھوٹی قسمیں کھائیں کیونکہ وہ ہمارے ہی الفاظ کو ہمارے برخلاف استعمال کرنا چاہتا ہے تاکہ ہمیں گزند پہنچائے۔ اس طرح اسے ہماری زندگیوں میں پاؤں رکھنے کی جگہ اور ہم پر الزام لگانے کی بنیاد مل جائے گی۔ اگر ہم اپنی کہی ہوئی بات کا اصل مطلب اور مفہوم بھی نہیں جانتے کہ ہم نے کیا کہا ہے یا ہمیں کیا کہنا چاہئے تو اس پر بھی یہی اصول صادق آتا ہے۔

اگر ہم پہلے ہی کسی کے ساتھ باتوں باتوں میں کوئی ایسی قسم، وعدہ یا عہد و پیمان کر چکے ہیں (اور شاید اس میں رسمی افعال بھی شامل ہیں) جس کے باعث ہم ایک بری راہ پر چلنے کے پابند ہو چکے ہیں یعنی ایک ایسی راہ جس پر ہمیں ہرگز چلنا نہیں چاہئے یا جو ہمارے لئے خدا کی راہ نہیں ہے تو پھر کیا کریں؟

احبار ۵: ۴۔۱۰ میں بنی اسرائیل کو واضح تعلیم دی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص "بغیر سوچے قسم کھالے" اور اسے اپنی قسم پر قائم رہنا پڑے تو پھر اس حال میں اسے کیا کرنا چاہئے۔ اس قسم سے آزاد ہونے کے لئے ایک طریقہ فراہم کیا گیا۔ ایسے شخص کے لئے ضروری تھا کہ وہ کاہن کے پاس خطا کے کفارے کی ایک قربانی لائے تب وہ اپنی بغیر سوچے سمجھے کھائی ہوئی قسم سے چھوٹ جائے گا۔

خوشی کی خبر یہ ہے کہ صلیب کی وجہ سے ہم بھی اپنے قائم کردہ ان تمام غیر الٰہی وعدوں، قسموں اور عہد و پیمان سے آزاد ہو سکتے ہیں۔ یہ کیسی شاندار بات ہے کہ بائبل مقدس میں یسوع کے خون کی بابت کہا گیا ہے کہ وہ "ہابل کے خون کی نسبت بہتر باتیں کہتا ہے":

"بلکہ تم صیون کے پہاڑ۔۔۔ اور نئے عہد کے درمیانی یسوع اور چھڑکاؤ کے اس خون کے پاس آئے ہو جو ہابل کے خون کی نسبت بہتر باتیں کہتا ہے" (عبرانیوں ۱۲: ۲۲۔۲۴)۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ یسوع کا خون ہمارے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کی وجہ سے ہم پر آنے والی تمام تر لعنتوں کو منسوخ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ خاص طور پر یسوع کے خون کا عہد ان تمام عہود پر غالب آتا اور انھیں منسوخ کرتا ہے جنہیں ہم نے خوف یا موت کے ڈر سے باندھ لیا تھا۔

رسمی اعمال: خونی معاہدوں سے آزادی

اب تک ہم اُن الفاظ کی طاقت پر بحث کر رہے ہیں جو ہمیں جکڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ عبرانی صحائف کے مطابق دو فریقین کے درمیان خون کے ذریعے عہد یا معاہدہ طے کرنے کا رواج عام تھا۔ اس عمل میں الفاظ کے ساتھ ساتھ رسمی فعل بھی شامل ہوتا تھا۔

جب خدا نے پیدائش ۱۵ باب میں ابرہام کے ساتھ اپنا مشہور عہد باندھا تو اس کا اجرا ایک قربانی سے ہوا تھا۔ ابرہام نے کچھ مخصوص جانور لئے، انھیں ذبح کیا اور ان کے حصوں کو زمین پر دھر دیا۔ پھر ایک جلتی ہوئی مشعل جانوروں کے ان حصوں کے درمیان سے گزری جو کہ خدا کی حضوری اور شراکت کی علامت تھی۔ اس رسم میں لعنت کے اس عنصر کو شامل کیا گیا تھا کہ "اگر میں اس عہد سے پھروں تو میرا بھی حال ان جانوروں جیسا ہو" یعنی "مجھے بھی جان سے مار کر اور ٹکڑوں میں کاٹ ڈالا جائے"۔

اس کا اظہار خدا کی اس تنبیہ سے بھی ہوتا ہے جو یرمیاہ نبی کی معرفت بیان کی گئی تھی:

"اور میں ان آدمیوں کو جنہوں نے مجھ سے عہد شکنی کی اور اس عہد کی باتیں جو انہوں نے میرے حضور باندھا ہے پوری نہیں کیں جب بچھڑے کو دو ٹکڑے کیا اور ان دو ٹکڑوں کے درمیان سے ہو کر گذرے۔ یعنی یہوداہ کے اور یروشلیم کے امرا اور خواجہ سرا اور کاہن اور ملک کے سب لوگ جو بچھڑے کے ٹکڑوں کے درمیان سے ہو کر گذرے۔ ہاں میں ان کو ان کے مخالفوں اور جانی دشمنوں کے حوالہ کروں گا اور ان کی لاشیں ہوائی پرندوں اور زمین کے درندوں کی خوراک ہوں گی۔" (یرمیاہ ۳۴: ۱۸۔۲۰)

ابتدائی رسومات کے اندر معاہدے میں شامل ہونے والے شخص کو خونی قربانی کا استعمال کرتے ہوئے پابند کرنے کی رسم ضرور شامل ہوتی ہے جیسے جادوگری سے متعلقہ رسومات میں ہوتا ہے۔ ایسی رسومات میں موت تک کی قسم کھائی جاتی ہے اور یہ عمل اصلی خون سے ادا نہیں کیا جاتا بلکہ علامتی ہوتا ہے: مثال کے طور پر، اپنی بربادی کی لعنتیں بولنا؛ موت کی نشانی جیسے کوئی ڈوری گلے میں لٹکائے پھرنا؛ یا رسومات کی ادائیگی کے دوران علامتی طور پر موت کو گلے لگانا جیسے کہ تابوت میں لیٹ جانا یا دل پر خنجر کا علامتی نشان بنانا۔ (آگے چل کر ہم اس قسم کی ایک رسم کے دینِ اسلام کے ساتھ تعلق پر بھی بات کریں گے۔)

خونی معاہدے جن میں علامتی موت کی رسومات شامل ہوں، شریک ہونے والے فریق یا اس کی آل اولاد پر موت کی لعنت کو جاری کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ یہ روحانی طور پر ایک نہایت خطرناک عمل ہے کیونکہ ایسی رسومات روحانی ظلم کے دروازوں کو کھولتی ہیں۔ پہلے یہ اس شخص کو معاہدے کی شرائط میں جکڑتی ہیں اور پھر اس شخص کے قتل یا ناگہاں موت کے لئے روحانی اجازت نامہ طلب کرتی ہیں تاکہ معاہدے میں شریک لعنتوں کی تکمیل ہو سکے۔

ایک مسیحی خاتون کو، جس کی برادری نے کئی نسلوں تک اسلامی حکومت کے ماتحت زندگی بسر کی تھی، ڈراؤنے خواب آنا شروع ہو گئے جن میں اسے اپنے مرحوم رشتے دار نظر آتے جو اسے اشاروں کنایوں میں عالمِ ارواح میں آنے کی دعوت دیتے تھے۔ اسے اکثر خودکشی کے خیالات بھی ستاتے تھے جن کے پیچھے کوئی معقول وجہ کارفرما نہیں ہوتی تھی۔ جب میں نے اس کے ساتھ بات اور دعا کی تو پتہ چلا کہ پچھلی پشتوں میں بھی اس کے خاندان کے کئی دوسرے لوگ موت کے ڈراؤنے خواب دیکھا کرتے تھے جن کی وجہ سے انھیں بڑی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ لہٰذا میں نے اندازہ لگایا کہ چونکہ اس کے آباواجداد اسلامی تسلط کے ماتحت رہے ہیں اس لئے وہ ذمی معاہدے کی رو سے پہلے ہی ان کے رحم و کرم پر تھے اور موت کا خوف ہمیشہ ان پر منڈلاتا رہتا تھا جو اگلی نسلوں میں بھی منتقل ہوا۔ ان کے ہاں ایک مخصوص رسم بھی پائی جاتی تھی جو اس کے آباءواجداد سے تعلق رکھنے والے تمام مردوں کے لئے ہر سال ادا کرنا ضروری ہوا کرتی تھی جو ذمی معاہدے کی شرائط کے مطابق مسلمانوں کو جزیہ ادا کرنے سے تعلق رکھتی تھی۔ اس رسم کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ ان کی گردنوں کے ایک طرف علامتی وار کیا جاتا تھا جو اس بات کا نشان سمجھا جاتا تھا کہ اگر انھوں نے دینِ اسلام کی اطاعت کے معاہدے کی شرائط کو توڑا تو انھیں جہنم واصل کر دیا جائے گا۔ (ہم چھٹے سبق میں اس رسم پر تفصیلی بحث کریں گے۔) میں نے اس عورت کے ساتھ مل کر اس کے خلاف دعا کی،

موت کی قوت کوڈانٹااور قتل کی اس رسم سے وابستہ موت کی لعنت کو منسوخ کیا۔ان دعاؤں کے بعد اس رسم کا زور ٹوٹ گیااور اس خاتون نے اپنے ڈراؤنے خوابوں اور موت کے خیالات سے خلاصی پائی۔

غیر الٰہی عقائد (جھوٹ)

شیطان ہمارے خلاف جو حربے استعمال کرتا ہے ان میں سے ایک بڑا حربہ ہمارے ذہن میں جھوٹ بھرنا ہے۔جب ہم ان جھوٹوں کو مانتے اور ان کا یقین کرتے ہیں تو پھر وہ انہی جھوٹوں کو ہمارے برخلاف الزام تراشی کرنے، ہمیں الجھانے اور فریب دینے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ یہ کبھی مت بھولیں کہ شیطان ''ایک جھوٹا ہے بلکہ جھوٹوں کا باپ ہے''(یوحنا۸: ۴۴)۔(جنوبی افریقہ سے تعلق رکھنے والی خاتون کی کہانی میں جھوٹ یہ تھا کہ تیری کوئی اوقات نہیں۔)

اب جبکہ ہم یسوع مسیح کی شاگردیت میں آگے بڑھ رہے ہیں تو ہمیں سیکھنا چاہئے کہ ان جھوٹوں کی پہچان کیسے کی جائے جنہیں ہم پہلے سچ مانتے رہے ہیں اور پھر ان سے انکار کیسے کیا جائے۔ یہ جھوٹ یا غیر الٰہی عقائد مختلف طریقوں سے ہماری زندگیوں میں داخل ہوتے ہیں: ہماری باتوں سے، ہمارے خیالوں اور عقیدوں سے، ہماری خود کلامی سے یعنی ان باتوں کے ذریعہ سے جو ہم اپنے آپ سے کرتے یا سوچتے ہیں جب کوئی اَور ہماری بات نہیں سن رہا ہوتا۔ غیر الٰہی عقیدوں کی مثالیں حسبِ ذیل ہیں:

- ''کوئی مجھ سے پیار نہیں کرتا۔''
- ''لوگ نہیں بدل سکتے۔''
- ''میں کبھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔''
- ''میری سرشت میں ہی کوئی نقص ہے۔''
- ''اگر لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ میری اصلیت کیا ہے تو وہ مجھے ٹھکرا دیں گے۔''
- ''خدا مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا''۔

کچھ جھوٹ ہمارے معاشرے اور ثقافت کا اٹوٹ انگ ہوتے ہیں جیسے کہ ''عورتیں کمزور ہوتی ہیں'' یا ''مردوں پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا''۔ میرا تعلق ایک انگریز (اینگلو سیکسن) معاشرے سے ہے اور ہماری ثقافت میں ایک جھوٹ عام تھا کہ مرد کو اپنے جذبات کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔ایک مقولہ ہے کہ ''مرد کو درد نہیں ہوتا''۔لوگ اسے یہ بھی کہتے ہیں، ''مرد میں لچک نہیں ہوتی''۔ مگر یہ سچ نہیں: بعض اوقات اصل مرد کو بھی درد ہوتا ہے!

شاگردیت میں پختگی حاصل کرتے ہوئے، ہمیں ان جھوٹوں کا سامنا اور مقابلہ کرنے کا ہنر سیکھنا چاہئے جو ہمارے معاشرے کا حصہ بن چکے ہیں اور ہمیں ان کی جگہ سچائی کو عام کرنا چاہئے۔

یاد رکھیں: سب سے کامل جھوٹ وہ ہے جو سچ محسوس ہو۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی غیر الٰہی عقیدہ ایسا بھی ہوتا ہے جس کی سچائی کو ہماری عقل تسلیم نہیں کرتی مگر وہ ہمارے دل کو سچا محسوس ہوتا ہے۔

یسوع نے ہمیں سکھایا ہے کہ ''اگر تم میرے کلام پر قائم رہو گے تو حقیقت میں میرے شاگرد ٹھہرو گے۔اور سچائی سے واقف ہو گے تو سچائی تمہیں آزاد کرے گی''(یوحنا۸: ۳۱۔۳۲)۔

روح القدس ہماری مدد کرتا ہے کہ ہم ان جھوٹوں کی بنام شناخت کریں جنہیں ہم سچ مانتے آئے ہیں اور پھر ان سے دستبردار ہوں (۱۔کرنتھیوں ۲: ۱۴۔۱۵)۔جب ہم یسوع کی پیروی میں چلتے ہوئے دنیا کے جھوٹوں کو ٹھکراتے

ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں تو ہماری سوچ بحال اور تبدیل ہوتی جاتی ہے۔ پولس رسول ہمیں بتاتے ہیں کہ ہم کس طرح اپنی عقل کو نیا بنا سکتے ہیں:

"اس جہان کے ہمشکل نہ بنو بلکہ عقل نئی ہو جانے سے اپنی صورت بھی بدلتے جاؤ تاکہ خدا کی نیک اور پسندیدہ اور کامل مرضی تجربہ سے معلوم کرتے رہو" (رومیوں ۱۲: ۲)۔

بری خبر یہ ہے کہ جھوٹ شیطان کو پاؤں جمانے کی جگہ فراہم کرتے ہیں۔ اچھی خبر یہ ہے کہ ہم جھوٹ کا سچائی سے مقابلہ کرتے ہوئے ان جگہوں کا صفایہ کر سکتے ہیں۔ جب ہم سچائی کا امتیاز کرنا سیکھ لیتے ہیں تو پھر ہمارے لئے ہر اُس جھوٹ کو تسلیم، مسترد اور ترک کرنا آسان ہو جاتا ہے جسے ہم پہلے سچ مان چکے تھے۔

اس کتابچے کے اضافی ذرائع کے حصہ میں غیر الٰہی عقائد اور جھوٹوں کا اپنی زندگی سے قلع قمع کرنے کے حوالے سے ایک دعا بھی پیش کی گئی ہے۔

نسلی گناہ اور ان کے باعث نازل ہونے والی لعنتیں

ایک اَور حکمتِ عملی جسے شیطان ہمارے برخلاف استعمال کر سکتا ہے وہ نسلی گناہ ہے یعنی ہمارے باپ دادا کے گناہ۔ ان کے باعث ہم پر ایسی لعنتیں نازل ہو سکتی ہیں جو ہم پر نہایت برا اثر ڈالتی ہیں۔

ہم نے ضرور ایسے خاندان دیکھے ہونگے جہاں ایک مخصوص گناہ یا بری عادت ایک سے دوسری نسل میں منتقل ہوتی ہوئی صاف نظر آتی ہے۔ اس کے حوالے سے میں بھی ایک مقولہ عام ہے کہ "پھل اپنے درخت سے دُور نہیں گرتا"۔ خاندانوں کے اندر روحانی میراث بھی منتقل ہو سکتی ہے جو ان کی آل اولاد پر بھی اثر انداز ہوتی ہے اور شیطان کے لئے ایک دروازہ بھی کھول سکتی ہے۔ روحانی جبر کئی نسلوں کو متاثر کر سکتا ہے جس میں ایک نسل اگلی نسل کو اپنے گناہوں کی زنجیروں میں جکڑ دیتی ہے اور ان کے نتیجے میں نازل ہونے والی لعنتیں بھی ایک سے دوسری نسل میں منتقل ہوتی ہیں۔

کچھ مسیحی لوگ بین النسلی روحانی بندشوں کے نظریئے کو قبول کرنے سے سرِ درست انکار کر دیتے ہیں یا انھیں غیر منطقی قرار دیتے ہیں۔ شاید ان کا یہ خیال ہوتا ہے کہ والدین کے برتاؤ کا اثر بچوں پر پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر باپ جھوٹ بولتا ہے تو اس کے بچے لازماً اس کی نقل کریں گے اور وہ بھی ٹکا ٹکا کر جھوٹ بولیں گے؛ یا اگر کوئی ماں اپنے بچوں کو بد دعائیں دیتی ہیں تو نتیجتاً اس کے بچے ضرور احساسِ کمتری کا شکار رہیں گے۔ یہ ایک نصابی کتابی رویہ ہے۔ مگر ایک روحانی میراث بھی ہوتی ہے جو والدین سے اولاد میں منتقل ہوتی ہے اور یہ اس سے ایک فرق چیز ہے۔

بائبل مقدس کا پورا عالمی نظریہ عہود، لعنتوں اور برکات کے حوالے سے اس نظریئے کا حامی ہے۔ بائبل بتاتی ہے کہ خدا نے کس طرح بنی اسرائیل کے ساتھ ایک بین النسل قبیلے کے طور پر برتاؤ کرتے ہوئے ان کے ساتھ ایک عہد باندھا تھا اور یوں انھیں برکتوں اور لعنتوں کے ایک پورے نظام کا پابند بنا دیا تھا جس کا اطلاق خود ان پر اور ان کی اولاد پر بھی ہوتا تھا یعنی برکتیں ہزارویں پشت تک جاتی تھیں اور لعنتیں تیسری سے چوتھی پشت تک (خروج ۲۰: ۵؛ ۳۴: ۷)۔

چونکہ خدا نے لوگوں کے ساتھ بین النسلی طور پر برتاؤ کیا ہے اس لئے ہمارے لئے اس بات کو سمجھنا قطعاً دشوار نہیں کہ شیطان بھی نسلِ انسانی کے خلاف بین النسلی حقوق کا دعویٰ کرتا پھرتا ہے! یاد رکھیں کہ شیطان "الزام لگانے والا" ہے جو "رات دن خدا کے آگے ان پر الزام لگایا کرتا ہے" (مکاشفہ ۱۲: ۱۰) یعنی ہر چیز کو ہمارے برخلاف استعمال کرتا ہے۔ وہ ہمارے آباء واجداد کے گناہوں کا الزام بھی ہم پر عائد کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔ مثال کے طور پر، آدم اور حوا کے گناہ سے بین النسلی لعنتوں کا ایک ایسا سلسلہ شروع ہوا جس نے ان کی ساری آل اولاد کو اپنی گرفت میں جکڑ رکھا ہے جن میں درد کے ساتھ بچہ جننے (پیدائش ۳: ۱۶)؛ عورت پر مرد کی برتری (پیدائش ۳: ۱۶)؛ اپنے منہ کے پسینے کی روٹی کھانے (پیدائش ۳: ۱۷-۱۸) اور آخرکار موت کے وسیلہ سے خاک میں لوٹ جانے (پیدائش ۳: ۱۹)

کی لعنتیں شامل ہیں۔ یہ ہے "تاریکی کے دَور" کا نظام العمل۔ شیطان اس سے بخوبی واقف ہے اور وہ اسے ہمارے خلاف استعمال کرتا ہے۔

بائبل ان معاملات میں ایک تبدیلی کی پیشن گوئی کرتی ہے کہ ایک وقت آئے گا جب خدا لوگوں سے ان کے باپ داداکے گناہوں کا حساب نہیں لے گااور ہر انسان صرف اپنے ہی کئے کا بدلہ پائے گا:

"تو بھی تم کہتے ہو کہ بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ کیوں نہیں اٹھاتا؟ جب بیٹے نے وہی جو جائز اور روا ہے کیا اور میرے سب آئین کو حفظ کرکے ان پر عمل کیا تو وہ یقیناً زندہ رہے گا۔ جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی۔ بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ۔ صادق کی صداقت اسی کے لئے ہوگی اور شریر کی شرارت شریر کے لئے" (حزقی ایل ۱۸: ۱۹-۲۰)۔

اس اقتباس کو مسیح کے زمانے یعنی یسوع مسیح کی بادشاہی کی بابت بارِ نبوت کے طور پر سمجھنا چاہئے۔ اس کا اشارہ شیطان کی عملداری میں کام کرنے والی "اس تاریک دنیا" کے طریقۂ واردات میں بنیادی تبدیلی پیدا ہونے کی طرف ہر گز نہیں بلکہ یہ ایک مختلف دنیا کے بارے میں وعدہ ہے یعنی وہ دنیا جو خدا کے عزیز بیٹے کی بادشاہی کی آمد کے وسیلہ سے ایک نئے آسمان اور نئی زمین کی شکل میں معرضِ وجود میں آئے گی۔ یہ ایک وعدہ ہے جس کا تعلق صرف اس عہد سے نہیں جس کے تحت خدا ہر انسان کے ساتھ اس کے اپنے گناہوں کے مطابق برتاؤ کرے گا بلکہ اس کا تعلق یسوع مسیح کی موت اور قیامت کے وسیلہ سے جاری ہونے والی قدرت سے بھی ہے جو شیطان کی اس طاقت کو چکنا چور کر ڈالے گی جس کے ذریعے وہ لوگوں کو ان کے والدین اور آباء واجداد کے گناہوں میں جکڑ کر اپنا اسیر اور غلام بناتا ہے۔

چنانچہ اگرچہ یہ بات سچ ہے کہ پرانی شریعت یعنی "گناہ اور موت کی شریعت" کا عہد گناہوں کے ایک نسل سے دوسری نسل پر منتقل ہونے کی بات کرتا تھا مگر مسیح نے پرانی شریعت کو پورا کرکے ہمارے سامنے سے ہٹا دیا ہے جس کے ذریعہ سے شیطان لوگوں کو ان کے والدین کے گناہوں میں جکڑنے کے حق کا دعویٰ کرتا تھا اور اسے اپنی صلیب کے وسیلہ سے کالعدم قرار دے دیا ہے۔ یہ ہے وہ آزادی جس کا دعویٰ دائر کا پورا پورا حق ہر مسیحی کو حاصل ہے۔

تو پھر ہم نسلی لعنتوں سے اپنی آزادی کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہیں؟ اس کا جواب بائبل مقدس میں موجود ہے۔ توریت بیان کرتی ہے کہ اگلی نسلیں اگر اپنے آباء واجداد کے گناہوں کے اثر سے رہائی پانا چاہتی ہیں تو انھیں چاہئے کہ وہ "اپنی اور اپنے باپ دادا کے گناہوں کی اس بدکاری کا اقرار کریں" (احبار ۲۶: ۴۰)۔ خدا فرماتا ہے کہ پھر میں "ان کی خاطر ان کے باپ دادا کے عہد کو یاد کروں گا" تاکہ انھیں اور ان کے ملک کو شفا بخشوں (احبار ۲۶: ۴۵)۔

ہم بھی اسی حکمتِ عملی کو استعمال کر سکتے ہیں۔ ہمیں یہ کرنا ہے کہ:

- اپنے اور اپنے باپ دادا کے گناہوں کا اقرار کریں،
- ان گناہوں کو مسترد اور ترک کریں اور پھر
- ان گناہوں سے پیدا ہونے والی تمام لعنتوں کو توڑیں۔

مسیح کی صلیب کے باعث ہمارے پاس یہ سب کچھ کرنے کا اختیار موجود ہے۔ صلیب میں یہ ہمیں ہر قسم کی لعنت سے آزاد کرنے کی قدرت بدرجہ اتم پائی جاتی ہے: "مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔۔۔" (گلتیوں ۳: ۱۳)۔

اس کتابچے کے آخر پر موجود اضافی ذرائع کے حصے میں نسلی گناہ سے رہائی کے لئے دعا پیش کی گئی ہے۔

اگلے حصوں میں ہم اس اختیار پر غور کریں گے جو ہمیں مسیح میں حاصل ہے اور ہم یہ بھی سیکھیں گے کہ ہم اس اختیار کا اپنے مخصوص حالات پر کس طرح اطلاق کر سکتے ہیں۔ نیز ہم ابلیس کے حربوں پر غالب آنے کے پانچ اقدامات پر بھی بات کریں گے۔

ہمارا شاہی اختیار

مسیح نے خود اپنے شاگردوں کو یہ تعلیم دی تھی کہ تمہارے پاس آسمان اور زمین کے معاملات کو ''بند کرنے'' اور ''کھولنے'' کا اختیار موجود ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ روحانی عالم اور جسمانی دنیا دونوں ہی ایمانداروں کے دائرۂ اختیار میں آتے ہیں:

> ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تم زمین پر باندھو گے وہ آسمان پر بندھے گا اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے وہ آسمان پر کھلے گا'' (متی ۱۸: ۱۸؛ مزید دیکھیں ۱۶: ۱۹)۔

در حقیقت، شیطان پر ہمارے اختیار کے وعدے کا اعلان بائبل کے آغاز پر ہی یعنی پیدائش ۳: ۱۵ میں ہو گیا تھا جہاں خدا نے سانپ سے کہا تھا کہ جو نجات دہندہ عورت کی نسل سے آئے گا وہ ''تیرے سر کو کچلیگا''۔ اس کا ذکر پولس رسول نے بھی کیا تھا: ''اور خدا جو اطمینان کا چشمہ ہے شیطان کو تمہارے پاؤں سے جلد کچلوا دے گا'' (رومیوں ۱۶: ۲۰)۔

جب یسوع نے اپنے شاگردوں کو منادی کے لئے بھیجا تھا، پہلے بارہ کو اور پھر بہتّر کو، تو اس نے انھیں یہ اختیار دیا تھا کہ جا کر سانپوں اور بچھوؤں کو کچلو اور لوگوں کو بدروحوں سے آزاد کراؤ (لوقا ۹: ۱)۔ بعد ازاں، جب شاگرد واپس آئے تو انھوں نے اپنے اختیار کے بارے میں بڑی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے بتایا تھا کہ ''اے خداوند تیرے نام سے بدروحیں بھی ہمارے تابع ہیں''۔ یسوع نے جواب دیا ''میں شیطان کو بجلی کی طرح آسمان سے گرا ہوا دیکھ رہا ہوں'' (لوقا ۱۰: ۱۷۔۱۸)۔

یہ مسیحیوں کے لئے بڑی تسلی اور دلجمعی کی بات ہے کہ ہمارے پاس شیطان کے حربوں پر غالب آنے اور انھیں تباہ کرنے کا اختیار موجود ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمانداروں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ غیر الٰہی معاہدوں اور وعدوں کو توڑیں اور منسوخ کریں کیونکہ مسیح کے خون کا عہد برائی کے مقاصد کے لئے قائم کئے جانے والے ہر معاہدے کو منسوخ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ یہ ایک ایسا وعدہ ہے جس کا ذکر زکریاہ کی کتاب میں بھی مسیح کی بابت پیش کردہ نبوتوں میں بھی موجود ہے:

> ''اور تیری بابت یوں ہے کہ تیرے عہد کے خون کے سبب سے میں تیرے اسیروں کو اندھے کنویں سے نکال لایا۔'' (زکریاہ ۹: ۱۱)

مخصوصیت کا اصول

آزادی کی تلاش کرتے ہوئے لازم ہے کہ ہم چند ایسے مخصوص اقدامات کریں جو غیر الٰہی طور پر کھلے دروازوں اور پاؤں جمانے کی جگہوں کے برخلاف کام کریں۔ عہدِ عتیق مین یہ حکم دیا گیا تھا کہ بتوں اور ان کی پوجا پاٹ کے تمام مقامات کو مکمل طور پر مسمار کر دیا جائے۔ بتوں کی روحانی ملکیت پر قبضہ جمانے کا ایک نمونہ استثنا ۱۲: ۱۔۳ میں پیش کیا گیا ہے جس میں خدا نے اپنے لوگوں کو یہ حکم دیا کہ ہر طرح کے اونچے مقاموں (پوجا پاٹ کی جگہوں)، جادوگری کے مقامات، جادوگری کی چیزوں اور مذبحوں کو یسیرتوں سمیت ڈھا دیا جائے۔

اچھا اور بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے گناہوں کے مخصوص نام لے کر خداوند کے حضور ان کا اقرار کریں۔ اسی طرح جب ہم اپنی روحانی آزادی کا دعویٰ کرتے ہیں تو اس وقت بھی ہمیں مخصوص الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔ اس طرح سے خدا کی سچائی کا نور ہماری زندگی کے ہر اس تاریک گوشے میں چمکے گا جہاں ہمیں معافی حاصل کرنے کی ضرورت درپیش ہو گی۔ جہاں جہاں ہم غیر الٰہی معاہدوں میں داخل ہوئے، ان کو بھی نام بنام اور پوری شرائط اور نتائج سمیت خداوند

کی حضوری میں پیش کرنا از حد ضروری ہے۔ اس کے لئے ہمیں ٹھیک نام لینے کی ضرورت ہو گی۔ عمومی طور پر ضروری ہے کہ شیطان ہمارے خلاف جس جس حربے کو استعمال کرے ہم ان کا نام لے لے کر ان کی طاقت کے اثر کو زائل کرتے جائیں۔

مخصوصیت کے اصول کا اطلاق اس وقت ہوتا ہے جب ہم اپنے آپ کو اُن غیر الٰہی وعدوں سے آزاد کرانے کا انتخاب کرتے ہیں جو ہم نے زبانی کلامی یا عملی طور پر کر رکھے ہیں۔ مثال کے طور پر، ایک ایسا شخص جس نے اپنے آپ کو خونی ذبیحے کے ذریعہ سے خاموشی کی قسم کا پابند بنا رکھا ہے، اسے چاہئے کہ توبہ کرے اور ایسی کسی بھی رسم یا شرع میں شراکت سے انکار کرتے ہوئے اپنی اس قسم کو توڑ ڈالے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص نامعافی سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے یعنی وہ شخص جس نے کہا تھا کہ ”میں جب تک زندہ ہوں فلاں فلاں شخص کو کبھی نہیں معاف کروں گا“، اپنی اس قسم سے توبہ کرے، اپنے اس بیان کو ترک کرے اور اپنے اس قول پر خدا سے معافی کا خواستگار ہو۔ جنسی زیادتی کا شکار ہونے والا شخص جس نے نقصان یا موت کے خطرے کی وجہ سے خاموش رہنے کی قسم کھائی ہو، اسے بھی چاہئے کہ اپنے اس ظلم سے آزادی حاصل کرنے کے لئے اپنی خاموشی کی قسم کو توڑ ڈالے: مثال کے طور پر، ”میں اپنی خاموشی کو ترک کرتا/کرتی ہوں اور اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی کا برملا اعلان و اقرار کرنے کے حق کا دعویٰ کرتا/کرتی ہوں۔“

ایک خاتون جس کا نام سوزین تھا، اس کے کتنے ہی عزیز یکے بعد دیگرے انتقال کر گئے جیسے کہ اس کا والد، اس کی والدہ اور اس کا شوہر وغیرہ۔ اس کے دل میں یہ خوف بیٹھ گیا کہ اگر وہ کسی سے محبت کرے گی تو اسے بھی کھو دے گی لہٰذا اُس نے از خود یہ قسم کھائی کہ ”میں اب دوبارہ کسی سے محبت نہیں کروں گی۔“ اس کے بعد اس کی زندگی نہایت تلخی سے بھر گئی اور وہ دوسروں کے ساتھ نہایت بدسلوکی سے پیش آنے لگی۔ جب بھی کوئی اس کے قریب آنے کی کوشش کرتا تو وہ اسے گالیاں دیتی اور برا بھلا کہتی۔ لیکن جب وہ اسّی سال کے پیٹے میں پہنچی تو اس نے یسوع کو پالیا اور ایک کلیسیا میں شامل ہو گئی۔ یہاں اسے ایک زندہ اُمید ملی اور اس نے اپنی اُس پچاس سالہ قسم کو توڑ ڈالا کہ اب وہ دوبارہ کسی سے محبت نہیں کرے گی۔ اپنے اُس خوف سے آزادی حاصل کرنے کے بعد اس نے کلیسیا کی دوسری خواتین کے ساتھ گہری اور والہانہ رفاقت رکھنا شروع کی۔ اس کی زندگی یکسر بدل گئی کیونکہ اس پر سے شیطان کا قبضہ ٹوٹ چکا تھا۔

آزادی کے پانچ اقدامات

شیطان ہمارے برخلاف جو حربے استعمال کرتا ہے ان کا مقابلہ کرنے اور انھیں تباہ کرنے کے لئے ذیل میں پانچ اقدامات پر مبنی ایک نمونہ پیش کیا گیا ہے۔

۱۔ اقرار اور توبہ کریں

پہلا قدم یہ ہے کہ اپنے ہر گناہ کا اقرار کریں اور اس معاملے سے متعلقہ خدا کی سچائی کا برملا اعلان کریں۔ مثال کے طور پر، اگر آپ کسی غیر الٰہی عقیدے کے پیروکار رہے ہیں تو آپ کو اپنے اس گناہ کا اقرار کرنے کی ضرورت ہے، خدا سے کہیں کہ وہ آپ کا یہ گناہ معاف فرمائے اور پھر اس گناہ سے توبہ کریں۔ آپ اس صورتحال سے متعلقہ الٰہی سچائی کا اعلان بھی کر سکتے ہیں۔

۲۔ ترکِ تعلق کریں

اگلا قدم ہے ترکِ تعلق کرنا۔ اس کا مطلب ہے دنیا کے سامنے اس بات کا اعلان کرنا کہ آج سے آپ ایسی کسی چیز سے نہ کوئی واسطہ رکھیں گے، نہ اس پر ایمان لائیں گے اور نہ ہی اس کی ترقی کے لئے کوئی مدد کریں گے۔ مثال کے طور پر، اگر آپ کسی غیر الٰہی رسم میں شریک ہو چکے ہیں، مگر اب اس رسم سے ترکِ تعلق اختیار کر رہے ہیں تو آپ تمام گزشتہ راہ و رسم اور عہد و پیمان کا انکار کرتے ہوئے اس سے وابستہ تمام تعلقات سے مکمل طور پر دستبردار ہوتے

ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ اس موقع پر ٹھیک نام لے لے کر ترکِ تعلق کرنا ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔

۳۔ زنجیروں کو توڑیں

یہ قدم اٹھاتے وقت اپنے اختیار کو بروئے کار لاتے ہوئے روحانی عالم میں موجود ہر ایک ابلیسی قوت اور تاثیر کے اثر کو توڑ ڈالیں۔ مثال کے طور پر، اگر اس معاملے میں کسی قسم کی کوئی لعنت شامل ہے تو پھر علی الاعلان کہیں، ''میں اس لعنت کو توڑتا ہوں''۔ یسوع کے شاگردوں کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ یسوع کے نام میں ''دشمن کی ساری قدرت پر غالب آؤ'' (لوقا ۱۰:۱۹)۔ نام لے لے کر زنجیروں کو توڑیں۔

۴۔ زندگی سے باہر نکالیں

جب بدروحیں فائدہ اٹھا کر زندگی میں موجود پاؤں رکھنے کی جگہ یا کھلا دروازہ دیکھ کر اندر داخل ہو جاتی ہیں تاکہ اس شخص کا جینا حرام کر ڈالیں تو ایک مرتبہ تمام کھلے دروازوں کو بند کرنے اور پاؤں جمانے کی جگہوں کو ہٹانے، اقرار کرنے، ترکِ تعلق کرنے اور زنجیروں کو توڑنے کے بعد بدروحوں کو زندگی سے نکل جانے کا حکم دیں۔

۵۔ برکت اور معموری چاہیں

آخری قدم یہ ہے کہ اس شخص کے لئے دعا کریں اور برکت چاہیں تاکہ خدا اسے ہر اچھی برکت سے مالا مال کرے جس میں مصیبت کے بدلے آرام کی برکات شامل ہوں۔ مثال کے طور پر، اگر وہ موت کے خوف سے دوچار ہوں تو ان کے لئے زندگی اور دلیری کی برکت چاہیں۔

ان پانچ اقدامات کو ہر قسم کی اسیری سے رہائی پانے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے مگر یہاں ہماری گفتگو کا مرکز دینِ اسلام سے آزادی ہے۔ لہٰذا، اگلے اسباق میں ہم سیکھیں گے کہ ہم اسلام کی بندشوں سے لوگوں کو آزاد کرانے کے عمل پر ان پانچ اقدامات کا کس طرح اطلاق کر سکتے ہیں۔

رہنمائے مطالعہ

دوسرا سبق

ذخیرۂ الفاظ

ترک کرنا	کھلے دروازے	خود کلامی
آزادی	پاؤں دھرنے کی جگہ	سچائی کو جانیں
مسیح	ٹاپوز	روح کے گھاؤ
شیطان	قانونی حقوق	نسلی گناہ
خدا کی بادشاہی	معافی کی صلیب	روحانی میراث
یہ تاریک دَور قسم	بین النسلی	
رومی فتح	خونی معاہدہ	مخصوصیت کا اصول
پاؤں جمانے کی جگہ	جزیہ	

نئے نام

- ریورنڈ جے ایل ہولڈن: ٹرینٹی کالج آکسفورڈ کے ایک پروفیسر (پیدائش ۱۹۲۹ء)
- ریورنڈ جے ایچ برنارڈ: آئرش اینگلیکن بشپ (۱۸۶۰ء تا ۱۹۲۷ء)
- ڈی اے کارسن: عہدِ جدید کے پروفیسر (پیدائش ۱۹۴۶ء)

اس سبق میں سے بائبل کے حوالہ جات

رومیوں ۸:۲۱	مرقس ۱۱:۲۵ـ۲۶
یسعیاہ ۶۱:۱ـ۲	متی ۶:۱۴ـ۱۵
لوقا ۴:۱۸ـ۲۱	۲ـ کرنتھیوں ۲:۱۰ـ۱۱
یوحنا ۱۰:۱۰؛ ۸:۴۴	افسیوں ۴:۳۲
کلسیوں ۱:۱۳	متی ۱۲:۳۶:۳۷
یوحنا ۱۲:۳۱	لوقا ۶:۲۷ـ۲۸
۲ـ کرنتھیوں ۴:۴	متی ۵:۳۴،۳۷
افسیوں ۲:۲	احبار ۵:۴ـ۱۰

ا۔یوحنا۵:۱۹	عبرانیوں ۱۲:۲۲۔۲۴
افسیوں۶:۱۲	پیدائش ۱۵
فلپیوں ۲:۱۵	یرمیاہ ۳۴:۱۸۔۲۰
اعمال ۲۶:۱۸	یوحنا ۸:۳۱۔۳۲
کلسیوں ۱:۱۲۔۱۳	ا۔کرنتھیوں ۲:۱۴۔۱۵
مرقس ۱:۱۵	رومیوں ۱۲:۲
لوقا ۱۰:۱۸	خروج ۲۰:۵؛ ۳۴:۷
کلسیوں ۲:۱۳۔۱۵	مکاشفہ ۱۲:۱۰
افسیوں ۶:۱۸	پیدائش ۳:۱۶۔۱۹
ا۔پطرس ۵:۸	حزقی ایل ۱۸:۱۹۔۲۰
مکاشفہ ۱۲:۱۰	احبار ۲۶:۴۰،۴۵
زبور ۱۰۹:۶۔۷	گلتیوں ۳:۱۳
زکریاہ ۳:۱۔۳	متی ۱۸:۱۸
ایوب ۱:۹۔۱۱	متی ۱۶:۱۹
۲۔کرنتھیوں ۲:۱۱	پیدائش ۳:۱۵
افسیوں ۴:۲۶۔۲۷	رومیوں ۱۶:۲۰
یوحنا ۱۴:۳۰۔۳۱؛ ۵:۱۹	لوقا ۱۰:۱۷۔۱۸
ا۔یوحنا ۱:۷	زکریاہ ۹:۱۱
رومیوں ۵:۹؛ ۴:۷	استثنا ۱۲:۱۔۳

دوسرے سبق کے سوالات

- • تجزیاتی مطالعے پر بحث کیجئے۔

ا۔ جب رضا نے ترکِ اسلام کے حوالے سے ایک دعا کرنے کی کوشش کی تو وہ کیا دیکھ کر حیران رہ گیا تھا؟

۲۔ مگر پھر کسی نہ کسی طرح سے دعا کر لینے کے بعد، رضا کی زندگی میں کیا تبدیلی رونما ہوئی؟

یسوع تعلیم دینا شروع کرتا ہے

۳۔ ہر مسیحی کا پیدائشی حق کیا ہے؟

۴۔ یسوع نے کھلے عام تعلیم دینے کا آغاز کہاں سے کیا تھا؟

۵۔ وہ کون سا وعدہ تھا جس کے بارے میں اس نے کہا تھا کہ میں اسے پورا کرنے آیا ہوں؟

۶۔ یسوع نے لوگوں کو کن کن چیزوں سے آزاد کیا تھا؟

انتخاب کرنے کا وقت

۷۔ ایک قیدی کی جیل کا دروازہ بے قفل چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس صورتحال میں، اگر وہ قیدی اپنی آزادی سے لطف اندازہونا چاہتا ہے تو اسے کیا کرنا چاہئے؟ یہ بات ہمیں روحانی آزادی کے بارے میں کیا سکھاتی ہے؟

شیطان اور اس کی بادشاہت

۸۔ شیطان کے چند نام بتایئے اور ان سے ہم کیا سیکھتے ہیں؟

۹۔ یوحنا ۱۲: ۳۱ اور اس کے ساتھ پیش کردہ متعلقہ آیات کی بنیاد پر بتایئے کہ ڈُوری صاحب کے مطابق وہ کون سی چیز ہے جو شیطان کے اختیار میں تو ہے مگر محدود صورت میں؟

۱۰۔ ڈُوری صاحب نے ہمیں دینِ اسلام کی پڑتال کے حوالے سے کیا سکھایا ہے؟

بڑی منتقلی

۱۱۔ کلسیوں ۱: ۱۲۔۱۳ اور جے ایل ہولڈن صاحب کے مطابق، انسانی فطرت کس قوت کے قبضے میں ہے؟

۱۲۔ اعمال ۲۶:۱۸ کے مطابق، وہ کون سی قوتیں ہیں جن سے لوگوں کو نجات دلائی جاتی ہے، چھڑایا اور منتقل کیا جاتا ہے؟

۱۳۔ پولس رسول کے مطابق، جب خدا ہمیں بچاتا ہے تو پھر ہمارے ساتھ کیا ہوتا ہے؟

۱۴۔ وہ کون سی بات تھی جس کے لئے پولس کلسیوں کے ایمانداروں کو شکر گزاری کرنے کی تاکید کرتا ہے؟

۱۵۔ اپنی مکمل وفاداری کو یسوع مسیح پر منتقل کرنے کے پانچ پہلو کون کون سے ہیں؟

جنگ

۱۶۔ مرقس ۱:۱۵ اور پیش کردہ دیگر آیات کی بنیاد پر، مسیحی لوگ اپنے آپ کو کس قسم کی جنگ میں شامل دیکھتے ہیں؟

۱۷۔ روزمرہ کی کلیسیائی سرگرمیوں میں برائی کی طاقتوں کی شراکت داری کے بارے میں ڈوری صاحب نے کون سے انتباہی الفاظ استعمال کئے ہیں؟

۱۸۔ پولس رسول کے مطابق، اس جنگ کی وہ کون سی بات ہے جو مسیحی ایمانداروں کے لئے یقینی ہے؟

۱۹۔ پولس رسول کس طرح رومی فتح کی مثال کو استعمال کرتے ہوئے صلیب کی فتح کی منظر کشی کرتے ہیں؟

الزام لگانے والا

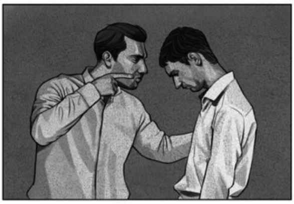

۲۰۔ عبرانی لفظ شیطان سے کیا مراد ہے؟

۲۱۔ شیطانی سرگرمیوں کے حوالے سے بات کرتے ہوئے پطرس اور پولس دونوں رسول، مسیحیوں کو کس بات سے خبردار رہنے کی تلقین کرتے ہیں؟

۲۲۔ شیطان ہم پر کون کون سے الزامات عائد کرتا ہے؟

۲۳۔ ڈُوری صاحب کے مطابق وہ کون سے چھ حربے ہیں جنہیں شیطان ہم پر الزام تراشی کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے؟

۲۴۔ روحانی آزادی کی تلاش کا کلیدی قدم کون سا ہے؟

کھلے دروازے اور پاؤں جمانے کی جگہیں

۲۵۔ ڈُوری صاحب کے مطابق مندرجہ ذیل اصطلاحات کی کیا تعریف ہے:

- کھلا دروازہ
- پاؤں جمانے کی جگہ

۲۶۔ اگر ہم اپنے گناہ کا اقرار کر کے اسے ترک کرنے سے انکار کر دیں تو پھر ہم کون کون سی چیزوں کو شیطان کے سپرد کرتے ہیں؟

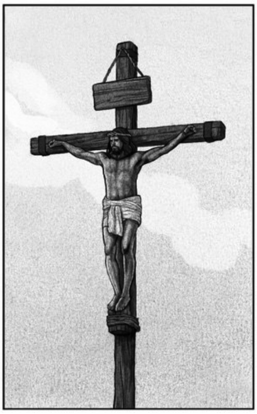

۲۷۔ یسوع کے الفاظ، ''مجھ میں اس کا کچھ نہیں'' سے کیا مراد ہے؟

۲۸۔ یسوع کی زندگی میں شیطان کو دعویٰ دائر کرنے کے لئے کیا چیز نہ مل سکی؟

۲۹۔ یہ بات کیوں اہمیت رکھتی ہے کہ یسوع ایک بے گناہ انسان کی موت مؤا؟

گناہ

۳۰۔ ہمیں کھلے دروازوں اور پاؤں رکھنے کی جگہوں کے ساتھ کیا کرنے کی ضرورت ہے؟

۳۱۔ ہم اپنی زندگی میں سے گناہ کے کھلے دروازے کو کسطرح بند کریں؟

نامعافی

۳۲۔ یسوع کے مطابق، معافی حاصل کرنے کی کیا شرط ہے؟

۳۳۔ ہماری نامعافی کے باعث شیطان کس طرح اپنا داؤ ہم پر چلانے میں کامیاب ہو جاتا ہے؟

۳۴۔ معافی کے تین رُخ کون کون سے ہیں؟

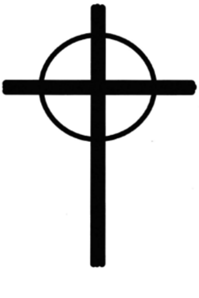

۳۵۔ اگر ہم معاف کرتے ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ بھی ہے اب ہم اس معاملے کو بھول جائیں؟

روح کے گھاؤ

۳۶۔ شیطان روح کے زخموں کو کس طرح ہمارے خلاف استعمال کرتا ہے؟

۳۷۔ جنوبی افریقہ سے تعلق رکھنے والی خاتون نے کس چیز سے شفا پائی اور اسے کیا چیز اپنی زندگی سے ترک کرنے کی ضرورت پڑی؟

۳۸۔ اگر روح کا گھاؤ شیطان کے لئے پاؤں رکھنے کی جگہ بن جائے تو پھر ہمیں کون سے پانچ اقدامات کرنے کی ضرورت ہوتی ہے؟

الفاظ

۳۹۔ متی ۱۲ کے مطابق، آپ کو روزِ عدالت میں کھڑے ہو کر کس بات کا حساب دینا پڑے گا؟

۴۰۔ شیطان کیوں چاہتا ہے کہ ہم قسمیں کھائیں؟

۴۱۔ ہمارے بولے گئے الفاظ کی تباہ کن طاقت کو منسوخ کرنے کی قدرت کس میں پائی جاتی ہے؟

رسمی افعال: خونی معاہدوں سے آزادی

۴۲۔ پیدائش ۱۵ باب میں ابرہام نے خدا کے ساتھ خون کا جو عہد باندھا تھا اس سے آپ کیا مراد لیتے ہیں؟ (مزید دیکھیں یرمیاہ ۳۴: ۱۸-۲۰)

۴۳۔ خونی معاہدے کیوں خطرناک ہوتے ہیں؟

۴۴۔ دینِ اسلام کے تسلط میں رہنے والے مسیحی جبمسلمانوں کو سالانہ جزیہ دینے جاتے ہیں توان کی گردن پر علامتی وار کرنے سے کیا ظاہر کیا جاتا ہے؟

غیر الٰہی عقائد (جھوٹ)

۴۵۔ ہمیں نقصان پہنچانے کے لئے شیطان جن بڑے حربوں کا استعمال کرتا ہے ان میں سے کسی ایک کا ذکر کیجئے۔

۴۶۔ ڈوری صاحب کے مطابق وہ کون سی چیز ہے جو مسیح کے پختہ شاگرد بننے کے لئے ہمیں ضرور عمل میں لانی چاہئے؟

۴۷۔ ڈوری صاحب کے مطابق وہ کون سا جھوٹ ہے جو ہمارے معاشرے کا حصہ بن چکا ہے؟

۴۸۔ ڈوری صاحب کے مطابق، ''کامل ترین جھوٹ'' کون سا ہے؟

۴۹۔ وہ کون سے اعمال اور کس قسم کا ''مقابلہ'' ہے جس کے ذریعے ہم شیطان کے جھوٹوں کا دروازہ اپنی زندگی میں سے بند کر سکتے ہیں؟

نسلی گناہ اور ان کے نتیجے میں نازل ہونے والی لعنتیں

۵۰۔ ڈوری صاحب کے نظریئے مطابق وہ کون کون سی چیزیں ہیں جو ایک سے دوسری نسل میں منتقل ہو سکتی ہیں ، کیا صرف موروثی خصوصیات ہی بچوں میں منتقل ہوتی ہیں

۵۱۔ ڈوری صاحب کی دلیل کے مطابق وہ کون سی چیز ہے جو روحانی جبر کی وضاحت کا مکمل احاطہ نہیں کر سکتی مگر کچھ مخصوص لوگوں کو اس کا سامنا ضرور کرنا پڑتا ہے؟

۵۲۔ خدا نے بنی اسرائیل کے ساتھ ایک مکمل عہد باندھنے کے ذریعہ سے ان کو کس نظام کا پابند بنایا تھا؟ (ملاحظہ کیجئے خروج ۲۰: ۵؛ ۳۴: ۷)

۵۳۔ بین النسلی وارثت کی ایک مثال کے طور پر، آدم اور حوا کے گناہ سے کن کن لعنتوں کا آغاز ہوا؟ (دیکھیں مکاشفہ ۱۲: ۱۰؛ پیدائش ۳: ۱۶۔۱۹)

۵۴۔ حزقی ایل ۱۸ باب میں لکھا ہے کہ بیٹا اپنے باپ کے گناہوں کی سزا نہیں پائے گا، اس بیان پر ڈوری صاحب نے کیا جواب پیش کیا ہے؟

۵۵۔ نسلی گناہ کے اثرات کا خاتمہ کرنے کے لئے کون سے تین اقدامات بروئے کار لائے جا سکتے ہیں؟

ہمارا شاہی اختیار

۵۶۔ پیدائش ۳: ۱۵ میں نسلِ انسانی کے ساتھ کس اختیار کا وعدہ کیا تھا جو متی ۱۸: ۱۸، ۱۶: ۱۹ کے مطابق یسوع نے بھی اپنے شاگردوں کو سونپا تھا تاکہ زکریاہ ۹: ۱۱ کی نبوت پوری ہو جائے؟

مخصوصیت نام لینے کا اصول

۵۷۔ عہدِ عتیق میں بتوں کے حوالے سے جو تعلیمات دی گئی ہیں وہ آج کے روحانی قلعوں کے حوالے سے کس طرح ایک عملی نمونہ پیش کرتی ہیں؟ (دیکھیں استثنا ۱۲: ۱۔۳)

۵۸۔ وہ کون سی چیز ہے جس میں ان ابلیسی معاہدوں کو توڑنے اور منسوخ کرنے کی قدرت پائی جاتی ہے جو ہم نے شاید کسی کے ساتھ رکھے ہیں؟

۵۹۔ ڈُوری صاحب کے مطابق، کھلے دروازوں کو بند کرنے اور پاؤں رکھنے کی جگہوں کو زندگی سے ہٹانے کے لئے ہمیں کون کون سے عملی اقدامات کرنے کی ضرورت ہے؟

۶۰۔ سوزین نے دل ہی دل میں کون سی قسم کھا رکھی تھی؟ اسے اس کے کیا نتائج بھگتنے پڑے؟ اس نے اس قسم سے کیسے رہائی حاصل کی؟

آزادی کے پانچ اقدامات

۶۱۔ آزادی کے پانچ اقدامات کون کون سے ہیں؟ کیا آپ انھیں ذہن نشین کر سکتے ہیں؟

۶۲۔ اپنی آزادی کا دعویٰ کرنے کے لئے ہمیں کون سا اقرار اور اعلان کرنے کی ضرورت ہے؟

۶۳۔ ڈُوری صاحب کے مطابق، ایک مرتبہ آزادی حاصل کر لینے والے شخص کو ہمیں کون سی برکت کی دعا دینی چاہیئے؟

۳

تفہیمِ اسلام

”اور سچائی سے واقف ہو گے اور سچائی تم کو آزاد کرے گی۔“

یوحنا۸: ۳۲

سبق کے اغراض و مقاصد

الف۔ مسلمان بننے کے عمل میں اطاعت کے کردار کو سمجھنا۔

ب۔ ایک مسلمان کے اللہ کی اطاعت اختیار کرنے کے عمل میں شخصیتِ محمدی کے تحکمانہ کردار کو سراہنا۔

ج۔ مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے شرعی قوانین کی پاسداری کی اہمیت کو سمجھنا۔

د۔ دیکھنا کہ 'جیتنے' اور 'ہارنے' کا عمل کس طرح اسلامی عقائد کی صورت گری کرتا ہے۔

ہ۔ قرآنِ مجید کے نقطۂ نظر سے چار قسم کے لوگوں کی وضاحت پیش کرنا۔

و۔ مسیحیوں اور یہودیوں کے حوالے سے حضرت محمد اور قرآنِ کریم کی تعلیمات کو سمجھنا۔

ز۔ مسیحیوں اور یہودیوں کے حوالے سے مسلمانوں کی نماز میں سب سے زیادہ دہرائے جانے والے جملوں کی شناخت کرنا۔

ح۔ شرعی قوانین کے سبب سے پیدا ہونے والے نقصان کو زیرِ غور لانا۔

ط۔ واضح کرنا کہ دھوکہ دہی کی دینِ اسلام میں کیوں اجازت دی گئی ہے

ی۔ مسیحیوں کو ترغیب دینا کہ وہ اپنے آپ کو ایک ایسے ایمان سے متعلقہ معلومات سے بہرہ مند کریں جس کا تحفظ ماہرین کے ذمے ہے۔

ک۔ اسلامی یسوع، عیسیٰؑ اور تاریخ کے حقیقی یسوع کے درمیان فرق بیان کرنا۔

تجزیاتی مطالعہ: آپ کیا کریں گے؟

کافی دعا کے بعد، آپ اور آپ کی چرچ ٹیم روح القدس کی رہنمائی کو محسوس کرتے ہوئے ایک ایسے نئے علاقے میں گھر کی کلیسیا کا آغاز کرتے ہیں جہاں بہت سے مسلمان آباد ہیں۔ کئی مہینوں تک خاندان اور آس پڑوس کے چند لوگوں کے ساتھ مل کر اس گھر کے سربراہ جسے ''سلامتی کا فرزند'' (لوقا ۱۰:۶) کہا گیا ہے، کی طرف سے آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ اس گھر میں پوشیدہ عبادتیں منعقد کرانے کی وجہ سے اسے اور آپ دونوں کو مقامی علاقے کے ناظم نے اپنے دفتر میں پیش ہونے کا حکم دیا ہے۔ جب آپ وہاں پہنچتے ہیں تو وہاں مقامی مسجد کے ایک امام صاحب اور دیگر کئی مسلمان قائدین پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔ آپ ان سے ہاتھ ملاتے ہیں۔ جلد ہی آپ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کی طرف سے آپ پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ آپ ان کے علاقے میں ایک گھر کے اندر چھپ کر ایسی عبادتیں کراتے ہیں جن میں ان کے نبی حضرت محمد کی توہین کی جاتی ہے۔ آپ اور آپ کے میزبان دونوں اس الزام کو سختی سے مسترد کرتے ہیں۔ امام صاحب فرماتے ہیں، ''تم مسیحی لوگ اللہ کو نہیں مانتے اور حضرت محمد کو آخری نبی ماننے سے بھی انکار کرتے ہو۔ تم جہنم میں جاؤ گے۔ اللہ نے مسلمانوں کو افضل قرار دیا ہے اس لئے ہماری تم پر حکومت عین واجب ہے۔ اگر تم لوگ اپنے آپ کو اسلام کے تابع نہیں کرتے ہو تو ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ تم سے جنگ لڑیں حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ بھی جب زمین پر آئیں گے تو تمہارے خلاف جنگ لڑیں گے۔ اسلئے تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ ہمارے علاقے کے کمزور لوگوں کو اپنے گھروں میں بلا بلا کر انھیں اپنے فاسد دین میں شامل کرنے کا یہ سلسلہ روک دو اور یہاں اپنی عبادتیں کرنا بند کر دو۔'' آپ علاقے کے ناظم کے دین کے بارے میں کچھ نہیں جانتے البتہ اب وہ آپ کی طرف دیکھ رہا ہے گویا یہ کہہ رہا ہو کہ اب اس الزام کے جواب میں تم کیا صفائی پیش کرنا چاہو گے۔

تو آپ کیا کہیں گے؟

ان حصوں میں ہم کلمۂ شہادت کا تعارف پیش کریں گے نیز یہ بھی واضح کریں گے کہ حضرت محمد کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے سے اس کا کیا تعلق ہے۔

مسلمان کیسے بنیں

اسلام عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ''اطاعت'' کے ہیں۔ لفظ مسلمان کا مطلب ہے اطاعت گزار۔ یعنی ایسا آدمی جو اللہ کی ذات کے سامنے جھکتا ہے۔

اطاعت کے معنی کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی قرآن میں صورت مالکِ کل کی ہے جو ہر چیز پر اختیار رکھتا ہے۔ اس مالک کے لئے متوقع رویہ اس کے اختیار کے سامنے جھکنا ہے۔

دائرہ اسلام میں داخل ہونے والا شخص اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے طریقوں کی اطاعت کرے گا۔ اس عہد کا اظہار ایک اعتراف کی صورت میں کیا جاتا ہے جسے کلمۂ شہادت کہا جاتا ہے۔ اس اسلامی عقیدے کی رُو سے باآوازِ بلند کچھ اس طرح اقرار کیا جاتا ہے:

أشهد أن لا إلٰه إلا الله
و أشهد أن محمداً رسول الله

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

اگر آپ کلمۂ شہادت کے لئے رضامندی ظاہر کرتے ہیں اور اسے پڑھتے ہیں تو آپ مسلمان ہو جاتے ہیں۔

اگرچہ یہ چند الفاظ ہیں مگر ان کا اطلاق وسیع ہے۔ کلمۂ شہادت کا پڑھنا ایک معاہدے کا اعلان ہے کہ حضرت محمد آپ کی زندگی کے لئے ہادی ہونگے۔ مسلمان ہوتے ہوئے ''ایک تابع فرمان'' یعنی بے مثال حضرت محمد، اللہ کے آخری پیغمبر کے پیچھے چلنے والے۔ جو زندگی کے ہر موڑ پر ان کی رہنمائی مہیا کرتے ہیں۔

حضرت محمد کی رہنمائی دو ذرائع سے ملتی ہے۔ جس سے اسلامی ضابطۂ قانون یکجا منطبق ہوتا ہے۔

- قرآن مجید، اللہ تعالیٰ کی وحی سے حضرت محمد کو عطا ہوا۔
- سنت سے مراد حضرت محمد کی زندگی کا نمونہ ہے جس میں درج ذیل امور شامل ہیں:
  - ان کی تعلیم: یعنی وہ باتیں جو حضرت محمد نے لوگوں کو کرنے کے لئے سکھائیں۔
  - ان کے اعمال: وہ کام یا افعال جو حضرت محمد نے خود کر کے دکھائے۔

حضرت محمد کی زندگی کے نمونے مسلمانوں کے لئے دو صورتوں میں ریکارڈ ہوئے ہیں۔ ایک تو احادیث کا مجموعہ ہے جو ان کے روایتی اقوال ہیں یعنی حضرت محمد کی بتائی ہوئی باتیں جو انہوں نے کیں اور کہیں۔ اور دوسری صورت سیرت النبی ہے۔ جو حضرت محمد کی سوانحِ حیات کے متعلق ہے اور جس میں ان کی زندگی کے حالات بالترتیب دیئے گئے ہیں۔

حضرت محمد کی شخصیت

جو کوئی کلمۂ شہادت سے منسلک ہے اس پر حضرت محمد کے نمونے پر چلنا اور ان کے کردار کی نقل کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ یہ کلمۂ شہادت یعنی حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں کے اعتراف کے بعد ہوتا ہے۔ اس کلمے کو پڑھنے کا مطلب ہے کہ اپنی ساری زندگی کے لئے حضرت محمد کی رہنمائی قبول کرنا۔

قرآنِ کریم میں حضرت محمد کو بہترین نمونہ قرار دیا گیا ہے اور اس نمونے کو ماننا تمام (مسلمانوں) پر فرض ہے۔

''یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے''(ق۳۳:۲۱)۔

''جو اللہ کی اتباعت کرتا ہے وہ اللہ کی فرمانبرداری کرتا ہے''(ق۴:۸۰)۔

''اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو لائق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دے تو انہیں اپنے کام میں اختیار باقی رہے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ صریح گمراہ ہوا'' (ق۳۳:۳۶)۔

قرآن مجید یہ بھی بیان کرتا ہے کہ جو لوگ حضرت محمد کی پیروی کرتے ہیں وہ کامیاب ہونگے اور برکت پائیں گے:

''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہے بس وہی کامیاب ہونے والے ہیں''(ق۲۴:۵۲)۔

''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا فرمانبردار ہو تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا'' (ق۴:۶۹)۔

حضرت محمد کی ہدایات اور مثال کی مخالفت بے ایمانی ہے۔ وہ زندگی میں کامیاب نہ ہو گا اور وہ اگلے جہان میں آتشِ دوزخ میں ہوں گے۔ قرآن میں ایسے مسلمانوں کے لئے یہ لعنت رکھی گئی ہے:

''اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے''(ق۴:۱۱۵)۔

''اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے''(ق۵۹:۷)۔

حتیٰ کہ قرآن یہ بھی حکم دیتا ہے کہ جو کوئی حضرت محمد کو مسترد کرتا ہے اس کے خلاف جنگ کرو:

''ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور نہ اسے حرام جانتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور سچا دین قبول نہیں کرتے ان لوگوں میں سے جو اہلِ کتاب ہیں یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں''(ق۹:۲۹)۔

''۔۔۔ تو مسلمانوں کے دل ثابت رکھو میں کافروں کے دلوں میں دہشت ڈال دوں گا سو گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور پر مارو۔ یہ اس لئے ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کا مخالف ہو تو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے''(ق۸:۱۲۔۱۳)۔

مگر کیا حضرت محمد کا نمونہ قابلِ تقلید ہے؟ حضرت محمد کی زندگی کے کچھ پہلو تو مثبت ہیں۔ دوسرے قابلِ تعریف ہیں۔ اور کئی تو بہت دلفریب بلکہ دلچسپ ہیں مگر کچھ واقعات ایسے ہیں جو اخلاقی اعتبار سے نہایت غلط ہیں۔ بہت سارے بیانات اور واقعات سیرت اور احادیث میں چونکا دینے والے ہیں جن میں قتلِ عام، ایذا رسانی، زنا بالجبر اور عورتوں کے ساتھ ناروا سلوک، باندی بنانا، چوری، دھوکہ دہی اور غیر مسلموں کے خلاف اشتعال انگیزی۔

ایسا مواد جس میں حضرت محمد کی ذات کے چند نمایاں پہلوؤں کو بطورِ ثبوت پیش کیا جائے نہ صرف پریشان کن ہے بلکہ شرعی اعتبار سے تمام مسلمانوں کے لئے ناقابلِ قبول بھی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ نے حضرت محمد کے بہترین نمونے پر چلنے کا حکم دیا ہے۔اس لئے ایسے واقعات ہو سکتے ہیں اور ہوئے بھی ہیں جو مسلمانوں کے لئے معیار کا درجہ رکھتے ہیں۔

القرآن۔ حضرت محمد کی شخصی دستاویز

مشاہداتی مسلمان ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن مجید کا ہر لفظ اللہ کی طرف سے انسانی ہدایت کے لئے الہام ہے جو انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے رسول اللہ حضرت محمد کی معرفت انسانوں تک پہنچا۔ اگر آپ رسول کو قبول کرتے ہیں تو اس کے پیغام کو بھی قبول کرنا آپ پر لازم ہے۔اس لئے کلمۂ شہادت ہر مسلمان کو اس بات کا پابند کرتا ہے کہ وہ قرآنِ کریم پر ایمان لائے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرے۔

قرآن مجید کی تخلیق کے طریقے کو سمجھنے کے لئے اہم بات یہ ہے کہ حضرت محمد اور قرآن کا ایک دوسرے کے ساتھ قریبی تعلق ہے جیسا تعلق بدن اور ریڑھ کی ہڈی میں پایا جاتا ہے۔ سنتِ رسول ایک جسم کی طرح ہے اور قرآن اس کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ان کا ایک دوسرے کے بغیر قائم رہنا ناممکن ہے اور آپ ایک کو دوسرے کے بغیر سمجھ نہیں سکتے۔

اسلامی شریعت۔۔۔ مسلمان ہونے کی "راہ"

حضرت محمد کی تعلیم اور نمونے پر چلنے کے لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ قرآن کریم اور سنتِ رسول کو ملاحظہ کرے۔ تاہم یہ خام مواد بہت پیچیدہ اور مشکل جو زیادہ تر مسلمانوں کی پہنچ سے بعید ہے۔ کہ وہ اسے سمجھ سکیں یا اسے اپنے لئے استعمال کر سکیں۔ اسلامی اوائل صدیوں میں یہ بات مذہبی رہنماؤں پر واضح تھی کہ مسلمانوں کی اکثریت ان ماہرین پر تکیہ کرے جو اس راز کو کھول سکیں اور حضرت محمد کی سنت اور قرآن کو بالترتیب اور زندگی کے بین اصولوں کے مطابق بیان کر سکیں۔اس لئے حضرت محمد کی سنت اور قرآن کی بنیاد پر مسلمان ماہرینِ فقہ اس نتیجے پر پہنچے کہ شریعت کیا ہے یعنی بطورِ مسلمان زندگی گزارنے کے لئے کیا راہ یا راستہ ہے۔

اسلامی شریعت کا یہ حوالہ حضرت محمد کی شریعت سے بھی دیا جا سکتا ہے۔اس لئے کہ یہ حضرت محمد کے نمونے اور تعلیم پر مبنی ہے۔ اصولوں کا یہ نظام زندگی کی کامل راہ کو بیان کرتا ہے جو انفرادی اور معاشرتی دونوں زندگیوں کے لئے کارآمد ہے۔ شریعت کے بغیر اسلام کا کوئی وجود نہیں۔

چونکہ حضرت محمد کی سنت شرعی قوانین کی بنیاد ہے اس لئے ضروری ہے کہ احادیثِ نبوی اور سیرت النبی میں درج تفصیلات کو سمجھنے کے علاوہ ان پر خاص توجہ مرکوز کی جائے۔ حضرت محمد کی ذات سے لاعلمی شریعت سے لاعلمی کے مترادف ہے اسلئے وہ لوگ جو اسلامی شرائط کے تحت زندگی گزارتے ہیں ان کے انسانی حقوق سے ناواقف ہوتے ہیں۔ جو کچھ حضرت محمد نے کیا۔ شرعی قانون مسلمانوں کو اس کا حکم دیتا ہے کہ اس کی تقلید کریں نیز اس سے سب کی زندگیاں خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم متاثر ہوتی ہیں۔ حضرت محمد کی زندگی اور آج کے لوگوں کی زندگیوں میں ہمیشہ براہِ راست نہ بھی ہو لیکن یہ انتہائی زبردست اور اہم رہتا ہے۔

شریعت کے متعلق ایک اور بات قابلِ غور ہے کہ پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قانون کے بالمقابل جنہیں لوگ بناتے ہیں بدلا جا سکتا ہے مگر شریعت کو الٰہی اور باضابطہ حکم سمجھا جاتا ہے۔اس لئے وہ بے عیب اور لا تبدیل ہے۔۔۔ کچھ مقامات پر اس میں لچک ہے۔۔۔ نئے حالات ابھرتے رہتے ہیں اس لئے مسلمان عالمانِ فقہ کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ ایسے جواز اور استدلال وضع کریں جس میں شریعت کا نفاذ ہو۔ مگر یہ حاشیائی مناسبت ہے جسے پہلے سے مخصوص آئیڈیل نظام سمجھا جاتا ہے۔

اِن اگلے حصوں میں ہم اسلام کی اس تعلیم پر غور کریں گے جس کے مطابق مسلمانوں کو ایسے لوگوں کے طور پر پیش کیا گیا ہے جنہوں نے فلاح پائی ہے اس لئے وہ دوسرے لوگوں سے افضل ہیں۔

"آؤ کامیابی کی طرف"

قرآن کے مطابق درست رہنمائی کا نتیجہ کیا ہے؟ وہ جو اللہ کی اتباع میں آتے اور اس کی رہنمائی کو قبول کرتے ہیں تو اس کا متوقع نتیجہ اس زندگی اور آخرت کی کامیابی ہے۔اسلام کی دعوت کامیابی کی دعوت ہے۔

اس کامیابی کی دعوت کا اعلان اذان یا نماز کی دعوت کی صورت میں کیا جاتا ہے جس کو مسلمانوں کے لئے دن میں پانچ مرتبہ دہرایا جاتا ہے۔

اللہ سب سے بڑا ہے! اللہ سب سے بڑا ہے!
اللہ سب سے بڑا ہے! اللہ سب سے بڑا ہے!
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔
میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد اللہ کے رسول ہیں۔
میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمد اللہ کے رسول ہیں۔
آؤ نماز کی طرف۔
آؤ نماز کی طرف۔
آؤ کامیابی کی طرف۔
آؤ کامیابی کی طرف۔
اللہ سب سے بڑا ہے! اللہ سب سے بڑا ہے!
اللہ سب سے بڑا ہے! اللہ سب سے بڑا ہے!
اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

قرانِ مجید کامیابی پر بہت زیادہ زور دیتا ہے۔یہ انسانیت کو جیتنے والوں اور بقیہ میں تقسیم کرتا ہے۔وہ جو اللہ کی راہنمائی کو قبول نہیں کرتے انہیں بار بار نقصان اٹھانے والے کہا گیا ہے۔

"جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا" (ق ۳:۸۵)۔

"اگر تو نے اللہ کے سوا دوسرے (دیوتاؤں) کے ساتھ شراکت کی تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور یقیناً تو زیاں کاروں میں ہو جائیگا" (ق ۳۹:۶۵)۔

اسلام کے کامیابی اور ناکامی کے بیان کا مطلب ہے کہ کئی مسلمانوں کو ان کے مذہب نے یہ تعلیم دی ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیر مسلموں سے افضل سمجھیں اور زیادہ پرہیز گار مسلمانوں کو بتایا جاتا ہے کہ وہ دوسرے غیر پرہیز گار مسلمانوں سے بہتر ہیں۔اس لئے اسلام میں اس قسم کی تفریق معمول کا طرزِ زندگی ہے۔

ایک منقسم دنیا

قرآن کریم اپنے پورے باب میں نہ صرف مسلمانوں کے لئے بہت کچھ کہتا ہے بلکہ دوسرے ایمان کے لوگوں کے لئے بھی بیان کرتا ہے۔اسلامی قانونی اصطلاح لوگوں کی چار مختلف اقسام کا حوالہ دیتی ہے۔

۱۔ صالح مسلمان۔اول اور بر تر قسم صالح مسلمانوں کی ہے۔

۲۔ منافقین۔دوسری قسم کے لوگ منافقین ہیں یعنی جو باغی مسلمان ہیں۔

۳۔ بت پرست۔ حضرت محمد کے ظہور میں آنے سے پہلے عرب میں یہ قسم سب سے زیادہ تھی۔ بت پرستوں کے لئے مشرک کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کا لغوی مطلب ہے ''شریک ٹھہرانے والا''۔ یہ وہ لوگ ہیں جو شرک کا ارتکاب کرتے ہیں یعنی وہ کہتے ہیں کہ اَور بھی کوئی ہستی یا چیز ہے جو اللہ کی ہمسر ہے یا کہ وہ اللہ کی قدرت اور حاکمیت میں دوسرے معبودوں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔

۴۔ اہلِ کتاب۔ وہ لوگ جو مشرکین کے ذیلی زمرے میں آتے ہیں۔ اس ذیلی زمرے میں مسیحی اور یہودی شامل ہیں۔ انہیں لازماً مشرکین سمجھا جاتا ہے کیونکہ قرآن مجید میں نصرانیوں اور یہودیوں دونوں کو شرک کرنے والے لوگ قرار دیا گیا ہے (ق۹: ۳۰۔۳۱؛ ق۳: ۶۴)۔

اہلِ کتاب کا تصور یہ ظاہر کرتا ہے کہ مسیحیت اور یہودیت کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے اور یہ اسلام ہی کی اختراع ہے۔ اسلام کو اصل مذہب سمجھا جاتا ہے جس میں سے مسیحی اور یہودی صدیوں پہلے نکلے تھے۔ قرآن کے مطابق مسیحی اور یہودی ایسے ایمان کی تقلید کرتے ہیں جو دراصل وحدتِ خدا کے ماننے والے تھے۔ دوسرے لفظوں میں یہ اسلام میں ہی تھے۔ لیکن ان کی الہامی کتب بدل گئیں اس لئے وہ معتبر نہیں رہیں۔ اس صورت میں یہودیت اور مسیحیت اسلام کی ہی بگڑی ہوئی شکلیں سمجھی جاتی ہیں جن کے ماننے والے صراطِ مستقیم سے گمراہ ہو چکے ہیں۔

قرآن میں مسیحیوں اور یہودیوں کے لئے مثبت اور منفی دونوں قسم کے بیانات موجود ہیں۔ مثبت پیرائے میں یہ کہ کچھ مسیحی اور یہودی وفادار ہیں اور سچائی پر ایمان رکھتے ہیں (ق۳: ۱۱۳۔ ۱۱۴)۔ تاہم اسی باب میں یہ بھی آیا ہے کہ ان کے خلوصِ نیت کی کسوٹی یہ ہے کہ وہ ان میں سے جو مخلص ہیں وہ مسلمان ہو جائیں گے (ق۳: ۱۹۹)۔

دینِ اسلام کے مطابق، مسیحی اور یہودی اس وقت تک اپنی جہالت سے آزاد نہ ہو سکے جب تک حضرت محمد قرآن لے کر ان پاس نہ آئے (ق۹۸: ۱)۔ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ حضرت محمد مسیحیوں اور یہودیوں کے لئے اللہ کا تحفہ ہیں تاکہ ان کی غلط فہمیوں کا ازالہ کرے۔ لٰہذا انہیں چاہئے کہ وہ حضرت محمد کو اللہ کا رسول اور قرآن مجید کو آخری الہامی کتاب مانیں (ق۴: ۴۷؛ ق۵: ۱۵؛ ق۷۵: ۲۸۔۲۹)۔

ذیل میں وہ چار دعوے درج ہیں جو قرآن کریم اور سنتِ نبوی میں غیر مسلموں اور خاص طور پر مسیحیوں اور یہودیوں کے حوالے سے بیان کئے گئے ہیں:

ا۔ مسلمان ''بہترین امت'' اور دوسروں سے افضل ہیں۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کو غلط اور صحیح کے بارے میں ہدایت کریں اور انہیں درست کام کرنے کا حکم دیں اور غلط کام کرنے سے روکیں (ق۳: ۱۱۰)۔

۲۔ دینِ اسلام کا ہدف دوسرے تمام مذاہب پر حکمرانی کرنا ہے (ق۴۸: ۲۸)۔

۳۔ سرفرازی پانے کے لئے مسلمانوں کو مسیحیوں اور یہودیوں (اہلِ کتاب) کے خلاف اس وقت تک لڑنا ہوگا جب تک انھیں مغلوب اور مطیع نہیں کر لیتے تاکہ انھیں مجبور کر سکیں کہ وہ مسلمان بھائیوں کو جزیہ ادا کریں (ق۹: ۲۹)۔

۴۔ وہ مسیحی اور یہودی جو اپنے شرک سے وابستہ رہتے ہیں اور حضرت محمد اور ان کے نظریۂ واحدانیت پر ایمان نہیں لاتے یعنی جو اسلام قبول نہیں کرتے، وہ دوزخ میں جائیں گے (ق۵: ۷۲؛ ق۴: ۴۷۔ ۵۶)۔

اگرچہ یہودی اور مسیحی ایک ساتھ اہلِ کتاب کی قسم میں مانے جاتے ہیں مگر یہودی زیادہ بُرے سمجھتے جاتے ہیں۔ قرآن اور سنت میں متعدد مقامات پر ان کے برخلاف بہت سے الہیاتی دعوے پیش کئے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر

حضرت محمدؐ نے سکھایا کہ آخرت میں پتھر یہودیوں کے قتل کے لئے مسلمانوں کی مدد کو پکاریں گے نیز قرآن میں یہ بھی آیا ہے کہ مسیحی لوگ ''محبت میں مسلمانوں کے قریب ہوں گے''، مگر یہودی (اور بت پرست لوگ) مسلمانوں کے بدترین دشمن ہوں گے (ق ۵: ۸۲)۔

تاہم آخر پر، قرآن کا حتمی فیصلہ مسیحیوں اور یہودیوں دونوں کے لئے ایک جیسا منفی تاثر پیش کرتا ہے۔ ہر مومن مسلمان اپنی روزمرہ کی نمازوں میں اس سزا کا برملا اعلان بھی کرتا ہے۔

یہودیوں اور مسیحیوں کا مسلمانوں کی روزمرہ کی نمازوں میں ذکر

قرآن مجید کا ایک مشہور باب (سورۃ) الفاتحہ ہے جس کا ترجمہ ہے ''آغاز''۔ یہ سورۃ روزانہ کی سب فرض نمازوں یعنی صلوۃ کا حصہ ہوتی ہے اور ہر نماز میں اس کی قرأت کی جاتی ہے۔ ہر وفادار مسلمان جو تمام نمازیں ادا کرتا ہے وہ اس سورۃ کو دن میں سترہ بار اور سال میں پانچ ہزار مرتبہ پڑھتا ہے۔

الفاتحہ رہنمائی کے لئے دعا ہے:

> شروع اللہ کے نام سے
> جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔
> سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔
> نہایت مہربان بہت رحم فرمانے والا ہے۔
> روزِ جزا کا مالک ہے۔
> ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں
> اور ہم تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔
> ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔
> ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا۔
> ان لوگوں کا نہیں جن پر غضب کیا گیا ہے
> اور نہ گمراہوں کا۔ (ق ۱: ۱-۷)

یہ وہ دعا ہے جس میں اللہ سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ مومنوں کی ''سیدھی راہ'' پر رہنمائی کرے۔ یہ سیدھی راہ ہی اسلام کے پیغام کا مرکزی مضمون اور روحِ رواں ہے۔

لیکن وہ کون ہیں جنہوں نے اللہ کا غضب کمایا ہے یا جو سیدھی راہ سے بھٹک گئے ہیں؟ وہ کون لوگ ہیں جو مسلمانوں کی ہر روز کی نماز میں مسلمانوں کی زندگی بھر سینکڑوں اور ہزاروں بار رسوا سمجھتے جاتے ہیں؟ حضرت محمدؐ نے اس سورۃ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ''وہ لوگ جنہوں نے غضب کمایا ہے وہ یہودی ہیں اور جو گمراہ ہو گئے ہیں وہ مسیحی ہیں''۔

یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اسلام میں ہر مسلمان کی روزانہ کی نماز میں مسیحیوں اور یہودیوں کے مسترد کرنے میں اللہ کے غضب سے متعلق غلط رہنمائی کی گئی ہے۔

اس اگلے حصے میں ہم اسلامی شریعت کے نتیجے میں پیدا ہونے والے نقصان کا جائزہ لیں گے۔ جس کا حتمی سبب حضرت محمدؐ کا نمونہ اور تعلیم ہے۔

شریعت سے متعلقہ مسائل

جب کسی ملک میں طویل عرصہ تک قائم رہنے کے بعد دینِ اسلام وہاں اپنی جڑیں پیوست کر لیتا ہے تو پھر وہاں کی معاشرتی ثقافت کو شرعی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی تگ و دو شروع ہو جاتی ہے۔ اس عمل کو "اسلامی نظام کا نفاذ" کہا جاتا ہے۔ چونکہ حضرت محمد کی زندگی اور تعلیم میں بہت سے عیب اور سقم پائے جاتے تھے اس لئے اسلامی شریعت کے ذریعے بہت سی ناانصافیوں اور سماجی مسائل کے لئے بھی راہ ہموار ہو جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دینِ اسلام اگرچہ کامیابی کا وعدہ کرتا ہے مگر اس کا شرعی نظام معاشرے میں لوگوں کے لئے بہت سی مشکلات کا باعث بھی بنتا ہے۔ اگر ہم آج کی دنیا پر نظر دوڑائیں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ بہت سے اسلامی ملکوں کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے اور وہ نہایت غیر ترقی پذیر ممالک کی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں جہاں اسلامی تسلط کی وجہ سے انسانی حقوق کی پامالی سے متعلقہ مسائل کا ایک انبار دکھائی دیتا ہے۔

شرعی نظام کی وجہ سے پیدا ہونے والی چند ناانصافیاں اور مسائل حسبِ ذیل ہیں:

- مسلمان معاشروں میں عورتوں کو کمتر درجہ دیا جاتا ہے اور انھیں اسلامی قانون کی وجہ سے کئی قسم کی بدسلوکیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کی ایک مثال پر ہم بھی غور کریں گے: امینالاول کا مقدمہ
- اسلامی نظریۂ جہاد بھی دنیا بھر کے کروڑوں مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے ایک بہت بڑے خطرے، جنگ و جدل اور نقصان کا باعث بنا ہوا ہے۔
- کچھ جرائم کے لئے مجوزہ شرعی سزائیں نہایت ظالمانہ اور حد سے زیادہ جابرانہ نظام پر قائم ہیں جیسے کہ چوری کرنے والا ہاتھ کاٹ ڈالنا اور اسلام کو ترک کرنے والے مرتدوں کو جان سے مار ڈالنا۔
- شریعت آج تک انسانوں کو نیک بنانے میں ناکام رہی ہے۔ جب بھی کہیں اسلامی انقلابوں کے ذریعے ملکوں پر قبضہ کیا گیا ہے اور بنیاد پرست مسلمانوں نے وہاں کی حکومتی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں سنبھالی ہے وہاں بدعنوانی کم ہونے کی بجائے ہمیشہ پہلے سے زیادہ بڑھی ہے۔ ایران کی حالیہ تاریخ اس کی ایک مثال ہے: ۱۹۷۸ء میں جب ایران میں اسلامی انقلاب آیا تو شاہ کا تختہ الٹ دیا گیا اور مسلمان علماء نے حکومت پر قبضہ کر لیا مگر اپنے وعدوں کے برعکس انھوں نے صرف بدعنوانی کو فروغ دیا۔
- حضرت محمد نے مسلمانوں کو مخصوص حالات کے پیشِ نظر جھوٹ بولنے اور جھوٹ کو فروغ دینے کی اجازت بھی دی۔ ہم اس کے نتائج پر آگے چل کر بحث کریں گے۔
- اسلامی تعلیمات کی وجہ سے اسلامی معاشروں میں غیر مسلموں کے ساتھ تعصبانہ رویہ روا رکھا جاتا ہے۔ آج دنیا میں مسیحیوں پر سب سے زیادہ ایذا رسانی مسلمانوں کی طرف سے کی جا رہی ہے۔

امینالاول (Amina Lawal) کا مقدمہ

اب ہم ایک مسلمان خاتون کی مثال پر غور کریں گے جس کی زندگی اسلامی شریعت کی وجہ سے خطرے میں پڑی۔ ۱۹۹۹ء میں نائیجیریا کے شمالی علاقہ جات کی مسلمان اکثریتی ریاستوں میں شرعی عدالتوں کا نظام متعارف کرایا گیا۔ تین سال بعد یعنی ۲۰۰۲ء میں امینالاول کو ایک شرعی عدالت کی طرف سے سنگسار کرنے کی سزا سنائی گئی کیونکہ طلاق یافتہ ہونے کے باوجود اس نے ایک بچے کو جنم دیا تھا۔ اس نے بچے کے باپ کا نام بھی بتایا مگر ڈی این اے ٹیسٹ کے بغیر عدالت حقیقی والد کی شناخت نہ کر پائی جس کی بنا پر اس مرد کو باعزت بری کر دیا گیا۔ صرف عورت پر زناکاری کا فتویٰ لگا کر سنگسار کر دینے کی سزا سنادی گئی۔

شرعی منصف نے ملزمہ امینا کے حق میں صرف اتنا فیصلہ دیا کہ جب تک بچے کے دودھ نہیں چھڑایا جاتا تب تک اسے سنگسار نہ کیا جائے۔ اس سزا کا حکم اور اطلاق خود حضرت محمد کے نمونہ پر کیا گیا جس نے اپنے دور میں اسی طرح

زنا کا ارتکاب اور اقرار کرنے والی عورت کو جان سے مار ڈالنے کا حکم دیا تھا مگر اس سے پیدا ہونے والے بچے کا دودھ چھڑانے اور بچے کے سخت غذا کھانے کے قابل ہونے تک اس سزا کو ملتوی کر دیا گیا تھا۔

شرعی قانون کے تحت کسی کو سنگسار کرنے کا حکم کئی وجوہات کی بنا پر غلط ہے:

- یہ نہایت زیادتی ہے۔
- یہ ظالمانہ اقدام ہے: کسی کو پتھر مار مار کر مار ڈالنا نہایت قبیح عمل ہے۔
- یہ سزا پتھر مارنے والے مردوں کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔
- اس سے تعصب کی بو آتی ہے کیونکہ اس میں ہدف صرف حاملہ ہو جانے والی عورت بنتی ہے جبکہ اسے حاملہ کرنے والا مرد بری الذمہ ٹھہرتا ہے۔
- اس طرح وہ چھوٹا بچہ اپنی ماں کے بغیر یتیم ہو جاتا ہے۔
- اس میں اس امکان کا نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ ہو سکتا ہے اس عورت کے اجتماعی زیادتی کی گئی ہو۔

امینا کا مقدمہ منظرِ عام پر آتے ہی ساری دنیا میں غم وغصے کی لہر دوڑ گئی۔ سب لوگوں کی طرف سے کم و بیش دس لاکھ احتجاجی خطوط نائیجیرین سفارت خانوں کو لکھے گئے۔ یہ امینا کی خوش بختی تھی کہ عدالت میں اپیل دائر ہو جانے کے باعث اس کی سزا معطل کر دی گئی۔ شرعی عدالت سے امینا کی سزا معطل ہونے کے بعد اس اسلامی قانون کو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا گیا جس کے باعث زناکاری کی سزا سنگساری نافذ کی گئی تھی۔ بلکہ دوسری وجوہات پیش کی گئیں مثال کے طور پر اپیل منظور کرنے والی وعدالت نے یہ حکم جاری کیا کہ امینا کو سزا دینے کا فیصلہ ایک جج کی بجائے تین ججوں پر مشتمل بینچ کی طرف سے جاری کیا جانا چاہئے تھا۔

جائز دھوکہ دہی

اسلامی شریعت کی تعلیم کا ایک مشکل پہلو اور بھی ہے جو جھوٹ اور دھوکہ دہی سے تعلق رکھتا ہے۔ حالانکہ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ اسلام میں جھوٹ کو ایک سنگین گناہ سمجھا جاتا ہے مگر اسلامی اربابِ اختیار کے مطابق، کچھ مخصوص حالات میں جھوٹ بولنے کی اجازت ہے یا جھوٹ بولنا لازم ہے اور اس تعلیم کی بنیاد حضرت محمد کے نمونہ پر قائم ہے۔

کچھ مخصوص حالات ایسے بھی ہیں جہاں مسلمانوں کو حسبِ ضرورت جھوٹ بولنے کی عام اجازت ہے۔ مثلاً صحیح بخاری کے مجموعۂ احادیث کا ایک باب ایسا بھی ہے جس میں یہ سرخی لگائی گئی ہے کہ ''لوگوں کی صلح کرانے کے مقصد سے جھوٹ بولنا کوئی گناہ نہیں''۔ حضرت محمد کے اس مثالی پہلو کے مطابق حالات کی نزاکت کے پیشِ نظر لوگوں میں صلح کرانے کی غرض سے جس کا اثر مثبت ہوگا، جھوٹی بات کہنے کی اجازت ہے۔

ایک اور موقعہ پر مسلمانوں کو جائز جھوٹ بولنے کی عام اجازت ہے اور وہ ہے جب وہ غیر مسلموں کے نرغے میں ہوں (ق ۳:۲۸)۔ اسی آیت سے ''تقیہ'' کا تصور بھی لیا جاتا ہے جس میں مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لئے دھوکے کو عمل میں لایا جاتا ہے۔ مسلمان علما کی متفقہ رائے ہے کہ جب مسلمان غیر مسلموں کے سیاسی اقتدار میں رہتے ہوں تو انہیں غیر مسلموں سے محفوظ رہنے کی خاطر دوستی اور مہربانی دکھانے کی اجازت ہے۔ مگر وہ اپنے ایمان پر سختی سے قائم رہیں مگر دلوں میں (دشمنی) رکھیں۔ اس عقیدے کا ایک عملی پہلو یہ ہے کہ پکے مسلمانوں کا دوستانہ برتاؤ دیکھ کر غیر مسلموں کے جابرانہ برتاؤ میں نمایاں کمی دیکھنے میں آئے، ان کے عقائد کو پنپنے کی جگہ ملے اور وہ سیاسی طور پر اپنا اثر ورسوخ بڑھا سکیں۔

چند مخصوص حالات جن میں شرعی قانون مسلمانوں کو جھوٹ بولنے کی اجازت دیتا ہے حسبِ ذیل ہیں: جہاں خاوند اور بیوی کے درمیان ازدواجی توازن برقرار رکھنا مقصود ہو، جب کسی جھگڑے کو حل کرنے کے لئے اگر سچ

بیان کیا جائے تو خود ہی قصور وار ٹھہرنے کا احتمال ہو یا جب کسی نے کسی مصلحت کے پیش نظر کوئی راز آپ کے سپرد کیا ہو اور جنگ کے دوران۔ عمومی طور پر دینِ اسلام اخلاقی بہبودی کے لئے جھوٹ بولنے کی اجازت دیتا ہے جس میں توجیح درست ثابت ہوتی ہے۔

کچھ مسلم علما مختلف قسم کے جھوٹوں کے درمیان بہتر اقسام کے جھوٹوں میں فرق بیان کرتے ہیں مثال کے طور پر کسی بات کے لئے سفید جھوٹ بولنے کی بجائے غیر مبہم تاثر دینا۔ اپنے مفاد کے لئے جھوٹ بولنا، سچ بولنے کی تعلیم اور انسانی معاشرے کے لئے نہایت مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس سے اعتماد ٹوٹ جاتا ہے اور پریشانی بڑھتی ہے۔ اس سے گھریلو اور سیاسی ثقافت کو نقصان پہنچتا ہے۔ اگر خاوند اپنی بیوی سے تضادات کو بہتر کرنے کے لئے عادتاً جھوٹ بولتا رہے گا تو اس سے ان کے درمیان اعتماد کو زک پہنچے گی۔ معاشرتی معیار سے ایسی ثقافت جس میں دھوکے کو جائز سمجھا جائے اس کا نتیجہ اعتماد کے ٹوٹنے کی صورت میں نکلے گا۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کاروبار کرنا مہنگا پڑے گا۔ چپقلش بڑھتی جائیگی اور صلح کرنی مشکل ہو جائے گی۔

جب کوئی شخص اسلام کو خیر باد کہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ خاص طور پر حضرت محمد کے اس نمونے کو اپنی زندگی سے یکسر ترک کرے۔ ہم سبق نمبر ے میں دوبارہ اس موضوع پر بات کریں گے۔

ذرا خود سوچیں

جس طرح اسلام میں علم کو ترتیب دیا جاتا ہے بلکہ اسکی حفاظت کی جاتی ہے۔ اس سے یہ جاننا مشکل ہو جاتا ہے کہ خاص موضوعات کے بارے میں اسلام حقیقتاً کیا سکھاتا ہے۔ جھوٹ بولنے کی روایت اس مسئلے کو مزید گھمبیر بنا دیتی ہے۔

اسلام کے ابتدائی مواخذ طویل اور پیچیدہ ہیں اور قرآن کے متنی مواخذ سے شریعت کی حکمرانی کے عمل کو سمجھنا نہایت مہارت کا کام ہے جس کے لئے طویل مدتی تربیت چاہیئے جس کو زیادہ تر مسلمان حاصل نہیں کر سکتے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ عملی اعتبار سے مسلمانوں کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ ایمان کے معاملات کی رہنمائی میں اپنے عالمِ دین پر بھروسہ کریں۔ بلاشبہ اسلامی فلسفۂ قانون مسلمانوں کے لئے یہ ہدایت صادر کرتا ہے کہ ایمان کے بارے میں کسی ایسے شخص سے جانیں اور اس کی اتباعت کریں جو اُن سے زیادہ علم رکھتا ہو اور اس آدمی کی پیروی کریں۔ اگر مسلمانوں کو شرعی قانون کے متعلق سوال کرنا ہے تو انہیں ایسے آدمی سے پوچھنا ہوگا جو اس میں ماہر ہو۔

اسلامی مذہبی علم میں جس طرح موجودہ صدیوں میں بائبل مقدس کی طرح طریقۂ جمہوریت نہیں۔ اسلام میں بعض چیزوں پر جن کو بیان کرنے کی ضرورت نہ ہو ان پر تبادلۂ خیال نہیں کیا جاتا۔ یا جن میں اسلام کے لئے برا تاثر پایا جائے۔ اسلام سے متعلقہ معلومات ضرورت کی بنیاد پر بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ بہت سے مسلمان ایسے موجود ہیں جنہیں ان کے اسلامی معلمین کی جانب سے یہ کہہ کر ڈانٹ دیا گیا کہ ''تمہارا سوال ہی غلط ہے''۔

کوئی بھی ایسے دعوؤں سے خود کو خائف نہ کرے جو اسلام، قرآن یا حضرت محمد کی سنت کے متعلق اپنی رائے دینے کا استحقاق نہیں رکھتے۔ اس زمانے میں جبکہ ابتدائی مواخذاتی متن ان مضامین پر آسانی سے دستیاب ہیں اس لئے ہر ایک مسیحی، یہودی، لادین یا مسلمان اسے جاننے کے لئے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان معاملات پر اپنا نظریہ بیان کرے۔ کوئی بھی یا ہر ایک جو اسلام سے متاثر ہو حق رکھتا ہے کہ خود سمجھے اور اس کے متعلق اپنی رائے قائم کرے۔

ان اگلے حصوں میں ہم یسوع کے حوالے سے اسلامی نظریات پر بحث کریں گے اور پوری تفصیل کے ساتھ دیکھیں گے کہ اسلامی یسوع نسلِ انسانی کو حقیقی آزادی دلانے سے قاصر نظر آتا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ، ایک اسلامی پیغمبر

مومنین کو ایک اہم سوال پر ضرور فیصلہ کرنا چاہیئے: کیا وہ یسوع ناصری کی پیروی کریں گے یا محمد مکی کی پیروی کریں گے؟ یہ ایک نہایت اہم فیصلہ ہے جس کے نتائج افراد اور اقوام کے لئے کافی بھاری ہو سکتے ہیں۔

یہ بات عام ہے کہ مسلمان یسوع کو بھی محمد کی طرح اللہ کا پیغمبر مانتے ہیں جسے وہ ''حضرت عیسیٰ'' کا نام دیتے ہیں۔ دینِ اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ یسوع کی پیدائش معجزانہ طور پر کنواری مریم سے ہوئی جس کی بنا پر اسے اکثر ''ابنِ مریم''، یعنی مریم کا بیٹا کہا گیا ہے۔ قرآنِ کریم میں یسوع کو عیسیٰ المسیح یعنی ''مسیح'' بھی کہا گیا ہے مگر اس لقب کا کوئی بھی مطلب واضح نہیں کیا گیا۔

قرآن میں یسوع کا بطورِ عیسیٰ بیس مرتبہ ذکر آیا ہے جبکہ اس کے برعکس حضرت محمد کا ذکر صرف چار مرتبہ آیا ہے نیز قرآن میں یسوع کے دیگر القابات یا خطابات کی تعداد ۹۳ ہے۔

دینِ اسلام میں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ ماضی میں اللہ نے حضرت محمد سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر مبعوث فرمائے تھے۔ مگر قرآن اس بات پر زور دیتا ہے کہ عیسیٰ سمیت وہ تمام انبیاء محض انسان تھے۔

قرآن یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ سابقہ تمام پیغمبر بھی وہی پیغام لے کر آئے تھے جو پیغام حضرت محمد لائے: یعنی اسلام کا پیغام۔ مثال کے طور پر، اس کا دعویٰ ہے کہ لڑنے اور مارنے کا حکم اور اس کے بعد جنت جہاد میں شہید ہونے والوں کے ساتھ جنت کا وعدہ ماضی میں یسوع اور موسیٰ دونوں کے ساتھ بھی کیا گیا تھا(ق۹: ۱۱۱)اور بعد میں یہی حکم اور وعدہ حضرت محمد کے ذریعہ سے بھی جاری ہوا۔ یہ سچ ہے کہ حقیقی یسوع ناصری نے کبھی اس قسم کا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔

قرآن میں، عیسیٰ کے شاگردوں نے اعلانیہ کہا تھا کہ ''ہم مسلمان ہیں'' (ق۳: ۵۲؛ مزید دیکھیں ق۵: ۱۱۱)اور قرآن بیان کرتا ہے کہ ابرہام بھی یہودی تھے نہ مسیحی بلکہ مسلمان تھے (ق۳: ۶۷)۔ بائبل کے دیگر کئی کرداروں کے بارے میں قرآن میں لکھا ہے کہ وہ دین اسلام کے انبیا تھے جن میں ابرہام، اضحاق، یعقوب، اسمٰعیل، موسیٰ، ہارون، داؤد، سلیمان، ایوب، یوناہ اور یوحنا اصطباغی شامل ہیں۔

اسلام اس بات کی ضرور اجازت دیتا ہے کہ جو مبینہ شریعت ''انبیائے اسلام'' کے وسیلہ سے دنیا میں آئی وہ حضرت محمد کی شریعت جیسی ہرگز نہیں تھی۔ تاہم اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ پہلی شریعتیں حضرت محمد کی آمد پر منسوخ اور تبدیل ہو گئی تھیں لہٰذا جب یسوع دوبارہ آئے گا تو وہ حضرت محمد کی شریعت کے مطابق حکومت کرے گا:

> ''چونکہ پچھلے تمام انبیاء کی شریعتیں حضرت محمد کی رسالت کے ظہور کے ساتھ ہی منسوخ ہو چکی ہیں اس لئے یسوع المسیح اسلامی شریعت کے مطابق عدالت کرے گا'' (صحیح مسلم۔ جلد دوم۔ صفحہ ۱۱۱، حدیث نمبر ۲۸۸)۔

قرآن یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو بھی اللہ کی طرف سے ایک کتاب دی گئی تھی جس کا نام ''انجیل'' تھا جیسے حضرت محمد پر قرآن مجید نازل کیا گیا تھا۔ انجیل کے بارے میں اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ اس کی تعلیمات بھی قرآن سے ملتی جلتی تھیں مگر انجیل کا اصل متن کہیں کھو گیا ہے۔ مسلمان یہ ایمان رکھتے ہیں کہ بائبل کی اناجیل صرف تبدیل شدہ مواد پر مبنی ہیں اور ان میں اصل انجیل کے متن کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے۔

تاہم، یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اللہ نے حضرت محمد کو اپنا حتمی اور قطعی کلام دے کر اس دنیا میں بھیجا تھا۔

بنیادی طور پر اسلام کی تعلیم اور بیشتر مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر آج یسوع زندہ ہوتے تو وہ مسیحیوں سے بھی یہی کہتے کہ ''حضرت محمد کی پیروی کرو!'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ جاننا چاہے کہ حضرت عیسیٰ نے کیا تعلیم دی تھی اور پھر اس کے بعد وہ عیسیٰ کی پیروی کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے لازم ہے کہ وہ حضرت محمد کی پیروی

اختیار کرتے ہوئے دینِ اسلام کی اطاعت کرے: قرآن بیان کرتا ہے کہ ہر سچا مسیحی یا ہر سچا یہودی بالآخر اس بات پر ایمان لائے گا کہ حضرت محمد ہی اللہ کے سچے رسول ہیں (ق۳:۱۹۹)۔

قرآن میں مسیحیوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ یسوع کو "خدا کا بیٹا" نہ کہیں یا اسے خدا نہ مانیں۔ اس بات پر خاص زور دیا گیا ہے کہ عیسیٰ محض ایک انسان (ق۳:۵۹) اور اللہ کے غلام تھے (ق۱۹:۳۰)۔

دینِ اسلام یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ دنیا کا خاتمہ ہونے سے پہلے پہلے حضرت عیسیٰ آ کر یہودیت اور مسیحیت دونوں کو اپنے ہاتھوں سے نیست و نابود کر ڈالیں گے۔ زمانہ آخرت کے بارے میں دی گئی تعلیم کی مدد سے ہم اسلامی نقطۂ نظر کو بآسانی سمجھ سکتے ہیں: سنن ابی داؤد کی مندرجہ ذیل حدیث پر غور کیجئے:

> "[جب حضرت عیسیٰ آئیں گے] وہ دینِ اسلام کی حکمرانی کے لئے جنگ لڑیں گے۔ وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، سؤر کو ہلاک کریں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے۔ اللہ کی طرف سے اسلام کے سوا باقی تمام ادیان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے گا۔ وہ دجال کو ہلاک کریں گے اور چالیس سال تک زمین پر قیام کرنے کے بعد مر جائیں گے۔"

یہاں حضرت محمد فرماتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ زمین پر واپس آئیں گے تو وہ "صلیب کو توڑ ڈالیں گے"، یعنی مسیحیت کا خاتمہ کر دیں گے اور "جزیہ موقوف کر دیں گے"، یعنی اسلامی حکومت کے ماتحت رہنے والے مسیحیوں پر قانونی صلہ رحمی کے قانون کو ختم کر ڈالیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ مسیحیوں سے دینِ مسیحیت کی پیروی کرنے کی غرض سے جزیہ ادا کرنے کا انتخاب چھین لیا جائے گا۔ مسلمان علمائے دین اس کی کچھ یوں تفسیر بیان کرتے ہیں کہ جب مسلم یسوع عیسیٰ واپس آئیں گے تو وہ مسیحیوں سمیت تمام غیر مسلموں کو حکم دیں گے کہ وہ اسلام قبول کریں۔

حقیقی یسوع ناصری کی پیروی کرنا

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ لوگوں کو اس بات کا فیصلہ کرنا چاہئے کہ وہ کس کی پیروی کریں گے: یسوع یا محمد۔ تاہم مسلمانوں کو یہ بات سکھائی جاتی ہے کہ دونوں کی پیروی یکساں ہے: یسوع کی پیروی کرنا حضرت محمد کی پیروی کرنے کے مترادف ہے۔ مسلمانوں کو سکھایا جاتا ہے کہ حضرت محمد کی اطاعت اور محبت یسوع کی اطاعت اور محبت کے مساوی ہے۔ مسلمانوں نے تاریخ کے یسوع یعنی انجیلوں کے یسوع کو ایک مختلف یسوع کے ساتھ بدل لیا ہے جسے وہ حضرت عیسیٰ کہتے ہیں یعنی قرآن کا عیسیٰ۔ شناخت کی اس ادلا بدلی نے خدا کے منصوبۂ نجات پر پردہ ڈال دیا ہے اور یہ پردہ مسلمانوں کے لئے حقیقی یسوع کی تلاش کرنے اور اس کے پیچھے چلنے کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ بن چکا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ تاریخ کے حقیقی یسوع کی پہچان ہمیں چاروں اناجیل سے ہوتی ہے جنہیں خاص طور پر یسوع کی حیاتِ اقدس کی یادگار کے طور پر قلمبند کیا گیا تھا۔ یہ اناجیل یسوع کی زندگی، اس کی تعلیمات اور اس کی خدمت کی مستند دستاویزات ہیں۔ اسلامی تعلیمات تو یسوع کے لگ بھگ ۶۰۰ سال بعد تالیف ہوئیں لہٰذا اس کی تحریروں میں یسوع ناصری کے حوالے سے جو معلومات فراہم کی گئی ہیں ان پر ہر گز بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

جب کوئی شخص اسلام کو ترک کرتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ساتھ ہی حضرت محمد کے نمونے اور قرآن کے نقلی یسوع کو بھی ترک کرے۔ یسوع کے ایک سچے شاگرد کی حیثیت سے ایک حقیقی اور بہترین زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ خود اس سے سیکھیں اور اس کے ان حواریوں کے پیغامات سے بھی جنہیں ہماری رشد و ہدایت کے لئے چار اناجیل میں قلمبند کیا گیا ہے جیسا کہ لوقا کی انجیل میں لکھا بھی ہے کہ "تاکہ جن باتوں کی تو نے تعلیم پائی ہے ان کی پختگی تجھے معلوم ہو جائے" (لوقا ۱:۴)۔

یہ بات نہیں اہمیت کی حامل ہے کیونکہ جیسا کہ ہم آگے چل کر دیکھیں گے بھی کہ ، یسوع مسیح کی زندگی اور موت کے بارے میں جاننا روحانی بندھنوں سے آزادی حاصل کرنے میں کلیدی مقام رکھتا ہے۔ یہ حقیقی یسوع ناصری ہی ہے یعنی انجیلوں کا یسوع جو ہمیں یہ آزادی دلا سکتا ہے۔

رہنمائے مطالعہ

تیسرا سبق

ذخیرۂ الفاظ

اسلام	پیغمبر	صلوۃ
کلمۂ شہادت	اذان	اسلامی نظام کا نفاذ
قرآن	مشرک	صحیح بخاری
سنتِ نبوی	شرک	تقیہ
حدیث	اہلِ کتاب	مسلم اُمہ
سورۃ	الفاتحہ	انجیل

نئے نام

- اینالاول: نائیجیرین خاتون (پیدائش ۱۹۷۲ء)
- عیسیٰ: قرآن میں یسوع کا نام

اس سبق میں سے بائبل کے حوالہ جات

لوقا ۱:۴

اس سبق میں قرآن کے حوالہ جات

ق۳۳:۲۱	ق۸:۱۲-۱۳	ق۴:۴۷	ق۱:۱-۷
ق۴:۸۰	ق۳:۸۵	ق۵:۱۵	ق۳:۲۸
ق۳۳:۳۶	ق۶۵:۳۹	ق۵۷:۲۸-۲۹	ق۹:۱۱۱
ق۲۴:۵۲	ق۹:۳۰-۳۱	ق۳:۱۱۰	ق۳:۵۲
ق۴:۶۹	ق۳:۶۴	ق۴۸:۲۸	ق۵:۱۱۱
ق۴:۱۱۵	ق۳:۱۱۳-۱۱۴	ق۵:۷۲	ق۳:۶۷
ق۵۹:۷	ق۳:۱۹۹	ق۴:۴۷-۵۶	ق۳:۵۹
ق۹:۲۹	ق۹۸:۱	ق۵:۸۲	ق۱۹:۳۰

تیسرے سبق کے سوالات

- تجزیاتی مطالعے پر بحث کریں۔

مسلمان کیسے بنیں

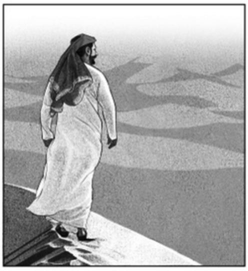

۱۔ عربی لفظ ''اسلام'' کا لغوی معنی اور مفہوم کیا ہے؟

۲۔ کلمۂ شہادت پڑھنے سے آپ کیا بن جاتے ہیں؟

۳۔ کلمۂ شہادت پڑھنے سے آپ کس کے بارے میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ آج سے وہ آپ کا رہنمائے حیات ہوگا؟

۴۔ حضرت محمد سے رہنمائی حاصل کرنے کے دو ماخذ کون کون سے ہیں اور ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

۵۔ حضرت محمد کا نمونہ کن دو اقسام کی تحریروں میں درج ہے؟

حضرت محمد کی شخصیت

۶۔ اللہ کی اطاعت کرنے کے لئے مسلمانوں پر کس کی اطاعت کرنا پر فرض ہے؟

۷۔ اگر حضرت محمد کی زندگی کے تمام نمونے اللہ کی طرف سے جائز قرار دیئے گئے ہیں تو پھر تمام مسلمانوں کے لئے اس بہترین نمونے پر عمل کرنے کا اطلاق کن کن باتوں پر ہوتا ہے؟

۸۔ ق۳۳ :۲۴ :۵۲ کے مطابق فتح کا وعدہ کن سے کیا گیا ہے؟

۹۔ اللہ اور اس کے پیغمبر کی نافرمانی کرنے والوں کے لئے کس سزا کا وعدہ کیا گیا ہے؟

۱۰۔ ق۹:۲۹اور ق۸:۱۲۔۱۳کے مطابق، مسلمانوں کو کن کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے؟

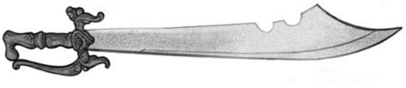

۱۱۔ ڈوری صاحب نے حضرت محمد کی چند قابلِ تعریف صفات کا بھی ذکر کیا ہے مگر ان میں سے کون سی ۸ مثالیں حیرت انگیز ہیں؟

قرآن مجید۔۔۔ حضرت محمد کی شخصی دستاویز

۱۲۔ اگر آپ کلمہ شہادت پڑھتے ہیں تو وہ کون کون سی چیزیں ہیں جن پر ایمان رکھنا اور جن کی تابعداری کرنا آپ کو فرض ہو گا؟

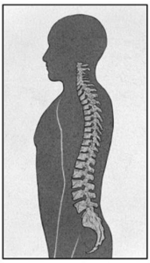

۱۳۔ ڈوری صاحب نے سنتِ نبوی اور قرآن کریم کے درمیان پائے جانے والے تعلق کو واضح کرنے کے لئے کون سی مثال پیش کی ہے؟

اسلامی شریعت۔۔۔ مسلمان ہونے کا "راستہ"

۱۴۔ وہ کون ہے جس کے ماہرانہ اختیار کو تسلیم کرنا سب پر فرض ہے کہ وہ سنت اور قرآن کی تعلیمات میں سے احکامات کا ایک باضابطہ مجموعہ تشکیل دے جسے "شریعت" کہا جاتا ہے؟

۱۵۔ ڈوری کے مطابق، وہ کون سی چیز جس کے بغیر دینِ اسلام کا کوئی وجود نہیں؟

۱۶۔ شریعت، مقننہ کے ذریعے بنائے گئے قوانین سے کیوں مختلف ہوتی ہے؟

”آؤ کامیابی کی طرف“

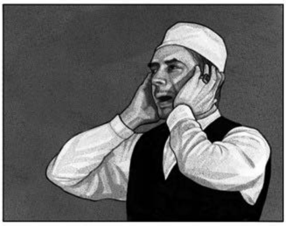

۱۷۔ اسلام میں نماز کے بلاوے کو کیا کہا جاتا ہے؟

۱۸۔ قرآن کا یہ بلاوا نسلِ انسانی کو کن دو قسم کے لوگوں میں تقسیم کرتا ہے؟

۱۹۔ وہ کون سے دو طریقے ہیں جن کے ذریعے دینِ اسلام تفریق اور احساسِ برتری کی تعلیم کو عام کرتا ہے؟

ایک منقسم دنیا

۲۰۔ قرآن اور اسلامی قانون کے مطابق لوگوں کو کن چار زمروں میں تقسیم کیا جاتا ہے؟

۲۱۔ جو شخص کسی ہستی کو اللہ کے ساتھ شریک بناتی یا ٹھہراتی ہے اسے حضرت محمد نے کیا قرار دیا ہے؟

۲۲۔ اگرچہ قرآن میں یہودیت اور مسیحیت کو (اہلِ کتاب کا نام دیتے ہوئے) ایسی قومیں قرار دیا ہے جو پہلے پہل ایک خدا پر ایمان رکھتی تھیں مگر پھر ان کا عقیدہ بدل گیا۔ ان چار باتوں کا ذکر کیجئے جن کی بنا پر مسلمان آج یہودیوں اور مسیحیوں کی مذمت کرتے ہیں:

۱)

۲)

۳)

۴)

۲۳۔ قرآن میں یہودیوں اور مسیحیوں کے حق میں کون کون سی مثبت باتیں بیان کی گئی ہیں؟

۲۴۔ وہ کون سے چار الٰہیاتی اعتراضات ہیں جو مسلمانوں کی طرف سے غیر مسلموں پر عائد کئے جاتے ہیں نیز یہودیوں اور مسیحیوں کو کن چار طریقوں سے ایذا پہنچائی جاتی ہے؟ چاروں کا ذکر کیجئے۔

۱)

۲)

۳)

۴)

۲۵۔ یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان پائے جانے والے تعلق کو قرآن میں کس طرح پیش کیا گیا ہے؟

یہودیوں اور مسیحیوں کا مسلمانوں کی روزمرہ کی نمازوں میں ذکر

۲۶۔ وہ کون سی تین باتیں ہیں جو قرآن کی پہلی سورۃ الفاتحہ یعنی ''آغاز'' کو منفرد بناتی ہیں؟

۲۷۔ ڈُوری کے مطابق، سورۃ الفاتحہ میں کنلوگوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو گمراہ ہو چکے ہیں اور جنہوں نے اللہ کا غضب کمایا ہے؟

شریعت کے مسائل

۲۸۔ شریعت سے پیدا ہونے والے مسائل کا بنیادی ماخذ کیا ہے؟

۲۹۔ کسی قوم کی ثقافت کو اسلامی شریعت کے مطابق ڈھالنے کے عمل کا نام کیا ہے؟

۳۰۔ ڈُوری صاحب نے شریعت کے حوالے سے جن چھ مسائل کی شناخت کی ہے وہ تحریر کیجئے:

۱)

۲)

۳)

۴)

۵)

۶)

امینالاول کا مقدمہ

۳۱۔ ۱۹۹۹ء میں نائیجیریا میں کس تبدیلی کے نتیجے میں امینالاول پر زناکاری کا الزام لگایا گیا تھا؟

۳۲۔ شرعی عدالت کے جج نے کس کے نمونے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے امینالاول کو سنگسار کرنے کا حکم جاری کیا تھا؟

۳۳۔ ڈُوری صاحب نے اسلام کے قانونِ سنگساری پر کون سے چھ اعتراضات اٹھائے ہیں:

۱)

۲)

۳)

۴)

۵)

۶)

قانونی دھوکہ دہی

۳۴۔ ڈُوری صاحب کے مطابق وہ کون سے مختلف حالات ہیں جن کے پیشِ نظر مسلمانوں کو جھوٹ بولنے کی اجازت دی گئی ہے؟

۳۵۔ تقیہ سے کیا مراد ہے؟

۳۶۔ ڈوری صاحب نے عادتاً جھوٹ بولنے کے کون کون سے اخلاقی نقصانات بیان کئے ہیں؟

ذرا خود سوچیں

۳۷۔ ایمان سے متعلقہ معاملات میں رہنمائی کے لئے مسلمان سب سے زیادہ کس پر بھروسہ کرتے ہیں؟

۳۸۔ انٹرنیٹ کے اس جدید دَور میں جب اسلام سے متعلقہ تمام بنیادی ذرائع ہماری دسترس میں ہیں، ڈوری صاحب نے ہمیں کیا کرنے کی تلقین فرمائی ہے؟

اسلامی پیغمبر حضرت عیسیٰ

۳۹۔ لوگوں کو کون سے اہم چناؤ کا سامنا ہے؟

۴۰۔ قرآن میں کون سا نام زیادہ مرتبہ آیا ہے: محمد یا عیسیٰ (یسوع)؟

۴۱۔ دینِ اسلام کے مطابق حضرت محمد نے کس چیز کو منسوخ کر دیا تھا؟

۴۲۔ قرآن کے مطابق، انجیل کیا ہے؟

۴۳۔ احادیث کے مطابق، جب حضرت عیسیٰ واپس آئیں گے تو وہ کیا کریں گے؟

حقیقی یسوع ناصری کی پیروی کرنا

۴۴۔ مسلمانوں کو یسوع کی پیروی کرنے کے بارے میں کیا کچھ سکھایا جاتا ہے؟

۴۵۔ اس طرح مسلمانوں سے کون کون سی باتیں پوشیدہ رکھی جاتی ہیں؟

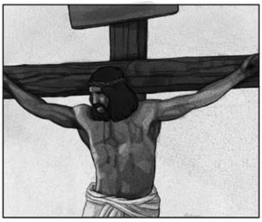

۴۶۔ ہم حقیقی یسوع ناصری کے بارے میں ٹھوس معلوماتکس مستند ذرائع سے حاصل کر سکتے ہیں؟

۴۷۔ قرآن کے عیسیٰ اور اناجیل کے یسوع کے درمیان فرقمعلوم کرنے کی اہمیت کو جاننا کیوں ضروری ہے؟

۴

حضرت محمد اور ارتداد

"اپنے دشمنوں سے محبت رکھو۔ جو تم سے عداوت رکھے اُن کا بھلا کرو۔"

لوقا ٦:٢٧

سبق کے اغراض ومقاصد

الف۔ حضرت محمد کی عرب میں ۴۰ سالہ زندگی کے قابلِ تعریف پہلوؤں کی نشاندہی کرنا

ب۔ غور کرنا کہ حضرت محمد کی ذات میں موجود ارتدادِ خودی اور فقدانِ خودی نے مکہ میں قیامِ اسلام کے لئے کس طرح جزئیاتِ لازم کا کردار ادا کیا تھا۔

ج۔ سمجھنا کہ وحی کی صورت میں نازل ہونے والی مکی "سورتوں" کو کس طرح حضرت محمد کو سچا ثابت کرنے اور اہلِ مکہ کی طعن و تشنیع اور ایذا رسانی سے بچنے کے لئے بروئے کار لایا گیا۔

د۔ حضرت محمد کی مکی زندگی کے قابلِ تعریف کلیدی کرداروں کی نشاندہی کرنا: ان کے راسخ العقیدہ حمایتی اور ان کے جانی دشمن۔

ہ۔ سمجھنا کہ حضرت محمد کا نظریۂ فتنہ بطورِ ایذا رسانی یا آزمائش کس طرح ایک گھمسان کی لڑائی کے عقیدے میں بدل گیا جس کا آغاز مکی دَور کے اواخر سے ہوا اور مدنی دَور تک جاری رہا۔

و۔ دیکھنا کہ کس طرح بدلے اور انتقام کی آگ حضرت محمد کے الٰہیاتی نظریات اور بے ایمانوں بالخصوص یہودیوں کے ساتھ برتاؤ پر اثر انداز ہوئی۔

ز۔ جاننا کہ حضرت محمد کا اندازِ مخالفتِ ارتداد کس طرح عالمی سطح پر دینِ اسلام میں مظلومیت اور جبر کی علامت بنا۔

ح۔ سمجھنا کہ حضرت محمد کے اوصافِ ناز یبا کس طرح آج کے مسلمانوں میں واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں خاص طور پر شریعت کی اشرانگیزی کے تناظر میں ان کی نشاندہی کرنا۔

ط۔ ترکِ اسلام کرنے والوں کے لئے محمد کے کردار اور نمونے کی زنجیروں کو توڑنے کی ضرورت کی حوصلہ افزائی کرنا۔

تجزیاتی مطالعہ: آپ کیا کریں گے؟

آپ کا پیشہ آپ سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ آپ اپنی مہارتوں میں مزید بہتری لانے کے لئے مخصوص سیمینارز میں شرکت اختیار کریں۔ ایسی ہی ایک ورکشاپ کے دوران آپ کو ایک ایسے گروپ میں بیٹھنے کا موقع ملتا ہے جس میں ایک کٹر مسلمان، ایک خبطی قسم کا ملحد، ایک نامی کیتھولک اور آپ شامل ہوتے ہیں۔ اس ٹیم کے ساتھ مل کر کام کرتے ہوئے آپ کو اکثر ان کے ہمراہ بیٹھ کر کھانا کھانے کا بھی موقع ملتا رہتا ہے۔ اسی طرح کے ایک کھانے کے دوران مسلمان شخص یہ فیصلہ کرتا ہے کہ آپ کو تمام مظالم گنوائے جو صدیوں سے مسیحیوں کی طرف سے مسلمانوں پر ڈھائے جا رہے ہیں بشمول ان شرانگیزیوں کے جن کی آج بھی مسلمانوں ملکوں پر یلغار جاری ہے۔ پھر وہ اپنا نقطۂ نظر پیش کرتا ہے کہ "مسلمانوں پر بڑا ظلم کیا جاتا ہے اسی لئے وہ ایک مظلوم قوم ہیں اور چونکہ یہ تمام مظالم ہمیشہ مسیحیوں کی طرف سے ڈھائے جاتے ہیں اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ مسیحی بہت ظالم ہوتے ہیں۔" ملحد شخص بھی اسی کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے صلیبی جنگوں کے نام سے لڑی جانے والی "مذہبی جنگوں" کے ذریعے مسلمانوں پر کئے جانے والے تابڑتوڑ حملوں کی مخالفت کرتا ہے۔ کیتھولک شخص کا چہرہ غصے سے لال پیلا ہو جاتا ہے اور وہ مدد کے لئے آپ کی طرف دیکھنا شروع کر دیتا ہے۔

ایسی صورتحال میں آپ مسلمان اور ملحد کو کیا جواب دیں گے کیونکہ اب وہ دونوں بھی آپ ہی کی طرف دیکھ رہے ہیں؟

حضرت محمد دینِ اسلام کے روحِ رواں ہیں۔ اس سبق میں حضرت محمد کی زندگی کے چند تلخ تجربات اور مشکلات پر ان کے ضرر رساں ردِ عمل کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں ان کے مشکل خاندانی حالات اور دیگر مسائل پر غور کریں گے جن کا انھیں مکہ میں سامنا کرنا پڑا۔

خاندانی شروعات

حضرت محمد مکہ کے عرب قریش قبیلے میں ۵۷۰ عیسوی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب ان کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔ ان کو ابتدائی زندگی سے ہی ان کی پرورش کے لئے ایک اَور رضاعی خاندان کو سونپ دیا گیا۔ جب وہ چھ برس کے تھے تو اُن کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک اُن کے مقتدر دادا نے اُن کی کفالت کی لیکن جب وہ آٹھ سال کے تھے تو اُن کے دادا کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد وہ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ رہنے لگے۔ جہاں وہ اپنے چچا کے اونٹوں اور بھیڑوں کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ بعد میں انہوں نے یہ کہا، ''کوئی نبی نہیں گزرا جس نے بھیڑوں کی گلہ بانی نہ کی ہو''۔ یوں انہوں نے اپنی کم حیثیت کو اہمیت کا نشان قرار دیا۔

اگرچہ کہ اُن کے دوسرے چچا دولتمند تھے۔ مگر ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے اُن کی کوئی مدد نہ کی۔ قرآن میں ایک چچا جن کو ابو لہب یعنی ''شعلوں کا باپ'' کا نام دیا قابلِ مذمت گردانا۔ کہ وہ جہنم میں جلیں گے اس لئے کہ انہوں نے حضرت محمد کی مخالفت کی تھی۔

> ''ابو لہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہو گیا۔ نہ تو اسکا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی۔ وہ عنقریب بھڑکنے والی آگ میں جائیگا۔ اور اس کی بیوی بھی (جائیگی) جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے''۔ (قؔ ۱۱۱)

ازدواج اور خاندان

حضرت محمد پچیس سال کے جوان مرد تھے اور حضرت خدیجہ کے لئے کام کرتے تھے۔ جب بی بی نے ان سے شادی کرنے کے لئے تجویز کیا۔ بی بی خدیجہ عمر میں ان سے بڑی تھیں۔ بی بی خدیجہ کو یہ ڈر تھا کہ اُن کے والد اس شادی کو مسترد کر دیں گے۔ اسلئے والد کے شراب میں دھت ہونے کے درمیان انہوں نے شادی کر لی جب ان کے والد ہوش میں آئے اور انہیں پتہ چلا کہ کیا ہوا ہے تو غصے سے بھر گئے۔

عربی ثقافت میں ایک مرد کو اپنی بیوی کی قیمت ادا کرنی ہوتی تھی جس کے بعد وہ اسکی ملکیت ہوتی تھی یہاں تک کہ بیوی جائیداد کا ایک حصہ بناتی تو وارث مرد اگر چاہتا تو اس سے شادی کرتا۔ رسمی حالت کے برخلاف بی بی خدیجہ مقتدر اور دولتمند تھیں۔ حضرت محمد کی سوانح حیات کے مصنف ابنِ اسحق بی بی خدیجہ کو پُروقار اور امیر خاتون کہتے ہیں۔ مگر حضرت محمد غریب تھے اور ان کی ترقی کے کوئی آثار نہ تھے۔ بی بی خدیجہ پہلے ہی دو مرتبہ شادی کر چکی تھیں۔ شادی اور اس کے رسمی انتظام کے برعکس بی بی خدیجہ اور حضرت محمد کی شادی حیرت انگیز تھی۔

بی بی خدیجہ اور حضرت محمد چاہتے تھے کہ ان کہ ہاں چھ بچے پیدا ہوں (کچھ ذرائع سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سات بچے چاہتے تھے)۔ حضرت محمد کے تین (یا چار) بیٹے پیدا ہوئے مگر وہ بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔ یوں انہیں کوئی وارث نہ ملا۔ بلاشبہ یہ اُن کے لئے خاندانی اعتبار سے ایک اَور افسردگی کا مقام تھا۔

نتیجتاً، حضرت محمد کے خاندانی حالات میں کئی دکھ بھری باتیں تھیں۔ جن میں اُن کا یتیم ہونا۔ اُن کے دادا کی وفات۔ اپنی غربت میں قرابتی پر انحصار۔ اُن کے خسر کا شرابی ہونا اور اپنے صاحبِ اقتدار رشتہ داروں کی دشمنی۔ اس طرزِ ارتداد کے باوجود ان کے چچا ابو طالب کا ان کی دیکھ بھال کرنا اور ان کے لئے بی بی خدیجہ کا شادی کے لئے انتخاب کرنا، جس سے اُن کی غربت کے دن جاتے رہے۔

ایک نئے دین کی بنیاد رکھی جاتی ہے (مکہ)

حضرت محمد کے خاندانی حالات دشوار تھے اور جب انہوں نے ایک نئے دین کی بنیاد رکھی تو ان کی مشکلات کا سلسلہ مزید بڑھتا چلا گیا۔

جب حضرت محمد چالیس برس کے ہوئے تو انہیں ایک روح دکھائی دینے لگی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ جبرائیل فرشتہ تھے۔ حضرت محمد اس روح کے ظاہر ہونے سے بہت زیادہ پریشان ہو گئے تھے اور سوچنے لگے تھے کہ کہیں وہ بدروح گرفتہ تو نہیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے خودکشی کے لئے یہ کہتے ہوئے بھی سوچا ''میں پہاڑ کی چوٹی پر جا کر خود کو گرادوں گا تا کہ میرا خاتمہ ہو جائے اور مجھے سکون ملے''۔ مگر اُن کی زوجہ محترمہ خدیجہ نے ان کی اس بڑی پریشانی میں انہیں تسلی دی اور انہیں اپنے چچیرے بھائی ورقہ جو مسیحی تھے، کے پاس لے گئیں جنہوں نے انہیں بتایا کہ وہ مجذوب نہیں بلکہ ایک نبی ہیں۔

بعد میں جب کچھ دیر کے لئے الہام بند ہو گیا تو پھر حضرت محمد کے ذہن میں خودکشی کے خیال آنے لگے اور ہر دفعہ وہ خود کو پہاڑ سے گرانے کا سوچتے۔ تب جبرائیل اُن پر ظاہر ہوتے اور انہیں یقین دلاتے کہ ''اے محمد آپ حقیقت میں اللہ کے پیغمبر ہیں''۔

ایسا لگتا ہے کہ حضرت محمد کو اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں انہیں دھوکے باز کے طور پر مسترد نہ کر دیا جائے اسی لئے شروع کی ایک سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد کو یقین دلایا کہ وہ نہ تو پہلے اور نہ ہی اب اُن سے دستبردار ہو گا۔ (ق ۹۳)۔

شروع میں مسلم کمیونٹی آہستہ آہستہ ترقی کرتی گئی۔ بی بی خدیجہ پہلی مسلم نو مرید تھیں۔ اور دوسرے ان کے نو سال چچیرے بھائی علی تھے جو حضرت محمد کے ساتھ ایک ہی گھر میں پروان چڑھے تھے۔ دیگر اُن کے بعد شامل ہوئے جن میں زیادہ تر غریب، غلام یا آزادی پائے ہوئے غلام تھے۔

حضرت محمد کا اپنا قبیلہ

شروع میں تو اُن کے مقلدین نے نئے مذہب کو صیغۂ راز میں رکھا لیکن تین سال کے بعد حضرت محمد کو اللہ کی طرف سے یہ پیغام ملا کہ اسے عوام بتایا جائے۔ انہوں نے اپنے خاندان کو بلایا۔ جس میں انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

پہلے تو حضرت محمد کے قریش قبیلہ کے لوگ اُن کی بات کو مانتے رہے لیکن یہ اس وقت تک ہوا جب تک انہوں نے اُن کے دیوتاؤں کی مذمت نہ کی۔ اس کے بعد بقول ابنِ اسحٰق مسلمان حقیر اقلیت کہلانے لگے۔ تناؤ بڑھ گیا اور دونوں فریق لڑائی پر اُتر آئے۔

مخالفت بڑھ گئی مگر حضرت محمد کے چچا ابو طالب نے اُن کی محافظت کی۔ جب مکہ کے دوسرے لوگ یہ کہتے ہوئے اُن کے پاس آئے، ''اے ابو طالب! آپ کے بھتیجے نے ہمارے دیوتاؤں پر لعنت بھیجی ہے اُن کے مذہب کی توہین کی ہے اور اُن کی طرزِ زندگی کا مذاق اڑایا ہے۔ یا تو آپ اسے منع کریں یا پھر ہم اپنے طریقے سے اُن سے نپٹ لیں؟''

بے دین عربوں نے حضرت محمد کے قبیلے کے معاشی اور معاشرتی تعلقات منقطع کر دیئے اور کاروبار اور رشتے ناطے قائم کرنے سے بھی قطع تعلق کر لیا۔ اپنی غربت کی وجہ سے مسلمان عاجز آ گئے۔ ابنِ اسحٰق قریش کے ہاتھوں اُن کے برتاؤ کے متعلق یوں بیان کرتے ہیں:

''تب قریش نے رسول کے حواریوں سے اپنی دشمنی اس طرح دکھائی۔ جس قبیلے میں مسلمان تھے اُن پر حملہ کیا۔ انہیں قید کیا۔ اُن کو مارا پیٹا۔ اُن کے ساتھ کھانا پینا بند کر دیا اور انہیں مکہ کی تپتی گرمی میں رکھا گیا تا کہ وہ اپنا مذہب چھوڑ دیں۔ بعض تو اس ایذارسانی کی وجہ سے مذہب چھوڑ گئے مگر کچھ نے برداشت کیا اور اللہ باری

تعالیٰ نے اُن کی حفاظت کی"۔(A. Guillaume, The Life of Muhammad, (p.143

حضرت محمد نے خود اپنے آپ کو ان خطرات اور توہین آمیز رویوں کا سامنا کرنے سے نہ بچایا: اُن پر کوڑا کرکٹ پھینکا گیا بلکہ جب وہ نماز ادا کر رہے تھے اُن پر جانوروں کے فضلات پھینکے گئے۔

جب یہ ایذا رسانی ختم نہ ہوئی تو تراسی (۸۳) مسلم خاندان مسیحی ملک ابی سینیا میں پناہ کے لئے ہجرت کر گئے جہاں اُنہیں امان ملی۔

ان اگلے حصوں میں ہم دیکھیں گے کہ حضرت محمد نے مکہ میں خود ہی اپنے لوگوں کے ہاتھوں مسترد ہونے پر کیسے ردِ عمل کا اظہار کیا تھا۔

اپنی ذات پر شبہ اور خود کو درست ثابت کرنے کی کوشش

ایسا وقت بھی آیا جب حضرت محمد کا ایمان وحدتِ خدا پر قریش کے دباؤ کے باعث متزلزل ہونے لگا۔ انہوں نے یہ شرط پیش کی کہ وہ اللہ کی عبادت کریں گے اگر حضرت محمد اُن کے دیوتاؤں کی پرستش کریں۔ مگر قرآن ۱۰۹: ۶ کی آیات پانے سے حضرت محمد نے یہ دعوت قبول نہ کی۔ "تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین!" تاہم حضرت محمد ضرور ہچکچائے ہوں گے جیسا کہ الطرابی بیان کرتے ہیں کہ جیسے انہیں سورۃ ۵۳ ملی تو اُن پر مکہ کی دیویوں لات، عزیٰ اور منات کے حوالے سے "شیطانی آیات" کا انکشاف ہوا۔ یہ گردن نکالنے والی لم ٹینگ (بگلے)ہیں جن کا درمیانی ہونا ثابت ہوا۔

جب اُنہوں نے یہ آیات سنیں تو بے دین قریش خوش ہو گئے تو وہ مسلمانوں کے ساتھ عبادت کرنے لگے۔ تاہم جبرائیل فرشتے نے حضرت محمد کی سرزنش کی۔ اِن آیات کو منسوخ کیا گیا اور اُنہیں شیطان سے منسوب کیا گیا۔ حضرت محمد نے تب یہ بتایا کہ یہ آیت حذف کی گئی ہے اس پر قریش نے انہیں طنز کا نشانہ بنایا۔ اس کے بعد قریش حضرت محمد اور اُن کے مقلدین کے زیادہ دشمن بن گئے۔

اس کے بعد حضرت محمد کو سورۃ ۲۲ کی ۵۲ آیت ملی جس میں یہ دعویٰ کیا گیا کہ اُن سے پہلے تمام انبیاء بھی اسی طرح برگشتہ ہوئے۔ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اس شرمساری کے لئے بھی حضرت محمد جواز پیش کرتے ہیں اور اسے بھی انفرادیت کا نشان بتاتے ہیں۔

دھوکہ دہی کی طنز و تضحیک سے اُنہیں گہرا صدمہ پہنچا۔ تب حضرت محمد کو اللہ کی طرف سے وہ آیات حاصل ہوئیں جن سے اُن کا استحکام ہوا اور انہیں بتایا گیا کہ ان کا کردار اعلیٰ تھا۔ وہ غلطی پر نہ تھے بلکہ وہ پر وقار شخص تھے (ق ۵۳: ۱۔۳؛ ق ۶۸: ۱۔۴)۔

حدیث کی کئی روایات بیان کرتی ہیں کہ حضرت محمد اپنی نسل، قبیلے، خاندان اور اپنے آبا و اجداد کے تفضل پر اعتقاد رکھتے تھے۔ ناجائز ہونے کے الزام کے جواب میں انہوں نے کہا کہ آدم سے لے کر اُن کے آبا و اجداد شادی کے بندھن سے پیدا ہوئے۔ وہ بہترین عرب قوم کے بہترین ہاشمی قبیلے کے بہترین آدمی تھے۔ انہوں نے کہا، "میں اُن میں روحانیت کے اعتبار سے اور والدین کے لحاظ سے تم میں بہترین ہوں۔ میں چنیدہ میں سے چنیدہ ہوں اس لئے جو کوئی عربوں سے محبت رکھتا ہے وہ میری وجہ سے انہیں بھی چاہتا ہے۔

اسلامی کامرانی کا تصور اور جیتنے اور ہارنے والوں کی زبان شروع میں قرآن کی اس سورۃ کا مضمون حضرت محمد کے مکہ میں تیرھویں سال کے درمیان موصول ہوا تھا۔ اسی وقت حضرت موسیٰ اور مصر کے بت پرستوں کے درمیان جھگڑے کا بار بار حوالہ دیا گیا۔ قرآن جیتنے والوں اور ہارنے والوں کی اصطلاح بیان کرتا ہے (ق ۲۰: ۶۴، ۶۸؛ ق ۲۶:

۴۰-۴۴)۔ تاہم یہ صرف مکی زمانے کے آخر میں تھا کہ حضرت محمد اپنے اور اپنے مخالفین کے درمیان کامرانی کی اصطلاح کو استعمال کرتے ہیں۔ دسویں سورۃ میں مدینہ ہجرت کرنے سے ذرا پہلے حضرت محمد نے اعلان کیا کہ وہ جو اللہ کے الہام کو مسترد کرتے ہیں وہ نقصان اٹھانے والوں میں ہوں گے (ق ۱۰: ۹۵)۔

مزید ارتداد اور نئے حلیف

کچھ دیر کے لئے حالات اچھے نہ رہے جب حضرت محمد کی اہلیہ بی بی خدیجہ اور ان کے چچا ابو طالب ایک ہی سال میں وفات پا گئے۔ یہ ان کے لئے بہت بڑا صدمہ تھا۔ ان کی حمایت اور محافظت کے بغیر قریش اُن کی اور اُن کے دین کی دشمنی میں اَور زیادہ دلیر ہو گئے۔

عرب معاشرہ الحاق اور سرپرستانہ تعلقات پر مبنی تھا۔ جس بات میں محافظت پائی جاتی تھی اس کے لئے اپنے سے زیادہ کسی مقتدر شخص کی پناہ میں ہونا ضرور ہوتا۔ اُن کے لئے اور ان کے مقلدین کے لئے خطرات اور ان کے اپنے قبیلے سے مسترد ہونے سے حضرت محمد کو کہیں اَور سے متبادل محافظوں کے لئے جانا پڑا۔ انہیں طنز و تضحیک کا نشانہ بنایا گیا اور طائف میں ایک ہجوم ان کے پیچھے پڑ گیا۔

اسلامی روایت بتاتی ہے کہ طائف سے واپسی کی راہ پر جنوں (بدروحوں) کی ایک گروہ نے حضرت محمد کو آدھی رات کے وقت نماز کے دوران قرآنی آیات کا ورد کرتے ہوئے سنا۔ ان آیات نے ان کو اتنا متاثر کیا کہ انھوں نے وہیں پر اسلام قبول کر لیا۔ پھر یہ مسلمان بدروحیں دوسرے جنوں کو اسلام کی دعوت دینے چلی گئیں۔ اس واقعے کا قرآن مجید میں دو مرتبہ ذکر آیا ہے (ق ۴۶: ۲۹-۳۲؛ ق ۷۲: ۱-۱۵)۔

یہ واقعہ دو وجوہات کی بنا پر خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اول، اس کا تعلق حضرت محمد کے خود کو سچا نبی قرار دینے کے دعوے سے متصل ہے کیونکہ انھوں نے بعد ازاں یہ دعویٰ کیا تھا کہ اگرچہ طائف کے لوگوں نے مجھے ٹھکرا دیا تھا مگر وہاں کے جنوں نے مجھے پہچانا اور مانا کہ آپ اللہ کے سچے پیغمبر ہیں۔

دوم، جنوں کے خدا پرستی کی راہ اختیار کرنے سے دینِ اسلام کے لئے عالمِ ارواح میں داخل ہونے کی راہ کھل گئی۔ حضرت محمد کی زندگی کے اس واقعے اور مسلمان جنوں کے حوالے کی بنا پر مسلمانوں کو ایک جواز ہاتھ لگ گیا کہ وہ (مسلم) روحانی دنیا کے ساتھ رابطہ استوار کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ مسلمانوں کے روحانی دنیا کے ساتھ روابط قائم کرنے سے متعلق قرآن اور احادیث دونوں میں یہ حوالہ جات ملتے ہیں کہ ہر انسان کے لئے ایک ایک "قرین (qarin)" یا آشنا روح مقرر کی گئی ہے (ق ۴۳: ۳۶؛ ق ۵۰: ۲۳، ۲۷)۔

دوسری طرف مکہ میں حضرت محمد کے حالات اچھے نظر نہیں آ رہے تھے۔ پھر بھی انہیں ایسا معاشرہ مل گیا جو ان کی محافظت کے لئے تیار ہو گیا۔ یہ یثرب کے عرب تھے (یہ شہر بعد میں مدینہ کہلایا)۔ اس شہر میں بہت سارے یہودی رہتے تھے۔ مکہ میں ایک سالانہ میلے کے دوران مدینہ سے زائرین کی ایک جماعت نے حضرت محمد سے وفاداری اور اطاعت گزاری کا وعدہ کیا جس میں انہوں نے اُن کے وحدتِ خدا کے پیغام کے مطابق زندگی گزارنے کی رضامندی ظاہر کی۔

اس پہلے معاہدے میں جنگ کرنے پر کوئی رضامندی نہ ہوئی تھی تاہم اگلے سال کے میلے میں مدینہ کے لوگوں کی ایک بڑی جماعت نے محافظت کا وعدہ کیا جسے حضرت محمد چاہ رہے تھے۔ مدینہ کے لوگوں نے، جنہیں انصار یعنی مددگار سمجھا جاتا تھا، رسول کی کامل اطاعت میں جنگ کی بھی ذمہ داری لے لی۔

اس کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ مسلمان سیاسی تحفظ کے مقام مدینہ میں ہجرت کر جائیں۔ حضرت محمد ہجرت کرنے والوں میں سب سے آخری شخص تھے۔ وہ پچھلی کھڑکی سے آدھی رات کو بچ نکلے۔ جب وہ مدینہ پہنچے تو حضرت محمد بلا روک ٹوک اپنے پیغام کی تبلیغ کرنے لگے اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک سال کے اندر اندر مدینہ کے تمام لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس وقت حضرت محمد عمر میں صرف ۵۲ سال سے تھوڑے بڑے تھے۔

ایامِ مکہ کے دوران حضرت محمد کو ان کے خاندان اور قبیلے نے مسترد کیا۔ ماسوائے چند لوگوں کے انکسار غرباء نے اُن کی بات مانی۔ ان کا تمسخر اڑایا گیا۔ انہیں دھمکایا گیا۔ انہیں رسوا کیا گیا اور باقی اوقات میں ان پر حملہ کیا گیا۔

شروع میں حضرت محمد کو اپنی ذات پر بھی یقین نہ تھا اور انہیں اپنی نبوت کے مسترد ہونے کا ڈر تھا۔ ایک وقت آیا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ قریش کے دیوتاؤں کو تسلیم کر لیں گے۔ لیکن آخر کار تمام مخالفت کے باوجود حضرت محمد ثابت قدمی سے باارادہ عمل کرنے لگے اور انہیں مخلص مقلدین کی ایک جماعت مل گئی۔

کیا حضرت محمد مکہ میں واقعی پر سکون رہے؟

بہت سارے مصنفین نے دعویٰ کیا ہے کہ مکہ کے زمانہ میں ان کی گواہی (تبلیغ) بڑی پر سکون تھی۔ ایک طرح یہ بات درست ہے۔ خیر! اگرچہ قرآن کے مکی ابواب میں کسی جسمانی تشدد کا ذکر نہیں۔ یہ واقعی سوچ و بچار کا وقت تھا اور ابتدائی الہام میں حضرت محمد کے ہمسایوں کے لئے سخت زبان استعمال ہوئی جس میں یہ اعلان کیا گیا کہ مسترد کرنے والوں کو آخرت میں سخت سزا ملے گی۔

قرآن میں مکی فیصلہ جاتی آیات کا ایک عمل یہ تھا کہ حضرت محمد کو عرب قریش کے مسترد کرنے سے بچایا جائے۔ مثلاً حضرت محمد نے کہا کہ وہ جو مسلمانوں پر ہنستے ہیں وہ اپنی کرنی کا پھل پائیں گے۔ جنت میں مومن نرم گدوں پر آرام سے بیٹھ کر شراب پیتے ہوں گے جب بے دینوں کو نیچے جہنم کی آگ میں جلتے دیکھیں گے تو وہ ان پر ہنسیں گے (ق ۸۳:۲۹۔۳۶)۔

ایسے فیصلہ جاتی پیغامات نے بلاشبہ مکہ میں تصادم کو ہوا دی۔ جب بے دینوں نے جو یہ سنا تو انہیں یہ پسند نہ آیا۔

حضرت محمد نے نہ صرف یومِ آخرت کی عدالت کے متعلق پرچار کیا۔ ابنِ اسحٰق بیان کرتے ہیں کہ یہ مکہ کا اوائلی زمانہ تھا کہ حضرت محمد نے اپنے ارادے کا اظہار کیا کہ وہ بے دینوں کو قتل کریں گے۔ ''اے قریش، کیا آپ میری بات سنیں گے؟ خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں آپ کو قتل کر دوں گا۔''

بعد میں حضرت محمد کے مدینہ جانے سے ذرا پہلے قریش کی ایک جماعت ان کے پاس آئی اور اس الزام کے متعلق پوچھا کہ انہوں نے ان کو دھمکی دی تھی کہ جنہوں نے انہیں مسترد کیا تھا وہ انہیں قتل کر دیں گے۔ حضرت محمد نے جواز پیش کیا۔۔۔ اگر وہ ان کی اتبع نہیں کریں گے تو وہ قتل ہو جائیں گے اور جب تم مرنے کے بعد زندہ کئے جاؤ گے تو آپ جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے۔ حضرت محمد نے اعتراف کیا کہ وہ بات درست تھی۔ میں یہی کہتا ہوں۔''

مسترد ہونے کی کڑی آزمائش اور ایذارسانی کے بعد مسلم برادری کو مدینہ میں آرام ملا اور اللہ تعالیٰ نے اس الٰہی پروگرام کی تصدیق کی کہ وہ اپنے مخالفوں کے خلاف جنگ پر جائیں۔

ان حصوں میں ہم جائزہ لیں گے کہ کس طرح حضرت محمد نے ان لوگوں کے خلاف تشدد کا راستہ اختیار کیا جنہوں نے انھیں اور ان کے پیغام کو مسترد کیا تھا۔

ایذارسانی سے قتلِ عام تک

عربی کا لفظ ''فتنہ''، یعنی کوشش، ایذارسانی، آزمائش حضرت محمد کے فوجی لیڈر میں تبدیل ہونے کے لئے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ لفظ فتنہ سے لیا گیا ہے جس کے معنی برگشتہ ہونا، آزمانا، ورغلانہ یا آزمائش میں ڈالنا ہے۔ اسکا بنیادی مطلب دھات کا آگ میں آزمایا جانا ہے۔ فتنہ میں یا تو آزمائش کی جا سکتی ہے یا ایسی کوشش جس میں دونوں مثبت اور منفی تحریص ہو سکتی ہے جس میں دکھ دیا جا سکتا ہے۔ اس میں کسی کو مائل کیا جا سکتا ہے یا انگ انگ کا کاٹنا ہو سکتا ہے۔

فتنہ ابتدائی مسلم معاشرے کے تجربے میں بے دینوں کے لئے روحانی عکاسی کا بنیادی تصور بن گیا۔ حضرت محمد کا قریش کے خلاف الزام یہ تھا کہ وہ فتنہ پیدا کرتے تھے جس میں بے عزتی، بہتان، تکلیف دینا، خارج کرنا، معاشی دباؤ اور باتوں میں ترغیب دینا شامل تھا تاکہ انہیں اسلام چھڑائیں یا اسکے دعوؤں کو بے معنی بنایا جائے۔

جنگ کے متعلق پہلی آیات جو نازل ہوئیں ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جنگ اور قتل کا اصل مقصد فتنے کو ختم کرنا تھا:

''اللہ کی راہ میں لڑو جو آپ سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ انہیں مارو جہاں بھی پاؤ اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے تمھیں نکالا تھا۔ اور فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے۔ ان سے اس وقت تک لڑو جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے۔ اور دین اللہ کا ہے اور اگر وہ ہتھیار ڈال دیں (یعنی جب وہ بے دینی اور اسلام کی مخالفت چھوڑ دیں) ماسوائے بدکاروں کے دشمنی نہ رہے گی'' (ق ۲: ۱۹۰-۱۹۳)۔

مسلمانوں کے لئے فتنے کا خیال قتل سے زیادہ اندوہناک تھا اور یہ اہم بھی ثابت ہوا۔ یہی اصطلاح مکہ کے لوگوں کے قافلے پر (ق ۲: ۲۱۷) مقدس مہینے کے دوران حملہ کرنے کے بعد بھی نازل ہوئی (یہ ایسا وقت تھا جب عربوں کی روایت میں حملہ کرنا منع تھا)۔ یہ اسلئے عمل میں لایا گیا کیونکہ مسلمانوں کو ان کے ایمان سے گمراہ کرنا کافروں کے خون بہانے کی نسبت کوئی معنی نہیں رکھتا تھا۔

قرآن کی سورۃ ۲ میں ایک اور اہم اصطلاح موجود ہے، ''اُن سے اس وقت تک لڑتے رہو جب تک فتنہ ختم نہیں ہو جاتا''۔ یہ بات جنگِ بدر کے بعد دوسری بار بیان کی گئی جبکہ ابھی مدینے میں رہتے ہوئے دوسرا سال تھا (ق ۸: ۳۹)۔

اس فتنے کی ہر ایک اصطلاح دو دفعہ نازل ہوئی۔ اور اس بات کی تصدیق کی گئی کہ لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے سے روکنے یا مسلمانوں کو ایمان چھوڑنے کی کسی بھی رکاوٹ کی وجہ سے جہاد کرنا جائز ہے۔ اگرچہ لڑنا اور دوسروں کو مارنا سخت عمل ہے مگر مسلمانوں کو کم سمجھنا یا ان کے لئے رکاوٹ بننا زیادہ خراب ہے۔

زیادہ تر مسلمان علماء فتنے کا تصور یہاں تک پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے بے ایمانی کے وجود کو ہی اس میں شامل کر لیا۔ اس لئے اس اصطلاح کی ترجمانی یوں کی جاسکتی ہے، ''بے ایمانی قتل کرنے سے زیادہ معیوب ہے''۔

اسے یوں سمجھئے کہ فتنہ کی اصطلاح قتل کرنے سے ابتر ہے۔ یوں یہ کافروں سے جنہوں نے حضرت محمد کے پیغام کو مسترد کیا ان سے لڑنا اور قتل کرنا کائنات کا باضابطہ حکم بن گیا۔ خواہ وہ مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہوں یا نہ کرتے ہوں۔ صرف ان کا ''غیر ایمان'' ہونا ہی کافی ہے۔ ابنِ کثیر ایک عظیم مفسر بیان کرتے ہوئے اس اصطلاح کو بیان کرتے ہیں۔۔۔ ''ان کے قتل کئے جانے سے ان کا فتنہ زیادہ قریبہ تھا۔ بے دینی ختم کرنے کے لئے جنگ کا یہ جواز مہیا کیا گیا اور یوں اسلام کو دوسرے مذاہب سے زیادہ افضل قرار دیا گیا۔ (ق ۲: ۱۹۳؛ ق ۸: ۳۹)۔

''ہم مظلوم ہیں!''

ان قرآنی اقتباسات کے ذریعے حضرت محمد مسلمانوں کی مظلومیت پر زور دیتے ہوئے پائے گئے۔ یہ لازمی تھا کہ کافر دشمنوں کو مجرم قرار دیا جائے اور حملے کے لئے کوئی جواز پیدا کیا جائے۔ جتنی زیادہ سزا دینی مقصود ہو دشمن کے جرم کو اتنا ہی سنگین بنایا جائے۔ چونکہ حکمِ الٰہی سے مسلمانوں کے مصائب قتل سے بھی خراب تھے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے لازم ہو گیا کہ وہ اپنی مظلومیت کو ان سے جن پر حملہ کیا جاتا ہے بڑا جانیں۔ مسلمانوں کی عظیم مظلومیت ان کے لئے ایمان کے پیمانے کا عقیدہ بن گئی۔

یہی علمِ الٰہی کا مصدر ہے جو قرآن اور حضرت محمد کی سنت میں پایا جاتا ہے۔ جو بار بار وضاحت کرتا ہے کہ کچھ مسلمان اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ان کی مظلومیت ان سے بڑی ہے جن پر حملہ کیا جاتا ہے۔ اس ذہنیت کا اظہار پروفیسر احمد

بن محمد جو مذہبی سیاست کے الجیرین پروفیسر ہیں، نے الجزیرہ ٹی وی پر ڈاکٹر وفا سلطان کے ساتھ مناظرے میں کیا تھا۔ ڈاکٹر سلطان نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ مسلمانوں نے معصوم لوگوں کا قتلِ عام کیا تھا۔ ڈاکٹر سلطان کے ان دلائل کو سنتے ہی احمد بن محمد آگ بگولا ہو گئے اور انہوں نے چیخ چیخ کر یہ کہنا شروع کر دیا:

"ہم مظلوم ہیں۔۔۔ ہم (مسلمانوں) میں کروڑوں معصوم لوگ موجود ہیں جبکہ آپ میں ان کا شمار درجنوں سینکڑوں یا زیادہ سے زیادہ ہزاروں میں ہے"۔

مظلومیت کی یہ سوچ آج بھی مسلم برادریوں کے اذہان کو پراگندہ کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے اعمال کی خود ذمہ داری قبول کرنے سے انکاری رہیں۔

انتقام

جونہی حضرت محمد کی مدینہ میں فوجی طاقت بڑھی اور انہیں فتوحات حاصل ہونے لگیں تو اپنے دشمنوں کے ساتھ انکا رویہ انکے جنگی عزائم کو بے نقاب کر دیتا ہے۔ ان میں سے ایک واقعہ عقبہ کا ہے جس میں ان پر اونٹ کا فضلہ اور آنتیں پھینکی گئی تھیں۔ عقبہ جنگ بدر میں پکڑا گیا۔ اس نے حضرت محمد سے زندگی کی بھیک مانگتے ہوئے یہ استدعا کی تھی کہ "اے محمد میرے بچوں کی کفالت کون کرے گا؟" تو انہوں نے جواب دیا، "جہنم!" اور پھر عقبہ کو قتل کر دیا۔ جنگ بدر کے بعد مکہ کے مرنے والوں کے مقتولوں کی لاشیں ایک گڑھے میں پھینکی گئیں۔ آدھی رات کو حضرت محمد اس گڑھے پر گئے اور مکی افراد کی لاشوں پر مزید لعن طعن کی۔

ایسے واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ حضرت محمد ان سے جنہوں نے انہیں مسترد کیا تھا شدید انتقام لیا کرتے تھے۔ وہ تو مردوں سے بھی جواب طلبی کرنے سے نہ چوکتے تھے۔

وہ لوگ جنہوں نے حضرت محمد کو مسترد کیا ہوتا وہ ان کے قتل کی فہرست اول پر ہوتے تھے۔ جب انہوں نے مکہ کو فتح کیا تو انہوں نے قتل کی حوصلہ شکنی کی۔ تاہم تھوڑے سے لوگ ہر حال میں مارے جانے کی فہرست پر تھے۔ اس فہرست میں تین مرتد افراد بھی شامل تھے ایک مرد اور ایک عورت جنہوں نے مکہ میں حضرت محمد کی بے عزتی کی تھی اور دو غلام لڑکیاں تھیں جو ان کے خلاف طنزیہ گانے گایا کرتی تھیں۔

مکی لوگوں کو قتل کرنے کی فہرست تیار کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت محمد اپنے مسترد کئے جانے پر شدد ردِ عمل کا اظہار کیا کرتے تھے۔ مرتدوں سے فتنہ پیدا ہونے کا ڈر تھا۔ اس لئے کہ وہ ترکِ اسلام کا جیتا جاگتا ثبوت تھے جب کہ وہ جنہوں نے حضرت محمد کو تمسخر کا نشانہ بنایا تھا یا ان کی بے عزتی کی تھی وہ بھی خطرناک سمجھے جاتے تھے کیونکہ انہیں بھی دوسروں کو کمتر ثابت کرنے کی استطاعت حاصل تھی۔

غیر مسلموں پر اطلاق کی صورتیں

غیر مسلمانوں کے ہاتھوں مسترد کئے جانے کی بنیاد حضرت محمد کے جذباتی عالمی نظریئے اور ان کے اپنے ارتداد کے ردِ عمل میں ملتی ہے۔

شروع میں تو حضرت محمد نے اپنی دشمنی کا دائرہ اپنے قبیلے کے بت پرست عربوں تک محدود رکھا۔ ہم حضرت محمد کے برتاؤ کا رجحان بت پرست عربوں کی طرف دیکھ سکتے ہیں جہاں ان کی آزمائشوں میں ٹھوکروں کا احساس ہوتا ہے جو انہوں نے مسلمانوں پر روا رکھیں اس عقیدے کو فروغ دیتا ہے کہ بے دینی نے اس فتنے کو کھڑا کیا۔ وہی رجحان اہلِ کتاب کے ساتھ حضرت محمد کا نظر آتا ہے۔ اسلام کو مسترد کرنے کی وجہ سے انہیں ہمیشہ کے لئے مجرم گردانا گیا۔ اس لئے انہیں کمزور اور کمتر سمجھا گیا۔

فتح مکہ سے پہلے حضرت محمد نے عالمِ کشف میں ایک خواب دیکھا جس میں انہوں نے مکہ میں حج ادا کیا۔ اس وقت یہ عمل ناممکن تھا کیونکہ مسلمان مکہ والوں سے جنگ کر رہے تھے۔ اس خواب کے بعد انہوں نے صلح نامے کی تجویز

پیش کی جس میں انہیں حج کی اجازت ملی۔ یہ معاہدہ دس سال کے لئے تھا۔ اس قرارداد میں ایک بات یہ تھی کہ اگر کوئی مکہ کا شخص بغیر اس کے متولیوں کی اجازت کے ان کے پاس چلا جائے تو وہ اسے واپس کریں گے۔ اس میں غلام اور عورتیں شامل تھیں۔ اس معاہدے میں اس بات کی بھی لوگوں کو اجازت تھی کہ وہ ایک دوسرے کوئی بھی معاہدہ کر سکتے ہیں۔

حضرت محمد نے اس معاہدے کا خود احترام نہ کیا اس لئے کہ جب مکہ کے لوگ ان کے پاس واپس آئے تا کہ اپنی بیویوں اور غلاموں کو واپس لینے کا دعویٰ دائر کریں تو وہ ان بھگوڑوں کو واپس کرنے سے منع کر دیتے اور اس امر میں اللہ کے اختیار کا بیان کرتے۔ پہلا مقدمہ ایک عورت بنام امِ کلثوم کا تھا جس کا بھائی اسے لینے آیا تھا مگر حضرت محمد نے اسے واپس دینے سے انکار کیا جیسا کہ ابنِ اسحٰق اسے بیان کرتے ہیں، ''اسلئے کہ اللہ نے منع کر دیا تھا'' (مزید دیکھیں ق ۶۰: ۱۰)۔

سورۃ ۶۰ میں مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ بے ایمانوں کو اپنے دوست نہ بناؤ۔ اس میں فرمایا گیا ہے کہ اگر مسلمان پوشیدگی میں مکہ والوں سے محبت کریں تو وہ گمراہ ہو گئے ہیں۔ ہر حال میں بے دین خواہش کرتے ہیں کہ مسلمان بھی بے ایمان ہو جائیں۔ سورۃ ۶۰ پوری کی پوری صلح حدیبیہ سے متصادم ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ''ہم ایک دوسرے سے دشمنی نہیں دکھائیں گے اور نہ ہی ہم کوئی راز یا بے ایمانی پالیں گے'' تاہم بعد میں جب مسلمانوں نے مکہ پر حملہ کیا اور اسے فتح کر لیا تو یہ اس بنا پر جائز مانا گیا کہ یہ قریش تھے جنہوں نے معاہدہ کی برخلافی کی تھی۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا کہ بت پرستوں سے کوئی معاہدہ نہ کیا جائے۔۔۔ اللہ بت پرستوں کو کبھی معاف نہیں کرتا'' اور ''بت پرستوں کو جہاں کہیں پاؤ انہیں قتل کر ڈالو'' (ق ۹: ۳،۵)۔

واقعات کی ترتیب سے پتہ چلتا ہے کہ یہی اسلامی نظریہ مستحکم ہو گیا کہ غیر مسلم بے دین اور فطرتاً وعدہ خلاف ہیں اور معاہدے پر قائم نہیں رہتے۔ (ق ۹: ۷۔۸)۔ اسی دوران حضرت محمد نے اللہ کی ہدایت سے کافروں کے معاہدہ توڑنے کا حق حاصل کیا۔ جب حضرت محمد نے اعلیٰ اقتدار کے اختیار کا دعویٰ کیا۔ اپنے معاہدے کی خلاف ورزی کی تو یہ ناراستی کی بات متصور نہ کی گئی۔

ایسے واقعات جیسا ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت محمد بے ایمانوں کو اس قسم کا تصور کرتے ہیں جو مسلمانوں کو ان کے ایمان سے ورغلائیں گے (یعنی وہ فتنہ برپا کریں گے)۔ اس طرح ان سے عمومی تعلقات رکھنے میں مشکل پیدا کر دی جب تک کہ وہ اسلام کو قبول کرنے سے انکار کرتے رہیں۔

ان اگلے حصوں میں ہم غور کریں گے کہ کس طرح حضرت محمد نے اپنے کینہ اور جبر کو عربی یہودیوں کے خلاف استعمال کیا جس کے نہایت المناک نتائج رونما ہوئے۔ حضرت محمد نے عرب سے تعلق رکھنے والے یہودیوں کے ساتھ ملنے جلنے کے بعد اہلِ کتاب سے ذمی معاہدے کے نظام کی ترویج کی بنیاد رکھی جس پر ہم ایک اگلے سبق میں تفصیل سے بات کریں گے۔

یہودیوں سے متعلق حضرت محمد کا ابتدائی نظریہ

مکہ میں سکونت کے دوران حضرت محمد کی یہودیوں سے خاص دلچسپی اپنے اس دعوے کی بنا پر تھی کہ وہ بھی یہودی انبیا کی لڑی سے ہی ایک نبی ہیں۔ مکی دَور کے اواخر اور مدنی دَور کے اوائل میں یہودیوں سے متعلق کئی حوالہ جات موجود ہیں جن میں اکثر انہیں اہلِ کتاب قرار دیا گیا ہے۔ جب مکہ میں قرآن کے نزول کا یہودیوں کے متعلق حوالہ ملتا ہے تو یہ ثابت کرنا تھا کہ اگرچہ ان میں کچھ ایمان لائے اور کچھ ایمان نہ لائے تو بھی حضرت محمد کا پیغام ان سب کے لئے یکساں طور پر برکت کا باعث تھا (ق ۹۸: ۱۔۸)۔

مکہ میں قیام کے دوران حضرت محمد کچھ مسیحیوں سے بھی ملے اور یہ ملاقات نہایت حوصلہ افزا رہی۔ بی بی خدیجہ کے چچیرے بھائی ورقہ نے حضرت محمد کو بتایا کہ آپ نبی ہیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اپنے سفر کے دوران حضرت محمد کی ملاقات ایک راہب سے بھی ہوئی تھی جس کا نام بحیریٰ تھا اور اس نے بھی ان کو بتایا کہ آپ ایک نبی ہیں۔ شاید حضرت محمد کو یہ امید تھی کہ یہودی بھی ان کے پیغام کا مثبت جواب دیں گے اور جان لیں گے کہ وہ اللہ کی جانب سے کھلم کھلا نشان ہیں (ق ۹۸)۔ بلاشبہ حضرت محمد نے کہا کہ جو کچھ وہ سکھا رہے ہیں وہ بالکل وہی ہے جو یہودی مذہب میں تھا جیسے کہ دعائیں پڑھنا اور زکوٰۃ دینا (دین اسلام کا پانچواں رکن جس کے مطابق زکوٰۃ سالانہ مذہبی جزیہ تھا) وغیرہ (ق ۹۸: ۵)۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے صحابہ کرام کو ملکِ شام کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے کی بھی ہدایت کی یعنی یروشلیم کی طرف جو یہودی دستور کی نقل تھی۔

جب حضرت محمد مدینہ میں آئے تو اسلامی روایت میں درج ہے کہ انہوں نے ایک معاہدہ کیا جس میں یہودی جماعت بھی شریک تھی۔ اس معاہدے میں یہودی مذہب کو تسلیم کیا گیا جس میں یہودیوں کو حضرت محمد کے وفادار ہونے کا حکم دیا گیا تھا۔

مدینہ میں مخالفت

حضرت محمد نے مدینہ کے رہنے والے یہودیوں کے سامنے پیغام پیش کیا مگر غیر متوقع مزاحمت ہوئی۔ اسلامی روایت میں اسے حسد بیان کیا گیا ہے۔ حضرت محمد کے کئی الہامی پیغامات میں مسیحی حوالہ جات بھی شامل تھے اور اس میں شک نہیں کہ ربیّوں نے اس متن کا مقابلہ کیا اور اس بات کی نشان دہی کی کہ حضرت محمد نے اس کی متضاد تفسیر کی تھی۔

نبیٔ اسلام نے ربیّوں کے سوالات کو تکلیف دہ پایا۔ اور اس وقت اور زیادہ قرآن کی آیات نازل ہوئیں اور انہیں جواب دینے کے لئے تیار کیا۔ جب حضرت محمد کے سامنے کوئی سوال پیش کیا جاتا تو اس موقعے کو اپنی صفائی پیش کرنے کا ذریعہ بنالیا کرتے تھے جیسا کہ قرآنی آیات میں بھی اس عمل کی عکاسی ہوتی ہے۔

حضرت محمد کا سادہ طریقۂ عمل یہ خیال کرنا تھا کہ یہودی دھوکے باز ہیں وہ اقتباسات کو اس انداز میں بیان کرتے ہیں جو ان کے لئے موزوں ہوتا ہے مگر دوسرے حقائق چھپالیتے ہیں جو انکے جواز کے مطابق نہ ہوں (ق ۳۶: ۷۶؛ ق ۲: ۷۷)۔ اللہ کی طرف سے ایک اَور جواب دیا گیا کہ یہودیوں نے ارادتاً اپنے کلام کو جھوٹ سے بدل ڈالا ہے (ق ۲: ۷۵)۔

ربیّوں سے حضرت محمد کی اسلامی روایت کا یوں ترجمہ کیا گیا ہے کہ وہ حضرت محمد کے دعوے کے مناسب جواب یا حقیقی مکالمات نہ تھے بلکہ فتنہ تھے۔ جن میں اسلام اور مسلمانوں کے ایمان کو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

مسترد کرنے والوں کا مخالف علمِ الٰہیات

حضرت محمد کی یہودیوں سے پریشان کن گفتگو نے ان کے لئے دشمنی کو ہوا دی۔ جبکہ گزری آیات میں کہا گیا تھا کہ چند یہودی باایمان تھے۔ اب قرآن یہ بیان کرتا ہے کہ تمام یہودی نسل لعنتی تھی اور ان میں صرف چند حقیقی مومن تھے (ق ۴: ۴۶)۔

قرآن کا یہ دعویٰ ہے کہ ماضی میں کچھ یہودی اپنے گناہوں کی وجہ سے بندر اور سؤر بن گئے تھے (ق ۲: ۶۵؛ ق ۵: ۶۰؛ ق ۷: ۱۶۶)۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نبیوں کے قتل کرنے والے کہا (ق ۴: ۱۵۵؛ ق ۵: ۷۰)۔ اللہ نے عہد توڑنے والے یہودیوں کے ساتھ ترکِ تعلق کا حکم دے کر ان کے دلوں کو مزید سخت کر دیا تاکہ مسلمان (ماسوائے چند کے) ان سے ہمیشہ دھوکے کی توقع کریں (ق ۵: ۱۳)۔ یہودیوں کے معاہدہ توڑنے کی وجہ سے انہیں نقصان اٹھانے والے کہا گیا جنہوں نے حقیقی رہنمائی کو ترک کیا (ق ۲: ۲۷)۔

مدینہ میں آکر حضرت محمد سمجھنا شروع ہو گئے کہ انہیں یہودیوں کی غلطیوں کو سدھارنے کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے (ق ۵: ۱۵)۔ مدنی دور کے آغاز میں حضرت محمد کو الہامی پیغامات کے ذریعے بتایا گیا کہ یہودیت درست تھی (ق ۲: ۶۲)۔ لیکن ق ۳: ۸۵ کے مطابق یہ منسوخ ہو گئی تھی۔ پھر وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ وہ یہودیت کو منسوخ کرنے آئے ہیں نیز یہ کہ اسلام آخری مذہب ہے اور قرآن آخری الہامی کتاب ہے۔ جو اس پیغام کو مسترد کریں گے وہ ''نقصان اٹھانے والوں'' میں ہوں گے (ق ۳: ۸۵)۔ یہ بات یہودیوں اور مسیحیوں کے لئے ناقابل قبول تھی کہ وہ اپنے قدیم مذہب کو چھوڑ کر حضرت محمد پر ایمان لائیں اور مسلمان بن جائیں۔

قرآن کی ان آیات میں حضرت محمد نے یہودیت کے علمِ الٰہی پر بھرپور حملہ کیا۔ یہودیوں نے حضرت محمد کے پیغام کو رد کیا جس کی وجہ سے انہیں گہری ٹھیس پہنچی تھی۔ اب یہ حضرت محمد کے لئے خود کو سچا ثابت کرنے کا ایک اور موقع تھا جیسے انہوں نے مکہ کے بت پرستوں کے ساتھ سلوک کیا تھا۔ بلکہ اب کی بار حضرت محمد ایک قدم مزید آگے بڑھ گئے اور انہیں ایک جارحانہ جواب دینے کی ٹھانی۔

ارتداد تشدد میں بدل جاتا ہے

مدینہ میں حضرت محمد نے یہودیوں کو خوفزدہ کرنے اور بالآخر ان کا قلع قمع کرنے کی مہم شروع کر دی۔ جنگ بدر میں بت پرستوں پر فتح سے حوصلہ پا کر وہ یہودی قبیلے قینقاع کے پاس گئے اور انہیں غضب الٰہی سے ڈرایا دھمکایا۔ پھر قینقاع کے یہودیوں کا محاصرہ کرنے کی ایک وجہ ان کے ہاتھ آگئی جس کی بنا پر انہیں مدینے سے نکال دیا۔

پھر حضرت محمد یہودیوں کو سلسلہ وار قتلِ عام کا نشانہ بناتے رہے۔ نیز اپنے مقلدین کو بھی یہ حکم دیا کہ ''جو یہودی بھی تمہارے قابو میں آئے اسے قتل کر دو'' اور یہودیوں کے لئے ''اسلیم تسلام'' یعنی ''اسلام قبول کر لو تو تم امان پاؤ گے''۔

حضرت محمد کی سوچ میں ایک گہری تبدیلی رونما ہوئی۔ غیر مسلموں کو اپنی ملکیت اور اپنی زندگی پر حق صرف تب ہو گا جب وہ اسلام اور مسلمانوں کی مدد کریں اور ان کی تعظیم کریں۔ اس کے علاوہ ہر چیز فتنے کے زمرے میں آئیگی جس سے انہیں ان کے خلاف جنگ کرنے کا بہانہ مل جائے گا۔

حضرت محمد کا یہودیوں کے ساتھ برتاؤ کرنے کا کام ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ اس کے بعد بنو نضیر کی باری تھی۔ بنو نضیر کے پورے قبیلے پر یہ الزام تھا کہ انہوں نے معاہدہ توڑا ہے۔ اس لئے ان پر دھاوا بولا گیا اور طویل محاصرے کے بعد انہیں بھی مدینہ بدر کر دیا گیا۔ انہیں اپنی جائیداد چھوڑنا پڑی جو مسلمانوں کے لئے مالِ غنیمت ٹھہری۔

اس کے بعد حضرت محمد نے یہودیوں کے آخری قبیلے بنو قریظہ کا بھی محاصرہ کر لیا اور یہ کام انہوں نے جبرائیل فرشتے کے حکم پر کیا۔ جب یہودیوں نے غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈال دیئے تو یہودی مردوں کے سر مدینہ کے بازاروں میں سرعام قلم کئے گئے۔ مختلف اعداد و شمار کے مطابق ان مردوں کی تعداد ۶۰۰ سے ۹۰۰ کے درمیان تھی جبکہ یہودی بچوں اور عورتوں کو مالِ غنیمت (غلاموں) کی طرح مسلمانوں میں بانٹ دیا گیا۔

حضرت محمد عرب کے یہودیوں کا مکمل صفایہ نہیں کر پائے تھے۔ مدینہ سے ان کا وجود ختم کرنے کے بعد انہوں نے خیبر پر چڑھائی کر دی۔ خیبر کے خلاف اپنی مہم کے ذریعے انہوں نے یہودیوں کے سامنے انتخاب کی دو صورتیں پیش کی تھیں: اسلام قبول کر لو یا مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تاہم، جب مسلمانوں نے خیبر کے یہودیوں کو شکست دی تو ان کے سامنے ایک تیسرا انتخاب بھی پیش کیا: یعنی مشروط شکست کے تحت خیبر کے یہودیوں کو سب سے پہلے ذمی بنایا گیا (اگلا سبق ملاحظہ کیجئے)۔

حضرت محمد کے یہودیوں سے نپٹنے کا قصہ یہاں تمام ہوتا ہے۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ قرآن یہودیوں اور مسیحیوں کو ایک ہی زمرے میں رکھتا ہے یعنی ''اہلِ کتاب''۔ قرآن اور حضرت محمد کی زندگی میں یہودیوں کو ''اہلِ کتاب'' قرار دے کر ان کے ساتھ جو سلوک کیا گیا تھا وہی سلوک صدیوں سے مسیحیوں کے ساتھ بھی روا رکھا گیا ہے۔

ارتداد پر حضرت محمد کے تین قسم کے جوابی ردِ عمل

جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ حضرت محمد کو اپنے دَورِ پیغمبری کے دوران کئی سطحوں پر ارتداد کا سامنا کرنا پڑا: اپنے خاندانی حالات میں، مکہ میں اپنی برادری کے لوگوں سے اور مدینہ میں یہودیوں کی طرف سے۔

نیز ہم یہ بھی مشاہدہ کر چکے ہیں کہ انھوں نے ارتداد پر کس قسم کے ردِ عمل کا سلسلہ وار اظہار کیا تھا۔ شروع شروع میں حضرت محمد نے خود ارتداد سے متعلق ردِ عمل ظاہر کئے جن میں خود کشی کے خیالات، اس بات کا خوف کہ کہیں وہ بدروح گرفتہ اور مایوسی کا شکار تو نہیں۔

پھر انہوں نے ارتداد کے خوف پر قابو پانے کے لئے ردِ عمل کے طور پر اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کی تگ و دو شروع کر دی۔ اس ضمن میں انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اللہ میرے دشمنوں کو جہنم کی سزا دے گا؛ پھر اپنی مخفی شرمندگی پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ اعلان کرنا کہ پچھلے سب نبیوں کو شیطان نے کسی نہ کسی موقعے پر گمراہ کیا نیز اللہ کی طرف سے ایسی آیات بھی نازل ہوئیں جن میں یہ کہا گیا کہ جو لوگ حضرت محمد کے الہاموں کی پیروی کریں گے وہ اس اور آئندہ کی زندگی میں کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔

آخرکار، ان پر جارحانہ ردِ عمل کے جذبات غالب آنے لگے۔ اس کے نتیجے میں انھوں نے فتنوں کا قلع قمع کرنے کے لئے جہاد کا عقیدہ رائج کیا جس میں غیر مسلموں کے خلاف لڑ کر ان پر غلبہ حاصل کرنے پر اکسایا گیا۔

اس کا ردِ عمل یہ ہوا کہ حضرت خود ارتداد کے مرحلے سے گزرے، پھر اپنی تصدیق خود کرنے لگے اور بعد ازاں جارحیت پر اتر آئے۔ حضرت محمد جو خود یتیم تھے اب دوسروں کو یتیم بنانے لگے۔ وہ جو اپنی ذات پر شک کرتے تھے، جنھوں نے خود کشی کرنے کا بھی ارادہ باندھا کیونکہ انھیں ڈر تھا کہ شاید مجھے کوئی بدروح پریشان کرتی ہے الغرض اب وہ خود دوسروں کو مسترد کرنے لگے، بزورِ شمشیر اپنا عقیدہ منوانے لگے تاکہ دوسرے تمام مذاہب پر اپنی دھاک بٹھا کر فضیلت حاصل کریں اور ان کی جگہ لے لیں۔

حضرت محمد کے جذباتی نقطۂ نظر میں، بے ایمانوں کی شکست اور ذلت، ان کے مقلدین کے جذبات کو تسکین پہنچاتی اور غیض و غضب کو مٹاتی ہے۔ جس ''اسلامی امن'' کو جنگ کے ذریعے حاصل کیا گیا تھا اس کا ذکر قرآن میں بھی کیا گیا ہے:

''اور ان سے لڑو اللہ انہیں عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا اور تمیں ان پر مدد دے گا اور ایمان والوں کا جی ٹھنڈا کرے گا'' (ق ۹: ۱۴۔ ۱۵)۔

شروع میں حضرت محمد اور ان کے مقلدین نے کثیر التعداد دیوتاؤں کے ماننے والوں کے ہاتھوں ایذا پائی لیکن جب انہوں نے مدینہ میں اقتدار حاصل کیا تو وہ ایذا رسانی کی طرح اپنی نبوت پر بھی رشک کرنے لگے اور بے ایمانوں اور تمسخر اڑانے والوں سے نپٹنے کے لئے تشدد کے استعمال کی کھلی اجازت بھی دے دی خواہ وہ کثیر التعداد دیوتاؤں کو ماننے والے ہوں یا یہودی یا مسیحی۔ تاکہ وہ ان کی اتباعت میں خاموش یا خائف ہو جائیں۔ حضرت محمد نے نظریاتی اور عسکری لائحہ عمل تیار کیا جس سے انکے اپنے اور ان کی امت کے خلاف ارتداد کے اظہار کا مکمل خاتمہ ہو گیا۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ان کے اس لائحہ عمل کی کامیابی ان کی نبوت و رسالت کی تصدیق کرتی ہے اور انہیں ہر الزام سے بری الذمہ بھی قرار دیتی ہے۔

اس وقت جب ایک طرف یہ سب کچھ اس طرح سے وقوع پذیر ہو رہا تھا دوسری طرف حضرت محمد اپنے پیروکاروں یعنی مسلمانوں پر اپنی گرفت مزید مضبوط سے مضبوط تر کئے جا رہے تھے۔ حالانکہ اس سے پہلے مکہ میں قرآن میں یہ بتایا گیا تھا کہ حضرت محمد صرف "ڈرانے والے" بن کر آئے تھے مگر ہجرت کر کے مدینہ جانے کے بعد وہ مومنوں کے سپہ سالار بن گئے اور ان کی زندگیوں کو اس طور سے اپنے قابو میں کر لیا کہ ایک موقع پر یہ اعلان صادر فرما دیا جس کا ذکر قرآن میں بھی آیا ہے کہ ایک مرتبہ جب "اللہ اور اس کے نبی نے" کوئی فیصلہ کر لیا تو پھر مومنین کے لئے بلا توقف اس کی تابعداری کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہوگا (ق۳۳: ۳۶) اور اللہ کی اطاعت کا راستہ نبی کی اطاعت میں پنہاں ہے (ق۴: ۸۰)۔

مدنی دَور میں حضرت محمد نے جن قواعد و قوانین کے تحت مسلمانوں کو اپنی گرفت میں کیا وہی قوانین آج بھی اسلامی شریعت کے روپ میں مسلمانوں کے لئے بڑی تنگی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ ان شرعی قوانین کی ایک مثال حضرت محمد نے خود متعارف کرائی کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو تین مرتبہ صرف یہ کہہ دے کہ "جا میں تجھے طلاق دیتا ہوں" تو ان کی طلاق واجب ہو جائے گی اور اگر وہ دوبارہ شادی کرنا چاہیں تو اس عورت کے لئے لازم ہوگا کہ وہ پہلے کسی اَور مرد کی بیوی بنے، اس کے ساتھ مباشرت کرے اور پھر اپنے دوسرے شوہر سے طلاق لے کر اپنے پہلے شوہر سے دوبارہ شادی کرنے کے لائق ٹھہرے گی۔ یہ شرع مسلمان عورتوں کے لئے بڑے ہی دکھ اور اذیت کا باعث بنی ہوئی ہے۔

قرآن مجید، حضرت محمد کی نبوت کی کامیابی کے نشانات کی توثیق کرتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت محمد کی اپنی شخصی دستاویز سے ان کے اپنے ارتداد کے لئے اپنے دشمن رجحان اور جارحیت کا ثبوت ملتا ہے۔ وہ مخصوص پہچان جو غیر مسلم کو دی گئی جیسے خاموشی، جرم اور احسان وہ حضرت محمد کے اپنے مسترد کئے جانے کے ارتقائی عمل کی وجہ سے تھا۔ اور جنہوں نے انہیں قبول کرنے سے انکار کیا ان پر (حضور کا) ناکامی اور ارتداد کے لئے پر تشدد نفاذ ہوا یعنی وہ جنہوں نے یہ کہنے سے انکار کیا کہ "میں ایمان رکھتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے رسول ہیں۔"

یہاں پہنچ کر ارتداد کے حوالے سے حضرت محمد کے شخصی تجربات کا جائزہ اختتام پذیر ہوتا ہے جس میں ہم نے دیکھا کہ جس جس طرح سے انھیں مسترد کیا گیا اسی طرح انھوں نے دوسروں کو بھی مسترد کیا اور اپنی سچائی کو ثابت کرنے کی کامیابی کی تلاش میں انھوں نے اپنے دشمنوں کو بھی ملیامیٹ کرنے سے دریغ نہ کیا۔

"بہترین نمونہ"

اس سبق میں ہم حضرت محمد کی چند کلیدی خصوصیات کے بارے میں سیکھ رہے ہیں۔ اگرچہ اسلام میں انھیں نسلِ انسانی کی پیروی کے لئے بہترین نمونہ قرار دیا گیا ہے مگر ہم نے دیکھا ہے کہ ارتداد نے کس کس طرح سے ان کی زندگی کو گہرے طور پر متاثر کیا تھا۔ ان کے جوابی ردِ عمل میں اپنی خودی سے ارتداد، خود کو سچا ثابت کرنے کی تگ و دو، گرفت اور جارحیت جیسے عناصر شامل تھے۔ ارتداد کے جواب میں ایسے ردِ عمل کا اظہار کرنا خود ان کے لئے نقصان دہ تھا مگر وہ نقصان آج بھی بہت سے لوگوں کے لئے وبالِ جان بنا ہوا ہے۔

حضرت محمد کی شخصی تاریخ کو جاننا نہایت ضروری ہے کیونکہ ان کے شخصی مسائل آج اسلامی شریعت اور اسلامی عالمی منظر نامے کے بموجب عالمی مسائل کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ اس طرح ہر مسلمان روحانی طور پر حضرت محمد کے کردار اور نمونے کے بندھ میں جکڑا ہوا ہے۔ یہ بندھن کلمہ شہادت کا رسمی اقرار کرنے کے ذریعے مزید مضبوط ہو جاتا ہے اور کلمۂ شہادت کے اعلان و اقرار کے ذریعے ادا کی جانے والی دوسری رسومات کے ذریعے عمل میں بھی لایا جاتا ہے۔ ہر مسلمان بچہ پیدا ہوتے ہی اپنے کانوں میں جو پہلی آواز سنتا ہے وہ اسی کلمۂ شہادت کی آواز ہوتی ہے جو اذان کی صورت میں اس کے کانوں میں بولی جاتی ہے۔

کلمۂ شہادت اس بات کا اعلان ہے کہ حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں نیز یہ اس بات کو تسلیم کرنا بھی ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو حضرت محمد کے ذریعے جو اللہ کے رسول ہیں ہم تک پہنچایا گیا ہے۔ کلمۂ شہادت پڑھنے سے مسلمان قرآن کی ان تمام باتوں پر ایمان کا اقرار کرتے ہیں جو حضرت محمد کے حوالے سے اس میں لکھی ہیں جن میں ان کے نمونے کی تقلید کرنے کا فریضہ، حضرت محمد کی طرف سے ان کی پیروی نہ کرنے والوں کے لئے ڈرانے دھمکانے اور لعن طعن کرنے کی سب باتوں کی قبولیت اور ان کے پیغام کو رد کرنے اور ان کی پیروی کرنے سے انکار کرنے والوں کی مخالفت کرنے حتیٰ کہ ان سے جہاد کرنے تک کے فرائض بھی شامل ہیں۔

در حقیقت، کلمۂ شہادت روحانی دنیا میں تاریکی کے حاکموں اور قوتوں (افسیوں ٦: ١٢) کے ساتھ ایک خاص تعلق کا اعلان بھی ہے جو حضرت محمد کے نمونے پر چلنے والے ہر مسلمان مومن کی زندگی میں ایک خاص عہد کے طور پر پایا جاتا ہے کیونکہ اس نے حضرت محمد کے ساتھ ایک "روحانی بندھن" قائم کر رکھا ہے (دیکھیں سبق ہفتم)۔ یوں اس کا حضرت محمد کے ساتھ ایک روحانی تعلق جڑ جاتا ہے۔ اس عہد کے ذریعے مسلمان مومنین کی زندگیوں پر بھی تاریکی کی قوتوں اور طاقتوں کی طرف سے عین وہی اخلاقی اور روحانی مسائل مسلط کر دیئے جاتے ہیں جن کا سامنا اپنے دَور میں حضرت محمد کو بھی کرنا پڑا تھا اور جن کی تعلیم اور عملی صورت اسلامی شریعت کے اندر بھی صاف صاف دکھائی دیتی ہے جس کی اسلامی معاشروں پر گہری چھاپ بھی نظر آتی ہے۔

اب تک ہم سنت نبوی کے کچھ منفی پہلوؤں پر غور کر رہے ہیں جن کا اظہار ہمیں بہت سے مسلمانوں کی عملی زندگی میں بھی برملا نظر آتا ہے خاص طور پر وہ جو کلمۂ شہادت اور اسلامی شریعت کی سختی سے پابندی اور پاسداری کرتے ہیں۔ ذیل میں چند اُن منفی خصوصیات کی فہرست پیش کی گئی ہیں جو ہمیں حضرت محمد کے نمونے اور تعلیمات میں صاف صاف نظر آتی ہیں:

- تشدد اور جنگ
- قتل وغارت
- غلامی
- بدلہ اور انتقام
- نفرت اور تعصب
- عورتوں سے نفرت
- یہودیوں سے نفرت
- بدسلوکی
- شرمندگی اور دوسروں کو شرمندہ کرنا
- خوف وہراس
- گمراہی
- ٹھوکر کھانا
- مظلومیت
- خود کو سچا ثابت کرنا
- احساسِ برتری

- خدا کی غلط نمائندگی کرنا
- دوسروں پر غلبہ
- زنا بالجبر

جب جب مسلمان کلمہ شہادت پڑھتے ہیں تو وہ مسیح اور بائبل کے متعلق قرآن اور سنت کے دعوؤں کی تصدیق کرتے ہیں۔ان میں یہ باتیں شامل ہیں:

- مسیح کی صلیبی موت سے انکار
- صلیب سے نفرت
- یسوع کو خدا کا بیٹا ماننے سے انکار (اور جو اس پر ایمان رکھتے ہیں ان پر لعن طعن کرنا)
- یہ الزام عائد کرنا کہ یہودیوں اور مسیحیوں نے اپنی اپنی الہامی کتابوں میں ردوبدل کیا ہے
- یہ دعویٰ کرنا کہ یسوع آکر مسیحیت کا خاتمہ کر دیں گے اور پوری دنیا کو حضرت محمد کی شریعت کے تابع ہو جانے پر مجبور کریں گے۔

یہ تمام اوصاف یقیناً ایک بھاری بوجھ ہیں۔دین اسلام کو ترک کر کے یسوع مسیح کی پیروی کرنے والوں کی مشکلات میں سے ایک یہ ہے کہ انھیں اس بات کا ٹھوس فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں سے ان اسلامی اقدار میں سے ہر ایک کو ترک کرتے ہوئے اپنی زندگی میں ان کا مکمل صفایہ کریں گے بصورتِ دیگر ان کی زندگی میں ان کا نشان باقی رہ جائے گا۔ یہ بھی ایک سبب ہو سکتا ہے جس کی وجہ سے بہت سے مسلمانوں کو مسیح کی طرف رجوع لانے کے بعد بھی اپنی مسیحی زندگی میں مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

اگر حضرت محمد کے رسول ہونے کے مقام کو خصوصاً ترک نہیں کیا جاتا تو قرآن کی لعنتیں اور آفتیں، حضرت محمد کی خداوند یسوع مسیح کی صلیبی موت اور خداوندیت کی مخالفت ہمارے روحانی عدمِ استحکام کا باعث بن سکتی ہے جو کسی بھی ایماندار کو بآسانی خوف اور بے یقینی و بے اعتقادی سے دوچار کر سکتی ہے تاکہ وہ مسیح کی پیروی کا اعتماد کھو بیٹھے۔ یہ عمل کسی بھی ایماندار کی شاگردیت پر گہری اور کاری ضرب لگانے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

جب بھی کوئی شخص اسلام کو ترک کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ خاص طور پر حضرت محمد کے نمونے اور تعلیم کو بھی مسترد کرتے ہوئے اپنی زندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ترک کرے اور ساتھ ہی ساتھ ان تمام لعنتوں سے بھی دستبردار ہو جائے جو کلمہ شہادت سے وابستہ ہیں۔یعنی اس ایمان کو بھی مسترد کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔اگلے سبق میں ہم یسوع مسیح کی زندگی اور صلیب پر غور کرتے ہوئے سیکھیں گے کہ ہم یہ کام کیسے انجام دے سکتے ہیں نیز حضرت محمد کے نمونے سے مکمل آزادی حاصل کرنے کی چند زور آور کنجیاں بھی تجویز کی جائیں گی۔

رہنمائے مطالعہ

چوتھا سبق

ذخیرۂ الفاظ

شیطانی آیات	صلحِ حدیبیہ
منسوخی	زکوٰۃ
جن	اسلیم تسلام
قَرین	خیبر
ہجرت	ذمی
فتنہ	اہلِ کتاب

ارتداد کے جوابی ردِ عمل: از خود ارتداد، از خود تصدیق، جارحیت

نئے نام

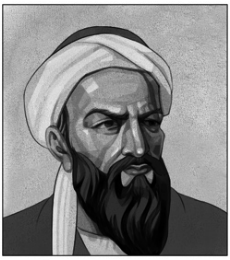

- قریش، مکہ میں حضرت محمد کا قبیلہ
- عبداللہ بن عبدالمطلب: حضرت محمد کے والدِ عربی (وفات ۵۷۰ء)
- ابو طالب: حضرت محمد کے چچا اور مربی (وفات ۶۲۰ء)
- ابو لہب: حضرت محمد کے چچا اور مخالف (وفات ۶۲۴ء)
- بی بی خدیجہ: حضرت محمد کی مکی بیوی (وفات ۶۲۰ء)
- ابنِ کثیر: شامی مؤرخ اور عالم (۱۳۰۱ء تا ۱۳۷۳ء)
- ابنِ اسحق: شامی مسلمان اور حضرت محمد کا سوانح نگار (۷۰۴ء تا ۷۶۸ء)۔ اس نے اپنے ہاتھ سے حضرت محمد کی جو سوانح حیات لکھی تھی اس کی تدوین ابنِ ہشام نے کی تھی (۸۳۳ء)۔
- جبرائیل: ایک مبینہ فرشتہ جو حضرت محمد کو وحی کے ذریعے پیغامات دیا کرتا تھا
- ورقہ: حضرت محمد کی پہلی زوجہ بی بی خدیجہ کا مسیحی کزن۔
- علی بن ابو طالب: حضرت محمد کا چچیرا بھائی، ابو طالب کا بیٹا اور حضرت محمد کا دوسرا مرید (۶۰۱ء تا ۶۶۱ء)
- ال طبری: نامور مسلمان مؤرخ اور قرآنی مفسر (۸۳۹ء تا ۹۲۳ء)
- لات، عزیٰ اور منات: مکی دیویاں، جنہیں اللہ کی بیٹیاں کہا جاتا تھا

- بنو ہاشم: حضرت محمد کے پڑداداہاشم کی اولاد
- یثرب: مدینے کا پرانا نام
- انصار (مددگار): حضرت محمد کی تقلید کرنے والے اہلِ مدینہ
- ڈاکٹر وفا سلطان: شامی نژاد امریکی ماہرِ نفسیات اور نقادِ اسلام (پیدائش ۱۹۵۸ء)
- احمد بن محمد: الجیرین نژاد مذہبی سیاسیات کا پروفیسر
- عقبہ: ایک مکی عرب جس نے حضرت محمد پر حملہ کیا تھا
- بحیریٰ: ایک مسیحی راہب جس کی دورانِ سفر حضرت محمد سے ملاقات ہوئی
- بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریضہ: مدینے میں قیام پذیر یہودی قبائل

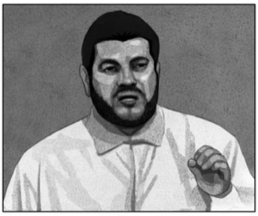

اس سبق میں بائبل کے حوالہ جات

افسیوں ۶:۱۲

اس سبق میں قرآن کے حوالہ جات

ق۱۱۱	ق۴۶:۲۹۔۳۲	ق۳۶:۷۶	ق۲:۲۷
ق۹۳	ق۷۱:۱۔۱۵	ق۲:۷۷	ق۵:۱۵
ق۱۰۹:۶	ق۸۳:۲۹۔۳۶	ق۲:۷۵	ق۲:۶۲
ق۵۳	ق۲:۱۹۰۔۹۳	ق۴:۴۶	ق۳:۸۵
ق۲۲:۵۲	ق۲:۲۱۷	ق۲:۶۵	ق۹:۱۴۔۱۵
ق۵۳:۱۔۳	ق۸:۳۹	ق۵:۶۰	ق۳۳:۳۶
ق۶۸:۱۔۴	ق۲:۱۹۳	ق۷:۱۶۶	ق۴:۸۰
ق۲۰:۶۴،۶۹	ق۶۰:۱۰	ق۴:۱۵۵	
ق۲۶:۴۰۔۴۴	ق۹:۳۔۵،۷۔۸	ق۵:۷۰	
ق۱۰:۹۵	ق۹۸:۱۔۸	ق۵:۱۳	

چوتھے سبق کے سوالات

- تجزیاتی مطالعے پر بحث کریں

خاندانی شروعات

۱۔ ضرت محمد کو اپنی زندگی کے ابتدائی سالوں میں کون کون سے تین تکلیف دہ واقعات پیش آئے؟

۲۔ حضرت محمد کے چچا ابو لہب کس بات کے لئے مشہور ہیں؟

۳۔ حضرت محمد کی بی بی خدیجہ سے شادی کے چھ منفرد پہلو کون سے ہیں؟

۴۔ حضرت محمد اور بی بی خدیجہ کو بچوں کی پیدائش کے معاملے میں کون سا دکھ اٹھانا پڑا؟

۵۔ وہ کون سے دو کردار تھے جنہوں نے حضرت محمد کی بڑی دیکھ بھال کی؟

ایک نئے دین کی بنیاد رکھی جاتی ہے (مکہ)

۶۔ جب حضرت محمد پر ان کے بقول جبرائیل فرشتے کی طرف سے وحی نازل ہونا شروع ہوئی تو اس وقت ان کی عمر کتنی تھی نیز انہوں نے اس پر کس قسم کے ردِ عمل کا اظہار کیا تھا؟

۷۔ جب ورقہ نے حضرت محمد پر وحی کے نزول کی بابت سنا تو انہوں نے کیا کہا؟

۸۔ وہ کون سی بات تھی جس کا حضرت محمد کو ہمیشہ ڈر لگا رہتا تھا اور ان کے اللہ نے ہمیشہ ان کو تسلی دی؟

۹۔ دین اسلام پر ایمان لانے والے پہلے مومنین کون کون تھے؟

حضرت محمد کا اپنا قبیلہ

۱۰۔ وہ کون سی وجہ تھی جس کے باعث حضرت محمد کی چھوٹی سی مسلمان برادری کو ایک حقیر اقلیت بننا پڑا؟

۱۱۔ چچا ابو طالب نے مسلمان نہ ہونے کے باوجود کون سا اہم کردار ادا کیا تھا؟

۱۲۔ حضرت محمد اور ان کے دین کے بارے میں مکی قبیلے قریش نے کون سا نیا منصوبہ تیار کیا تھا؟

۱۳۔ کئی مسلمانوں نے جان بچانے کے لئے کس مسیحی ملک میں پناہ لی تھی اور ان کے ساتھ جانے والے خاندانوں میں مردوں کی تعداد کتنی تھی؟

اپنی ذات پر شبہ اور خود کو درست ثابت کرنے کی کوشش

۱۴۔ حضرت محمد کو کس معاہدے کی پیشکش کی گئی جس کا ذکر قرآن ۱۰۹:۶ میں بھی آیا ہے؟

۱۵۔ حضرت محمد نے مکہ والوں کو کون سی رعایت دی تھی جس پر وہ بہت خوش ہوئے مگر بعد ازاں انہوں نے اسے پلٹ دیا اور اسے اب شیطانی آیات سے موسوم کیا جاتا ہے؟

۱۶۔ حضرت محمد کے اس پلٹے کے بعد قرآن ۲۲:۵۲ میں اس پر کون سا عذر پیش کیا گیا؟

۱۷۔ حضرت محمد نے اپنی برتری جتانے کے لئے کتنی باتوں میں لاف زنی کی تھی؟

۱۸۔ مکی دَور کے آخر میں حضرت محمد نے کس نظریئے کو "کامیابی" کا ایک نیا نظریہ بنا دیا تھا؟

مزید ارتداد اور نئے حلیف

۱۹۔ کون سی دوہری چوٹ حضرت محمد کی منتظر تھی اور انہیں نئے احتجاجی کہاں سے ملے؟

۲۰۔ جب حضرت محمد طائف سے لوٹے تو وہ کون تھے جنہوں نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر اسلام قبول کر لیا تھا؟

۲۱۔ ڈوری صاحب نے وہ کون سی دو وجوہات بیان کی ہیں جو کئی مسلمانوں کے روحانی دنیا سے تعلق کے اسباب بیان کرتی ہیں؟

۲۲۔ مدینہ سے تعلق رکھنے والے انصار بھائیوں نے حضرت محمد کو کس بات کی ضمانت دی تھی؟

۲۳۔ وہ کون سی چیز جسے حضرت محمد مکہ میں حاصل نہ کر پائے مگر مدینہ میں انہوں نے پہلے سال ہی میں حاصل کر لی تھی؟

کیا حضرت محمد مکہ میں واقعی پر سکون رہے؟

۲۴۔ مکی سورتوں میں کون کون سے بھیانک اعلانات کئے گئے ہیں؟

۲۵۔ ابنِ اسحق کے مطابق، حضرت محمد نے مکہ کے قریشی قبیلے کے ساتھ کیا کرنے کا وعدہ کیا تھا؟

ایذارسانی سے قتلِ عام تک

۲۶۔ قریش نے وہ کون سی چیز استعمال کی تھی جس کا الزام حضرت محمد نے ان پر عائد کیا تھا جس نے بدلے میں جنگ کے پورے مقصد کو بھی درست ثابت کیا تھا؟

۲۷۔ حضرت محمد کے مطابق، لوگوں کا قتلِ عام کرنے یا پر زور طریقے سے مقدس مہینے کو پامال کرنے سے زیادہ سنگین جرم کون سا ہے؟

۲۸۔ وہ کون سی چیز ہے جو جہاد کو ہمیشہ جائز قرار دیتی ہے؟

۲۹۔ اگر آپ "بے ایمانی کا ارتکاب" کرتے ہیں تو مسلمان علما اور شامی نژاد ایرانی عالم ابنِ کثیر کے مطابق آپ کس سزا کے مستحق ٹھہرتے ہیں؟

"ہم مظلوم ہیں!"

۳۰۔ مسلمان کیوں اپنے ہاتھوں سے دشمن کو قتل کرنے سے زیادہ اپنی مظلومیت کو برا سمجھتے ہیں؟

۳۱۔ ڈاکٹر وفا سلطان کے ساتھ مناظرے کے دوران پروفیسر احمد بن محمد نے اپنی مظلومیت کا رونا کیسے رویا؟

انتقام

۳۲۔ حضرت محمد نے عقبہ کو کیسے ٹھکانے لگایا اور ان کے اس رویئے سے کیا ظاہر ہوتا ہے؟

۳۳۔ حضرت محمد نے مکی اسیروں کو قتل کرنے کی جو فہرست تیار کر رکھی تھی وہ کس چیز کی عکاسی کرتی ہے؟

غیر مسلموں پر اطلاق کی صورتیں

۳۴۔ جب اہلِ کتاب نے بھی دینِ اسلام کو مسترد کر دیا تو کون سی سزا ان کی منتظر تھی؟

۳۵۔ ڈوری صاحب کے مطابق، کون سی بات حضرت محمد کی پوری زندگی پر سب سے زیادہ غالب رہی؟

۳۶۔ حضرت محمد نے یہ کیوں محسوس کیا کہ وہ صلحِ حدیبیہ کی خلاف ورزی کر سکتے ہیں؟

۳۷۔ ق۹:۳۔۵ میں مسلمانوں کو بت پرستوں کے کیسا سلوک کرنے کی تلقین کی گئی ہے؟

یہودیوں سے متعلق حضرت محمد کا ابتدائی نظریہ

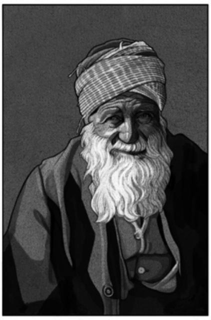

۳۸۔ قرآن کی مکی سورتوں اور سورۃ ۹۸ میں یہودیوں کے بارے میں کیا کچھ کہا گیا ہے؟

۳۹۔ کس بات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت محمد کو یہ امید تھی کہ یہودی ان کے پیغام پر مثبت ردِ عمل کا اظہار کریں گے؟

مدینہ میں مخالفت

۴۰۔ حضرت محمد کو مدنی یہودی ربیّوں کے ساتھ تبادلے کے وقت ہر بار نئے قرآنی الہاموں پر انحصار کیوں کرنا پڑتا تھا؟

۴۱۔ حضرت محمد نے یہودیوں کے فتنے کا کن دو طریقوں سے جواب دیا تھا؟

مسترد کرنے والوں کا مخالف علم الٰہیات

۴۲۔ ڈوری صاحب نے حضرت محمد کے یہود مخالف نئے پیغام کو کس طرح سے بیان کیا ہے: ہر سورۃ میں سے "یہودی تھے" کے الفاظ پر مبنی جملوں پر غور کیجئے:

(۱) ق۴:۴۶۔۔۔

(۲) ق۷:۱۶۶، وغیرہ۔۔۔

(۳) ق۵:۷۰ ۔۔۔

(۴) ق۵:۱۳۔۔۔

(۵) ق۲:۲۷۔۔۔

۴۳۔ اب حضرت محمد کیا سمجھنے لگے تھے کہ ان کے پیغام نے کسے منسوخ کر دیا ہے؟

ارتداد تشدد میں بدل جاتا ہے

۴۴۔ حضرت محمد نے پہلے مدنی یہودی قبیلے قنیقاع سے کیا سلوک کیا تھا؟

۴۵۔ حضرت محمد نے مدینے کے باقی یہودیوں کے سامنے اسلیم تسلام کا پرچار کیوں کیا تھا؟

۴۶۔ حضرت محمد نے دوسرے مدنی یہودی قبیلے بنو نضیر کے ساتھ کیا کیا تھا؟

۴۷۔ حضرت محمد نے تیسرے مدنی یہودی قبیلے بنو قریضہ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا تھا؟

۴۸۔ حضرت محمد نے خیبر نامی یہودی قبیلے سے کیا کیا تھا؟

۴۹۔ دینِ اسلام میں اہلِ کتاب کن کو سمجھا جاتا ہے؟

ارتداد پر حضرت محمد کے تین قسم کے جوابی ردِ عمل

۵۰۔ ارتداد کی مختلف صورتوں کے نتیجے میں حضرت محمد نے کن تین قسم کے جوابی ردِ عمل کا اظہار کیا تھا؟

۵۱۔ ق۹:۱۴۔۱۵ کے مطابق، وہ کون سی چیز ہے حضرت محمد اور اس کے پیروکاروں کے جذبات کو "شفا" دے کران کے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کر سکتی ہے؟

۵۲۔ حضرت محمد نے اپنے اور اپنے بھائیوں کے ارتداد کی روک تھام کے لئے کیا کیا تھا؟

۵۳۔ مدینہ ہجرت کرنے کے بعد حضرت محمد کے کردار میں کون سی تبدیلی آئی؟

۵۴۔ قرآن کی آخری آیات میں اللہ کی اطاعت کی کون سی راہ بتائی گئی ہے؟

۵۵۔ غیر مسلموں کے لئے لازمی قرار دی گئی خاموشی، شرمندگی اور شکر گزاری کی بنیاد کس چیز پر ہے؟

"بہترین نمونہ"

۵۶۔ حضرت محمد کے مسائل آج کس طرح عالمی مسائل کا روپ دھار چکے ہیں؟

۵۷۔ وہ کون سے پہلے الفاظ ہیں جو نومولود بچے کے کان میں بولے جاتے ہیں؟

۵۸۔ کلمۂ شہادت پڑھتے وقت مسلمان لوگ کون سی دو باتوں پر ایمان لانے کا اقرار کرتے ہیں؟

۵۹۔ ڈوری کے مطابق، کلمۂ شہادت پڑھنے سے روحانی طاقتوں کو کس بات کی اجازت دی جاتی ہے؟

۶۰۔ اگر آپ شخصی طور پر مسلمانوں کے ساتھ بالمشافہ ملاقات کا تجربہ رکھتے ہیں تو بتایئے کہ آپ نے ان کی شخصیت میں حضرت محمد کے نمونے کے ذیل میں دیئے گئے جدول کے مطابق ۱۹ میں سے کن کن پہلوؤں کی موجودگی کا مشاہدہ کیا ہے؟ (ایک یا زیادہ پر نشان لگائیں)

- تشدد اور جنگ
- قتل وغارت
- غلامی
- بدلہ اور انتقام
- نفرت
- عورتوں سے نفرت
- یہودیوں سے نفرت
- گمراہی
- ٹھوکر کھانا
- مظلومیت
- خود کو سچا ثابت کرنا
- احساسِ برتری
- خدا کی غلط نمائندگی کرنا
- دوسروں پر غلبہ

- بدسلوکی
- زنا بالجبر
- شرمندگی اور دوسروں کو شرمندہ کرنا
- ان میں سے کوئی نہیں
- خوف وہراس

۶۱۔ قرآن اور سنتِ نبوی میں مسیح کے خدا کا بیٹا ہونے کے حوالے سے کس ردِ عمل کا اظہار کیا گیا ہے؟

۶۲۔ قرآن اور سنتِ نبوی میں بائبل کے حوالے سے کس ردِ عمل کا اظہار کیا گیا ہے؟

۶۳۔ قرآن اور سنت میں یسوع (عیسیٰ) کے بارے میں میں کیا بتایا گیا ہے کہ وہ زمین پر آکر مسیحیوں کے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟

۶۴۔ جب ہم حضرت محمد کے نمونے اور اس سے وابستہ لعنتوں کو مسترد اور ترک کرتے ہیں تو ہمیں اس کے علاوہ کیا کچھ ترک کرنے کی ضرورت ہوتی ہے؟

۶۵۔ حضرت محمد کو مکمل طور پر ترک کرنے سے ناکامی کی صورت میں کون کون سے چار روحانی نتائج بھگتنا پڑ سکتے ہیں؟

۵

کلمۂ شہادت سے آزادی

"اس لئے اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے۔"
۲۔کرنتھیوں ۵:۱۷

سبق کے اغراض ومقاصد

الف۔ خداوند یسوع اور حضرت محمد کی شخصیات، حالاتِ زندگی اور ارتداد پر جوابی ردِ عمل کا اظہار کرنے میں فرق بیان کرنا اور سمجھنا۔

ب۔ جائزہ لینا کہ خداوند یسوع کو کس کس طرح سے آزمایا، ٹھکرایا اور حقارت سے ستایا گیا۔

ج۔ سمجھنا کہ خداوند یسوع نے ارتداد کو قبول اور تشدد کو مسترد کیا۔

د۔ مسیح خداوند کی اپنے دشمنوں سے محبت رکھنے کی تعلیم کے گہرے اثر کو سراہنا۔

ہ۔ تسلیم کرنا کہ خداوند یسوع نے اپنے شاگردوں اور تمام مسیحیوں کو پہلے ہی سے ایذارسانی کے لئے تیار کیا تھا۔

و۔ سمجھنا کہ خدا نے کس طرح انسانی اور الٰہی ارتداد کا خداوند یسوع مسیح کی صلیبی موت کے ذریعے برملا اظہار کیا۔

ز۔ غور کرنا کہ کس طرح قیامت اور صعود کے واقعات خداوند یسوع مسیح کی موت کی تصدیق کرتے ہیں۔

ح۔ جاننا کہ حضرت محمد خداوند یسوع کی صلیب سے کس قدر شدید نفرت کرتے تھے۔

ط۔ مسیح خداوند کی پیروی کرنے کا عہد کرنا اور اقرار کی دعا پڑھنا۔

ی۔ کلمۂ شہادت کو ترک کرنے کی تیاری کے سلسلہ میں کتابِ مقدس کی ۱۵ مخصوص سچائیوں سے متعلقہ آیات پر غور و خوض کرنا۔

ک۔ ترکِ تعلق کی دعا کے ذریعے کلمۂ شہادت سے روحانی آزادی حاصل کرنے کا دعویٰ کرنا۔

تجزیاتی مطالعہ: آپ کیا کہیں گے؟

آپ کو نائیجیریا کے ایک شہر جوز (Jos) میں منعقدہ کانفرنس بعنوان ''ایمان اور عدل'' میں مدعو کیا گیا ہے۔ آپ کے تمام اخراجات انتظامیہ کے ذمے ہونگے اور آپ وہاں شعبۂ ابلاغ میں ایک رضاکار معاون کے طور پر خدمت انجام دینے جا رہے ہیں۔ شرکاء کے پرجوش مباحثے دیکھ کر آپ نے بھی دلچسپی لینا شروع کر دی اور قیادت کی طرف سے آپ کی حوصلہ افزائی کی گئی کہ آپ چھوٹے گروپس کے تعلیمی اجلاسوں میں بیٹھیں اور ان کی بحث کو سنیں۔ آپ خوشی خوشی آمادہ ہو جاتے ہیں۔

اگلے دن، آپ کے چھوٹے گروپ میں اس موضوع پر بحث چل رہی ہے کہ ''کیا مسیحیوں کو تیسرا گال پھیرنا چاہیئے؟'' آپ کے گروپ کے دو لوگ پرزور طریقے سے مستقل عدمِ تشدد، مسلسل امن پسندی اور ہر قسم کے تشدد کی فضا سے دُور رہنے کے نظریئے کو فروغ دے رہے ہیں۔ آپ کے گروپ کے کئی دوسرے لوگ احتجاجاً یہ کہہ رہے ہیں کہ ''ڈر کر بھاگ جانا اور عدمِ تشدد کا راستہ اختیار کرنے سے مسلمانوں کو مزید شہ ملے گی کہ وہ پورے نائیجیریا میں سے دوسرے مذاہب کا مکمل صفایہ کر دیں۔'' ان کی دلیل یہ تھی کہ مسلمان صرف بھرپور مزاحمت، مکمل حفاظتی انتظامات اور ایک دلیر کلیسیائی قیادت کا احترام کریں گے۔ سچے مسیحی بھاگتے نہیں بلکہ اپنے گھروں اور دیہاتوں کا دفاع کرتے ہیں''۔

دونوں فریقین اپنے اپنے دلائل کو درست ثابت کرنے کے لئے کتاب مقدس کا بھی خوب استعمال کر رہے ہیں۔ بالآخر وہ آپ کی جانب مڑتے اور کہتے ہیں، ''جناب، آپ کیا کہتے ہیں؟ یسوع نے کہا تھا کہ دوسرا گال بھی پھیر دو۔ کیا ہمیں تیسرا گال بھی پھیر دینا چاہیئے؟''

آپ کیا کہیں گے؟

سبق کے ان حصوں میں ہم غور کریں گے کہ کس نے ارتداد سے متعلقہ تجربات پر کس قسم کے ردِ عمل کا مظاہرہ کیا تھا۔ خداوند یسوع کی زندگی بھی ارتداد کے حوالے سے حضرت محمد کی زندگی سے قطعاً مختلف نہیں تھی جس کا نقطہ عروج صلیبی موت تھا۔ حضرت محمد نے ایذا رسانی کے جواب میں انتقام کی طرف قدم بڑھایا جبکہ مسیح خداوند کا ردِ عمل ان سے یکسر مختلف تھا۔

ایک مشکل آغاز

حضرت محمد کی طرح خداوند یسوع مسیح کے خاندانی حالات بھی چنداں بہتر نہ تھے۔ ان کی ولادت پر ناجائز ہونے کا ڈر ان پر منڈلاتا رہا (متی ۱:۱۸۔۲۵)۔ وہ اصطبل میں غربت کی حالت میں پیدا ہوئے (لوقا ۲:۷)۔ ان کی پیدائش کے بعد ہیرودیس بادشاہ نے انھیں قتل کرنے کی کوشش کی۔ پھر وہ پناہ گزین بن گئے اور مصر کو چلے گئے (متی ۲:۱۳۔۱۸)۔

یسوع سے سوال کئے جاتے ہیں

جب خداوند یسوع مسیح تیس برس کے ہوئے تو انہوں نے تعلیم دینے کی خدمت شروع کی۔ اور انہیں بڑی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ جیسے حضرت محمد کے ساتھ ہوا، اسی طرح یہودی مذہبی رہنما یسوع کو پھنسانے اور اس کے اختیار کو حقیر ثابت کرنے کی غرض سے سوال پوچھنے لگے:

> ''۔۔۔فقیہہ اور فریسی اسے بے طرح چمٹنے اور چھیڑنے لگے تاکہ وہ بہت سی باتوں کا ذکر کرے۔ اور اس کی گھات میں رہے تاکہ اس کے منہ سے کوئی بات پکڑیں'' (لوقا ۱۱:۵۳۔۵۴)۔

متعلقہ سوالات یہ تھے:

- خداوند یسوع سبت کے دن لوگوں کی مدد کیوں کرتے تھے؟ یہ سوال اس بات کو بتانے کے لئے کیا جاتا تھا کہ وہ شریعت کی حکم عدولی کر رہے تھے (مرقس ۳:۲؛ متی ۱۲:۱۰)
- جو کچھ وہ کر رہے تھے وہ کس کے اختیار سے کرتے تھے؟ (مرقس ۱۱:۲۸؛ متی ۲۱:۲۳؛ لوقا ۲۰:۲)
- کیا آدمی کے لئے اپنے بیوی کو طلاق دینا جائز ہے؟ (مرقس ۱۲:۱۵؛ متی ۲۲:۱۷؛ لوقا ۲۰:۲۲)
- کیا قیصر کو جزیہ دینا روا ہے؟ (مرقس ۱۲:۱۵؛ متی ۲۲:۱۷؛ لوقا ۲۰:۲۲)
- سب سے بڑا حکم کون سا ہے؟ (متی ۲۲:۳۶)
- مسیح کس کا بیٹا ہے؟ (متی ۲۲:۴۲)
- خداوند یسوع کی ولدیت کیا ہے؟ (یوحنا ۸:۱۹)
- قیامت کے متعلق۔ (متی ۲۲:۲۳۔۲۸؛ لوقا ۲۰:۲۷۔۳۳)

- نشان دکھانے کی درخواست۔(مرقس ۸:۱۱؛متی ۱۲:۳۸؛۱۶:۱)

ان سوالوں کے علاوہ خداوند یسوع پر مندرجہ ذیل باتوں کے لئے الزام دیا گیا۔

- کہ وہ بدروح گرفتہ ہیں۔اور وہ شیطان کی قوت سے معجزات دکھاتے ہیں۔(مرقس ۳:۲۲؛متی ۱۲:۲۴؛ یوحنا۸:۵۲؛۱۰:۲۰)
- ان کے شاگرد سبت کا احترام نہیں کرتے(متی ۱۲:۲) یا وہ پاکیزہ رسموں کا لحاظ نہیں رکھتے۔(مرقس ۷:۲؛ متی ۱۵:۱۔۲؛لوقا ۱۱:۳۸)اور
- ان کی گواہی میں سچائی نہیں۔(یوحنا۸:۱۳)

مسترد کرنے والے

جب ہم خداوند یسوع کی زندگی اور تعلیم پر غور کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ انہیں کئی افراد اور جماعتوں سے مسترد ہونے کا تجربہ ہوا۔

- جب وہ محض دودھ پیتے بچے تھے تو ہیرودیس بادشاہ انہیں قتل کرانے کے پیچھے پڑا تھا۔(متی ۲:۱۶)
- ان کے اپنے گاؤں کے لوگوں کو ان سے ٹھوکر لگی۔(مرقس ۳:۶؛متی ۱۳:۵۳۔۵۸)اور انہیں پہاڑ کی چوٹی سے گرا کر ختم کرنا چاہا(لوقا ۴:۲۸۔۳۰)
- ان کے اپنے گھرانے کے لوگ انہیں دیوانہ ہونے کا الزام دیتے تھے۔(مرقس ۳:۲۱)
- ان کے اپنے پیروکاروں نے انہیں چھوڑ دیا۔(یوحنا۶:۶۰)
- ایک گروہ نے انہیں سنگسار کرنے کی کوشش کی۔(یوحنا۱۰:۳۱)
- مذہبی لیڈروں نے ان کے قتل کی سازش کی۔(یوحنا۱۱:۵۰)
- یہوداہ اسکریوتی نے انہیں پکڑوا دیا جو اُن کا قریبی شاگرد تھا۔(مرقس ۱۴:۴۳؛متی ۲۶:۱۴۔۱۶؛لوقا ۲۲:۱۔۶؛یوحنا۱۸:۲۔۳)
- پطرس نے ان کا تین بار انکار کیا جو ان کے شاگردِ اعلیٰ تھے۔(مرقس ۱۴:۶۶۔۷۲؛متی ۲۶:۶۹۔۷۵؛ لوقا ۲۲:۵۴۔۶۲؛یوحنا۱۸:۲۵۔۲۷)
- یروشلیم میں لوگوں کے مجمع نے ان کی مصلوبیت کا تقاضا کیا۔ یہ وہ شہر تھا چند دن پہلے خوشی کے نعروں سے ان کو متوقع مسیح جان کر خوش آمدید کہا گیا تھا۔(مرقس ۱۵:۱۲۔۱۵؛لوقا ۲۳:۱۸۔۲۳؛ یوحنا۱۹:۱۵)
- انہیں مکے مارے گئے۔ان پر تھوکا گیا اور مذہبی لیڈروں نے ان پر جملے کسے۔(مرقس ۱۴:۶۵؛متی ۲۶:۶۷۔۶۸)
- رومی محافظوں اور سپاہیوں نے اسے ٹھٹھوں میں اڑایا اور لعن طعن کیا(مرقس ۱۵:۱۶۔۲۰؛متی ۲۷:۲۷۔۳۱؛لوقا ۲۲:۶۳۔۶۵؛۲۳:۱۱)
- ان پر یہودی اور رومی عدالتوں میں جھوٹے الزام لگائے گئے اور انہیں موت کی سزا دلوائی گئی۔(مرقس ۱۴:۵۳۔۶۵؛متی ۲۶:۵۷۔۶۷؛یوحنا۱۸:۲۸)

- انہیں رومیوں کی نہایت ذلت آمیز سزا کے طریق سے مصلوب کیا گیا جسے یہودی اس سزا کو خدا کی لعنت جانتے تھے۔(استثنا۲۱:۲۳)
- انہیں دو ڈاکوؤں کے درمیان رکھا گیا جنہیں انہیں صلیب پر اپنی موت کی دکھ کی گھڑی میں لعن طعن برداشت کرنا پڑا۔(مرقس۱۵:۲۱۔۳۲؛متی۲۷:۳۲۔۴۴؛لوقا۲۳:۳۲۔۳۶؛یوحنا۱۹:۲۳۔۳۰)

خداوند یسوع کا ارتداد پر ردِ عمل

جب ہم مسترد کئے جانے پر غور کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ خداوند یسوع نہ تو غاصب بنے اور نہ ہی تشدد پر اترے۔ انہوں نے انتقام لینے کا ارادہ نہ کیا۔

اکثر اوقات انہوں نے اپنے الزامات سے بچنے کے لئے اپنا منہ نہ کھولا خاص کر جب ان پر مصلوب کرنے سے پہلے الزام لگائے گئے(متی۲۷:۱۴)۔ابتدائی کلیسیا ان باتوں کو مسیح کے متعلق پیشن گوئیاں تصور کرتی تھی:

"وہ ستایا گیا تو بھی اس نے برداشت کی اور منہ نہ کھولا۔ جس طرح برہ جسے ذبح کرنے کو لے جاتے ہیں اور جس طرح بھیڑ اپنے بال کترنے والوں کے سامنے بے زبان ہے اسی طرح وہ خاموش رہا۔"(یسعیاہ۵۳:۷)

جب لوگ اسے کہتے کہ اپنے آپ کو ثابت کر تو وہ اکثر ایسا کرنے سے انکار کر دیا کرتے تھے اس کی بجائے ان سے کوئی سوال پوچھنے کو ترجیح دیتے(جیسے کہ متی۲۱:۲۴؛۲۲:۱۵۔۲۰)۔

خداوند یسوع کبھی جھگڑا نہیں کرتے تھے حالانکہ کئی بار لوگوں نے انھیں اکسانے اور مشتعل کرنے کی بھی کوششیں کیں:

"یہ نہ جھگڑا کرے گا نہ شور اور نہ بازاروں میں کوئی اس کی آواز سنے گا۔ یہ کچلے ہوئے سرکنڈے کو نہ توڑے گا اور دھواں اٹھتے ہوئے سن کو نہ بجھائے گا جب تک کہ انصاف کی فتح نہ کرائے اور اس کے نام سے غیر قومیں امید رکھیں گی"۔(متی۱۲:۱۹۔۲۰؛بحوالہ یسعیاہ۴۲:۱۔۴)

جب لوگ خداوند یسوع کو سنگسار یا قتل کرنا چاہتے تھے تو وہ بس اپنی جان بچا کر کسی اور جگہ چلے گئے(لوقا۴:۳۰) ماسوائے اس واقعے کے جب انہیں مصلوب کیا جانا تھا۔اس وقت خداوند یسوع ارادتاً موت کو گلے لگانے گئے۔

اس ردِ عمل کی حقیقت یہ ہے کہ جب خداوند یسوع مسترد کئے جانے کے تجربے کی آزمائش میں پڑے تو وہ اس پر غالب آئے اور مسترد کئے جانے سے دلبرداشتہ نہ ہوئے۔ عبرانیوں کے نام خط ان کے ردِ عمل کی تلخیص یوں کرتا ہے:

"۔۔۔کیونکہ ہمارا ایسا سردار کاہن نہیں جو ہماری کمزوریوں میں ہمارا ہمدرد نہ ہو سکے بلکہ وہ سب باتوں میں آزمایا گیا تو بھی بے گناہ رہا"(عبرانیوں۴:۱۵)۔

اناجیل میں ہمیں خداوند یسوع کی جو تصویر نظر آتی ہے وہ ایک ایسے شخص کی ہے جو خود میں محفوظ اور پرسکون نظر آتا ہے۔ جو اپنے مخالفین کو نیچا دکھانا نہیں چاہتے تھے۔خداوند یسوع نے ارتداد کے بالمقابل کوئی منفی ردِ عمل نہ دکھایا بلکہ اپنے شاگردوں کو مسترد کئے جانے پر روحانی ردِ عمل سکھایا۔ یہ کہ ارتداد کو ہی مسترد کر دیں۔اس روحانی عمل کی مفتاح اسی سبق میں آگے چل کر تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔

ارتداد کی دو کہانیاں

تعجب کی بات یہ ہے کہ خداوند یسوع اور حضرت محمد جو دنیا کے دو بڑے مذاہب کے بانیان ہیں، دونوں نے ہی سخت ارتداد کے تجربے کا سامنا کیا تھا۔اور یہ تجربات ان کی ولادت اور ان کے بچپن میں ہی ہوئے۔اور اس میں ان کے

خاندان کے افراد اور مذہبی صاحب اختیار شامل تھے۔ دونوں کو ہی دیوانہ کہا گیا یا بدروح گرفتہ سمجھا گیا۔ دونوں کی ہی تضحیک ہوئی اور انہیں برا بھلا کہا گیا۔ دونوں کو دھوکہ دیا گیا۔ دونوں کو ہی جان کی دھمکیاں دی گئیں۔

مگر دونوں کی بہت زیادہ مشابہت کے باوجود بہت بڑا تضاد نظر آتا ہے۔ جو ان کے طریقۂ زندگی پر اثرانداز ہوا جن پر یہ مذاہب قائم کئے گئے۔ حضرت محمد کی سوانح حیات عام انسانی منفی ردِ عمل سے بھری ہے جس میں خود ارتداد، شخصی تصدق اور تشدد پسندی ہے۔ مگر یسوع بالکل ان سے مختلف تھے۔ وہ اس پر دوسروں کو مسترد کرتے ہوئے غالب نہیں آئے تھے۔ بلکہ اسے قبول کیا تھا۔ اسلئے مسیحی اعتقاد کے مطابق وہ اس کی قوت پر غالب آئے اور اس کے درد سے شفا بخشی۔ اگر حضرت محمد یہ سمجھتے ہیں کہ شریعت کی روحانی روایت کی بندش ہی مفتاح ہے تو خداوند مسیح کی زندگی ان مسیحیوں کے لئے آزادی کی مفتاح اور کاملیت کو پیش کرتی ہے جنہوں نے خود شریعت کے زیر اثر دکھ سہا ہے۔

ان اگلے حصوں میں ہم دیکھیں گے کہ کس طرح یسوع نے بطور مسیح اور نجات دہندہ اپنے مشن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ارتداد کو سمجھا اور کیسے اس کی زندگی اور اس کی صلیب ہمیں ارتداد کے تلخ نتائج سے آزادی دلاتی ہے۔

ارتداد کو قبول کریں

خداوند یسوع نے واضح کیا تھا کہ خدا کا مسیح ہونے کے لئے مسترد کیا جانا ان کی خدمت کا لازمی حصہ ہے۔ خدا کا یہ منصوبہ تھا کہ ان کی تعمیر میں مسترد کئے جانے کو سنگِ میل بنایا جائے:

> "جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے" (مرقس ۱۲: ۱۰؛ بحوالہ زبور ۱۱۸: ۲۲۔ ۲۳؛ مزید دیکھیں متی ۲۱: ۴۲)

خداوند یسوع کی پہچان ان کے ارتداد سے تھی (۱۔ پطرس ۲: ۲۱ اور اعمال ۸: ۳۲۔ ۳۵) بطور یسعیاہ کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا خادم۔ جس کے مار کھانے سے لوگ اپنے گناہوں سے سلامتی اور نجات پائیں گے۔

> "وہ آدمیوں میں حقیر و مردود۔ مردِ غمناک اور رنج کا آشنا تھا۔ لوگ اس سے گویا روپوش تھے۔ اس کی تحقیر کی گئی اور ہم نے اسکی کچھ قدر نہ جانی۔ تو بھی اس نے ہماری مشقتیں اٹھالیں اور ہمارے غموں کو برداشت کیا۔ پر ہم نے اسے خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا سمجھا۔ حالانکہ وہ ہماری خطاؤں کے لئے گھائل کیا گیا اور ہماری بدکرداری کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اس پر سیاست ہوئی تاکہ اس کے مار کھانے سے ہم شفا پائیں" (یسعیاہ ۵۳: ۳۔ ۵)۔

صلیب اس کے منصوبے کا مرکزی حصہ تھی۔ اور خداوند یسوع نے اس حقیقت کو کئی دفعہ بیان کیا کہ انہیں موت کا مزہ چکھنا ہے۔

> "تب وہ ان کو تعلیم دینے لگا کہ ضرور ہے کہ ابنِ آدم دکھ اٹھائے اور فقیہہ اور فریسی اور کاہن اسے رد کریں اور وہ قتل کیا جائے اور تین دن بعد وہ جی اٹھے۔ اس نے یہ بات صاف صاف کہی۔۔۔" (مرقس ۸: ۳۱۔ ۳۲؛ مزید دیکھیں مرقس ۱۰: ۳۲۔ ۳۴؛ متی ۱۶: ۲۱؛ ۲۰: ۱۷۔ ۱۹؛ ۲۶: ۲؛ لوقا ۱۸: ۳۱؛ یوحنا ۱۲: ۲۳)

تشدد ترک کریں

خداوند یسوع نے برملا اور بار بار کہا۔ اور اپنے مقصد کے حصول کے لئے طاقت کے استعمال کی مذمت کی حالانکہ ان کی اپنی جان خطرے میں تھی۔

"یسوع نے اس سے کہا اپنی تلوار کو میان میں کر لے کیونکہ جو تلوار کھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے ہلاک کئے جائیں گے"(متی ۲۶: ۵۲)۔

جب خداوند یسوع مصلوب ہونے جا رہے تھے تو انہوں نے اپنے مشن کو ثابت کرنے کے لئے طاقت کے استعمال سے منع کیا جس کے لئے انہوں نے اپنی موت تک گوارا کی۔

یسوع نے کہا میری بادشاہی اس دنیا کی نہیں۔ اگر میری بادشاہی دنیا کی ہوتی تو میرے خادم لڑتے تاکہ میں یہودیوں کے حوالہ نہ کیا جاتا۔ مگر اب میری بادشاہی یہاں کی نہیں"(یوحنا ۱۸: ۳۶)۔

ایک حوالے میں تلوار کا ذکر آیا ہے جس میں خداوند یسوع نے کلیسیا کی آئندہ کی صعوبتوں کی بات کی۔ انہوں نے فرمایا:

"یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں۔ صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں"(متی ۱۰: ۳۴)۔

بعض اوقات اسے ثبوت کے طور پر لیا جاتا ہے کہ خداوند یسوع نے تشدد کو جائز قرار دیا۔ دراصل یہ اس خاندانی تفرقے (جدائی) کے لئے ہے جب مسیحیوں کو مسیح پر ایمان کی وجہ سے مسترد کیا جائے گا اسی متن کو مقدس لوقا کی انجیل میں دیکھتے ہیں تو وہاں تلوار کی بجائے "جدائی" کا لفظ آیا ہے (لوقا ۱۲: ۵۱)۔ اس لئے یہ لفظ تلوار تشبیہاً جدائی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جس میں گھر کا ایک فرد دوسرے سے جدا ہو جاتا ہے۔ وسیع معنوں میں اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خداوند یسوع آئندہ کی ایذارسانی کی بات کر رہے ہیں۔ یہ لفظ تلوار مسیحیوں کی ایذارسانی کے متعلق ہے۔ اس میں تلوار مسیحیوں کی گواہی کے خلاف اٹھائی جائیگی نہ کہ مسیحی تلوار اٹھائیں گے۔

تشدد ترک کرنا خداوند یسوع کے عموماً مسیح سے متوقع عمل کے خلاف تھا کیونکہ سمجھا جاتا تھا کہ جب مسیح خدا کے لوگوں کو بچانے آئے گا تو وہ ایسا ہی کرے گا۔ امید کی جاتی تھی کہ ان (یہودیوں) کی نجات فوجی اور سیاسی کے علاوہ روحانی بھی ہوگی۔ خداوند یسوع نے فوجی راستے کو مسترد کیا انہوں نے یہ بات اپنے اس قول سے عیاں کی کہ ان کی بادشاہی سیاسی نہیں جب انہوں نے یہ کہا کہ ان کی بادشاہی اس دنیا کی نہیں۔ انہوں نے لوگوں سے یہ بھی کہا کہ جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو اور جو خدا کا ہے وہ خدا کو دو (متی ۲۲: ۲۱)۔ انہوں نے اس بات سے بھی انکار کیا کہ خدا کی بادشاہی طبعیاتی واقع نہیں ہوگی اس لئے کہ وہ لوگوں کے درمیان ہوگی (لوقا ۱۷: ۲۱)۔

جب شاگرد آپس میں بحث کر رہے تھے کہ خدا کی بادشاہی میں ان کی سیاسی حیثیت کیا ہوگی تو خداوند نے اپنے شاگردوں کو بتایا۔ خدا کی بادشاہی سیاسی بادشاہت کی طرح نہیں ہوگی جسے وہ جانتے تھے جہاں لوگ ایک دوسرے پر حکومت جتاتے ہیں۔ اول آنے کے لئے انہیں آخر ہونا پڑے گا (متی ۲۰: ۱۶، ۲۷)۔ انہوں (خداوند مسیح) نے فرمایا کہ میرے شاگردوں کو خدمت لینے والے نہیں بلکہ خدمت کرنے والے بننا ہوگا (مرقس ۱۰: ۴۳؛ متی ۱۰: ۲۷)۔

ابتدائی کلیسیا نے خداوند یسوع پر تشدد کی تعلیم کو دل سے قبول کیا۔ مثال کے طور پر پیشہ وروں نے کلیسیائی پہلی صدی میں سپاہی بننے سے منع کیا اور اگر کوئی مسیحی سپاہی بن ہی جاتا تو اسے کسی کو قتل کرنے سے منع کیا جاتا۔

اپنے دشمنوں سے محبت رکھو

مسترد کرنے کا پر تشدد ردِ عمل، دوسروں کو رد کرنے اور مسترد کرنے کی بنا پر دشمنی بڑھاتا ہے۔ خداوند یسوع نے سکھایا کہ:

- انتقام لینا نہ چاہو بلکہ برائی کے بدلے نیکی کرو۔ (متی ۵: ۳۸۔۴۲)
- دوسروں کی عیب جوئی نہ کرو۔ (متی ۷: ۱۔۵)
- دشمنوں سے نفرت کی بجائے محبت کرو۔ (متی ۵: ۴۳)

- حلیم زمین کے وارث ہوں گے۔(متی ۵:۵)
- اور صلح کرانے والے خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔(متی ۵:۹)

یہ تعلیم محض لفظ نہیں تھے جنہیں شاگردوں نے سنا اور بھول گئے۔ خداوند یسوع کے حواریوں نے اپنے خطوط میں جو نئے عہد نامہ میں محفوظ ہیں عیاں کیا کہ ان اصولوں نے ان کی بڑی آزمائشوں اور مخالفت میں رہنمائی کی۔

"ہم اس وقت تک بھوکے، پیاسے، ننگے ہیں اور مکے کھاتے اور آوارہ پھرتے ہیں اور اپنے ہاتھوں سے کام کر کے مشقت اٹھاتے ہیں۔ لوگ برا کہتے ہیں ہم دعا دیتے ہیں۔ وہ ستاتے ہیں ہم سہتے ہیں۔ وہ بدنام کرتے ہیں ہم منت سماجت کرتے ہیں۔ ہم آج تک دنیا کے کُوڑے اور سب چیزوں کی جھڑن کی مانند رہے" (۱۔کرنتھیوں ۴:۱۱۔۱۳؛مزید دیکھیں ۱۔پطرس ۳:۱۰؛ططس ۳:۱۔۲؛رومیوں ۱۲:۱۴۔۲۱)۔

شاگردوں نے خداوند یسوع کی مثال کو ایمانداروں کے سامنے رکھا (۱۔پطرس ۲:۲۱۔۲۵)۔ اور متی ۵:۴۴ کی آیت "اپنے دشمنوں سے محبت رکھو" ابتدائی کلیسیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی آیت بن گئی۔

خود کو ایذا رسانی کے لئے تیار رکھو

خداوند یسوع نے اپنے مقلدین کو سکھایا کہ ایذا رسانی لازم ہے، انھیں کوڑے مارے جائیں گے، ان سے عداوت رکھی جائے گی، انہیں پکڑوایا جائے گا اور انہیں موت کے گھاٹ بھی اتارا جائے گا(مرقس ۱۳:۹۔۱۳؛لوقا ۲۱:۱۲۔۱۹؛متی ۱۰:۱۷۔۲۳)۔

خداوند یسوع نے اپنے شاگردوں کی تربیت کرنے کے دوران انھیں متنبہ کیا تھا کہ جب انھیں زندگی میں ارتداد کا تجربہ حاصل ہو گا تو وہ ان کے پیغام کو دوسروں تک کیسے لے جائیں۔ یہ حضرت محمد کے نمونے اور تعلیم کے بالکل برعکس تھا۔ جہاں انہوں نے مسلمانوں کو دیکھ تکلیف اٹھانے کے جواب میں تشدد اور قتل و غارت کرنے کی حوصلہ افزائی کی۔ خداوند یسوع نے اپنے شاگردوں کو سکھایا کہ وہ وہاں سے جاتے ہوئے صرف اپنے جوتوں کی گرد جھاڑ دیں۔ دوسرے لفظوں میں وہ وہاں سے آگے بڑھتے جائیں اور اپنے مخالفوں کا کچھ نقصان نہ کریں(مرقس ۶:۱۱؛متی ۱۰:۱۴)۔ یہ پر تلخ مفارقت نہ تھی بلکہ اُن کا سلام اُن ہی پر لوٹ آئے گا(متی ۱۰:۱۳۔۱۴)۔

خداوند یسوع نے خود اس کا نمونہ دیا تھا۔ جب سامریہ کے ایک گاؤں نے انہیں خوش آمدید نہ کہا۔ ان کے شاگردوں نے خداوند سے کہا کہ وہ آسمان پر سے ان پر آگ نازل فرمائیں۔ لیکن خداوند یسوع نے ان کی سرزنش کی اور وہاں سے چلے گئے(لوقا ۹:۵۴۔۵۶)۔

خداوند یسوع نے اپنے شاگردوں کو سکھایا کہ جب ان پر ایذا رسانی ہو تو وہ کسی دوسری جگہ بھاگ جائیں (متی ۱۰:۲۳)۔ وہ فکر مند نہ ہوں کیونکہ روح القدس اُن کی بولنے میں مدد کرے گا(متی ۱۰:۱۹۔۲۰؛لوقا ۱۲:۱۱۔۱۲،۲۱:۱۴۔۱۵)اور نہ ہی گھبرائیں(متی ۱۰:۲۶،۳۱)۔

خداوند یسوع کی بے مثال تعلیم یہ تھی کہ ان کے مقلدین جب ستائے جائیں تو خوش ہوں اس لئے کہ نبیوں کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔

"جب ابنِ آدم کے سبب سے لوگ تم سے عداوت رکھیں گے اور تمہیں خارج کر دیں گے اور لعن طعن کریں گے اور تمہارا نام برا جان کر کاٹ دیں گے تو تم مبارک ہو گے۔ اس دن خوش ہونا اور خوشی کے مارے اچھلنا اس لئے کہ دیکھو آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے کیونکہ ان کے باپ دادا نبیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے"(لوقا ۶:۲۲۔۲۳؛متی ۵:۱۱۔۱۲)۔

بہت سارے ثبوت ہیں کہ ابتدائی کلیسیا نے خداوند سے لگاؤ رکھنے کی وجہ سے یہ پیغام دل سے اپنایا۔

"۔۔۔اور اگر راستبازی کی خاطر دکھ سہو بھی تو تم مبارک ہو۔ نہ ان کے ڈرانے سے ڈرو اور نہ گھبراؤ" (۱۔پطرس ۳: ۱۴؛ مزید دیکھیں ۲۔کرنتھیوں ۱: ۵؛ فلپیوں ۲: ۱۷۔۱۸؛ ۱۔پطرس ۴: ۱۲۔۱۴)

خداوند یسوع نے اس امید کے ساتھ اپنے شاگردوں کی حوصلہ افزائی کی کہ ستائے جانے سے انہیں ہمیشہ کی زندگی کی نعمت ملے گی۔ ابھی بہترین آنا باقی ہے لیکن آئندہ زندگی میں اس وعدے کو حاصل کرنے کے لئے انہیں اس زندگی میں وفادار رہنا ہوگا (مرقس ۱۰: ۲۹۔۳۰؛ ۱۳: ۱۳)۔

صلح

جیسے مسیحی سمجھتے ہیں انسانی مسئلہ گناہ ہے جو انسانوں کو خدا اور آپس میں ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے۔ گناہ کا مسئلہ محض نافرمانی نہیں ہے۔ یہ تو خدا کے ساتھ تعلقات میں رخنہ ہے۔ جب آدم اور حوا نے خدا کی نافرمانی کی تو انہیں (باغِ عدن یعنی خدا کی حضوری سے) باہر نکال دیا گیا۔ انہوں نے خدا پر بھروسہ کرنے کی بجائے سانپ کی بات کو سنا۔ وہ خدا سے منحرف ہو گئے۔ اسے مسترد کر دیا اور اس کے ساتھ تعلقات کو بھی رد کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خدا نے بھی انہیں چھوڑ دیا اور انہیں اپنی حضوری سے بے دخل کر دیا۔ اس انزال (گرنے) سے وہ لعنتوں کا شکار ہو گئے۔

اسرائیل کی تاریخ میں بزرگ موسیٰ کی وساطت سے خدا نے ایک عہد مہیا کیا تاکہ خدا اور انسانوں کے درمیان دوبارہ تعلقات استوار کئے جائیں۔ لیکن اسکے لوگوں نے خدا کے احکام سے منہ موڑ لیا اور اپنی راہ پر چلے۔ اپنی نافرمانی میں انہوں نے خدا سے رشتہ توڑ دیا اور زیرِ عتاب آ گئے۔ مگر پھر بھی خدا نے انہیں بالکل مسترد نہ کیا بلکہ ان کی بحالی کا ایک منصوبہ تیار کیا۔ خدا کے پاس دنیا کی نجات کے لئے ایک تجویز تھی۔

اگرچہ لوگوں نے خدا کو تو ترک کیا مگر خدا نے انہیں ترک نہ کیا۔ خدا کا دل لوگوں کے لئے جنہیں اس نے پیدا کیا تھا، دھڑکتا تھا۔ اس لئے ان سے مصالحت (صلح) کے لئے اس نے ایک منصوبہ تیار کیا۔ خداوند یسوع کا تجسم اور صلیب، تمام انسانیت کے ساتھ خدا کے شفائیہ تعلقات کی بحالی کے لئے خدا کے منصوبے کی تکمیل تھی۔

خدا کو مسترد کئے جانے کے عمیق مسئلے پر غالب آنے کی مفتاح جس کا نتیجہ سزائے ایزدی ہوتا صرف صلیب ہے۔ صلیب پر مسترد کئے جانے پر خداوند یسوع کی فرمانبرداری ہی ارتداد (مسترد ہونے) پر غالب آنے کی مفتاح ہے۔ مسترد ہونے کی قوت اس ردِ عمل پر مبنی ہے جو تمام انسانوں کے دل میں ابھرتی ہے۔ حملہ آوروں کی نفرت کو برداشت کرنا اور بطورِ قربانی اپنی جان کو دنیا کے گناہوں کی خاطر پیش کرنے سے خداوند یسوع نے ارتداد کی قوت کو عظیم محبت سے شکست دی۔ جس محبت کا خداوند یسوع نے مظاہرہ کیا وہ خدا کی دنیا سے لازوال محبت کے علاوہ کچھ نہ تھا:

"خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے" (یوحنا ۳: ۱۶)۔

خداوند یسوع نے صلیب پر مرنے سے انسانیت کی اس سزا کو جو اُسے خدا کو مسترد کرنے کی وجہ سے ملنے والی تھی خود اٹھا لیا۔ اس ارتداد کی سزا موت تھی جسے خداوند یسوع نے اپنی ذات پر برداشت کیا تاکہ تمام لوگ جو اس پر ایمان لائیں وہ معافی اور ہمیشہ کی زندگی پائیں اس طریقے سے خداوند یسوع خود سزا کا تقاضا پورا کرتے ہوئے ارتداد کی قوت پر غالب آئے۔

توریت میں قربانی کا استعارہ، خون کا بہایا جانا گناہ کا کفارہ ہے۔ صلیب پر خداوند یسوع کی موت کی اہمیت کو مسیحی کفارہ لیتے ہیں۔ اس کا اظہار یسعیاہ کے دکھ اٹھانے والے خادم کے گیت میں یوں کیا گیا ہے:

"۔۔۔ حالانکہ وہ ہماری خطاؤں کے سبب سے گھائل کیا گیا اور ہماری بدکرداری کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اس پر سیاست ہوئی تاکہ اس کے مار کھانے سے ہم شفا پائیں۔ لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اسے کچلے۔ اس نے اسے غمگین کیا۔ جب اس کی جان گناہ کی قربانی کے لئے گذرانی جائے گی تو وہ اپنی نسل کو دیکھے گا۔ اس کی عمر دراز ہو گی ۔۔۔ کیونکہ اس نے اپنی جان موت کے لئے انڈیل دی اور وہ خطاکاروں کے ساتھ شمار کیا گیا تو بھی اس نے بہتوں کے گناہ اٹھا لئے اور خطاکاروں کی شفاعت کی" (یسعیاہ ۵۳: ۵، ۱۰، ۱۲)۔

پولس رسول نے اپنے رومیوں کے نام پر زور خط میں واضح کیا کہ کس طرح خداوند یسوع کی قربانی ارتداد کا خاتمہ کرتی ہے بلکہ اس کے برعکس ہمیں مصالحت (صلح) بخشتی ہے:

"کیونکہ جب باوجود دشمن ہونے کے خدا سے اس کے بیٹے کی موت کے وسیلہ سے ہمارا میل ہو گیا تو میل ہونے کے بعد ہم اسکی زندگی کے سبب ضرور ہی بچیں گے۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ اپنے یسوع مسیح کے طفیل جس کے وسیلے سے اب ہمارا خدا کے ساتھ میل ہو گیا خدا پر فخر بھی کرتے ہیں" (رومیوں ۵: ۱۰۔ ۱۱)۔

یہ میل ہر قسم کی تردید پر غالب آتا ہے جسے تیسرے فریقین بھی اٹھا سکتے ہیں یعنی انسان، فرشتے یا بدروحیں بھی (رومیوں ۸: ۳۸):

"خدا کے برگزیدوں پر کون نالش کرے گا؟ خدا وہ ہے جو ان کو راستباز ٹھہراتا ہے ۔۔۔ کیونکہ مجھ کو یقین ہے کہ خدا کی جو محبت ہمارے خداوند یسوع مسیح میں ہے اس سے ہمیں ہم کو (کوئی چیز بھی نہ) جدا کر سکے گی" (رومیوں ۸: ۳۳، ۳۹)۔

صرف یہی نہیں، بلکہ مسیحیوں کو میل ملاپ کی خدمت تفویض کی گئی ہے۔ دوسروں کو صلح سلامتی پیش کرنے اور صلیب کا پیغام بتانے سے کہ اسی کی قوت ارتداد کی قوت زائل کرتی ہے۔

"اور سب چیزیں خدا کی طرف سے ہیں جس نے مسیح کے وسیلہ سے اپنے ساتھ ہمارا میل ملاپ کر لیا اور میل ملاپ کی خدمت ہمارے سپرد کی۔ مطلب یہ ہے کہ خدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دنیا کا میل ملاپ کر لیا اور ان کی تقصیروں کو ان کے ذمہ نہ لگایا اور اس نے میل ملاپ کا پیغام ہمیں سونپ دیا۔ پس ہم مسیح کے ایلچی ہیں۔ گویا ہمارے وسیلے سے خدا التماس کرتا ہے۔ ہم مسیح کی طرف سے منت کرتے ہیں کہ خدا سے میل ملاپ کر لو" (رومیوں ۵: ۱۸۔ ۲۰)۔

قیامت

حضرت محمد کا الہام اور بیانات متواتر انتقام کی خواہش کے مضمون کو منعکس کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے عقیدے کو طاقت سے دشمنوں کو قبول کرنے پر مجبور کیا۔ اس طرح انہیں اپنے تابع کر لیا اور ان پر اپنا اختیار مسلط کیا۔ پھر انہیں ذمی بننے پر مجبور کر دیا۔ ان کے لئے تیسرا انتخاب موت ہی تھا۔

خداوند یسوع کے مشن کے متعلق مسیحیوں کا یہ خیال ہے کہ خداوند مسیح نے بذاتِ خود انتقام نہیں لیا تھا۔ دکھ سہنے کے لئے مسیح کا کردار یہ تھا کہ وہ خود انکسار بنے اور انہوں نے تردید کو قبول کیا۔ خداوند مسیح نے مردوں میں سے زندہ ہونے اور آسمان پر جانے سے انہوں نے موت اور اسکی قوت کو شکست دی:

"۔۔۔ نہ تو وہ عالمِ ارواح میں چھوڑا گیا اور نہ اسکے جسم کے سڑنے کی نوبت پہنچی۔ اسی یسوع کو خدا نے جلایا جس کے ہم گواہ ہیں۔ پس خدا کے دہنے ہاتھ سے سربلند ہو کر اور باپ سے وہ روح القدس حاصل کر کے جسکا وعدہ کیا گیا تھا اس نے یہ نازل کیا جو تم دیکھتے اور سنتے ہو ۔۔۔ خدا نے اسی یسوع کو جسے تم نے مصلوب کیا خداوند بھی کیا اور مسیح بھی" (اعمال ۲: ۳۱۔ ۳۶)۔

پولس رسول نے فلپیوں کے نام خط کے مشہور متن میں بیان کیا ہے کہ یسوع نے کیسے "فروتنی" دکھائی انہوں نے اپنی رضامندی سے خادم کا کردار قبول کیا۔ وہ یہاں تک فرمانبردار رہا کہ اس نے موت بھی گوارا کی۔ لیکن خدا نے اسے روحانی اعلیٰ اختیار کی حد تک سربلند کیا۔ یہ فتح مسیح کو اپنی کوشش سے نہ ملی بلکہ خدا نے اپنے حاکمانہ انتقام کو اسکی صلیب پر عظیم قربانی کی بدولت لیا۔

"ویسا ہی مزاج رکھو جیسا مسیح یسوع کا بھی تھا۔ اس نے اگرچہ خدا کی صورت پر تھا خدا کے برابر ہونے کو قبضہ میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا۔ بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا اور خادم کی صورت اختیار کی اور انسانوں کے مشابہ ہو گیا۔ اور انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔ اسی واسطے خدا نے بھی اسے بہت سربلند کیا اور اسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے۔ تاکہ یسوع کے نام ہر ایک گھٹنا جھکے۔۔۔" (فلپیوں ۲: ۴۔ ۱۰)۔

صلیب کی شاگردیت

مسیحیوں کے خداوند مسیح کے پیچھے چلنے سے مراد ہے کہ وہ اس کی موت اور قیامت سے مشابہت رکھیں۔ دونوں خداوند مسیح اور اس کے شاگرد بارہا اس ضرورت کا اعادہ کرتے ہیں کہ وہ مسیح کے ساتھ مریں یعنی پرانا جینے کا طریق ختم ہو جائے اور اسکا نیا جنم ہو۔ یعنی وہ نئی زندگی میں ایسے جئیں جو خداوند مسیح کی محبت اور میل ملاپ کے طریق کے مطابق ہو۔ وہ اپنے لئے نہ جئیں بلکہ خدا کے لئے زندگی گزاریں۔ دکھ درد کے تجربے کو ایسے لیا جاتا ہے جیسے مسیح کے ساتھ دکھ اٹھانا۔ جو اُن آزمائشوں کو ظاہر کرتا ہے جن سے وہ گزر رہے تھے۔ وہ زندگی کی راہ ہے جو شکست کا نہیں بلکہ فتح کا ثبوت ہے۔ ان سب میں خدا ہو گا جو دنیا کی ظالم قوتوں کو نہیں بلکہ وفادار ایمانداروں کو الزام سے جائز ثابت کرے گا:

"۔۔۔اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے اور اپنی صلیب اٹھائے اور میرے پیچھے ہولے۔ کیونکہ جو کوئی اپنی جان بچانا چاہے وہ اسے کھوئیگا اور جو کوئی میری اور انجیل کی خاطر اپنی جان کھوئیگا وہ اسے بچائیگا"۔ (مرقس ۸: ۳۴۔ ۳۵؛ مزید دیکھیں ا۔ یوحنا ۳: ۱۴، ۱۶؛ ۲۔ کرنتھیوں ۵: ۱۴۔ ۱۵؛ عبرانیوں ۱۲: ۱۔ ۲)۔

حضرت محمد مخالفِ صلیب

ابھی تک ہم نے جو کچھ سیکھا اور جانا اس کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم ایک روحانی دنیا میں رہتے ہیں اسلئے یہ کسی بھی طور پر ہمارے لئے اچنبھے کی بات نہیں کہ حضرت محمد صلیبوں سے نفرت کرتے تھے۔ ایک حدیث سے روایت ہے کہ اگر حضرت محمد کبھی اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز دیکھ لیتے جس پر صلیب کا نشان ہوتا تو وہ اسے توڑ دیتے تھے۔

جیسا کہ ہم نے تیسرے سبق میں دیکھا تھا، حضرت محمد کی صلیب سے نفرت اس حد تک تھی کہ وہ یہ تعلیم دیتے تھے کہ جب حضرت عیسیٰ زمین پر واپس آئیں گے تو وہ بحثییت اسلام کے نبی، صلیبوں کو توڑ دیں گے اور مسیحیت کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے۔

آج بھی حضرت محمد کی صلیب دشمنی بہت سارے مسلمانوں میں پائی جاتی ہے۔ آج بھی دنیا کے بہت سے حصوں میں مسلمانوں کی طرف سے مسیحی صلیبوں سے نفرت کی جاتی ہے، اس پر پابندی لگائی جاتی ہے اور اسے توڑ کر چکنا چور کر دیا جاتا ہے۔

ایک بار ایسا بھی ہوا کہ آرچ بشپ آف کنڑبری جارج کیری کو جب ۱۹۹۵ء میں کسی مجبوری کے تحت اپنا جہاز سعودی عرب میں اتارنا پڑا تو انھیں زبردستی اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ وہ اپنی گردن پر سے صلیب کو اتار دیں۔ اس واقعے کو ڈیوڈ اسکڈ مور نے ایپیسکا پل نیوز سروس میں یوں بیان کیا تھا:

"بشپ کیری کی پرواز کو مجبوراً سعودی عرب میں اترنا پڑا۔ بحیرہ احمر کے ساحلی ملک سعودی عرب کے شہر جدہ پہنچنے کے بعد بشپ کیری کو اپنے تمام مذہبی امتیازی نشان اتارنے کے لئے کہا گیا جن میں پاسبانی چوغہ اور اسقفی صلیب بھی شامل تھی"۔

اگرچہ مسلمان صلیب کو مسترد کرتے ہیں مگر مسیحیوں کے لئے یہ آزادی کا نشان ہے۔

ان حصوں میں ہم یسوع مسیح کی پیروی کا عہد کرنے کی دعا، آزادی حاصل کرنے کی کچھ گواہیوں اور دینِ اسلام کی طاقت اور کلمۂ شہادت کے عہد سے رہائی پانے کی دعا پر غور کریں گے۔ یہ دعائیں خاص طور پر ان لوگوں کے لئے پیش کی گئی ہیں جو دینِ اسلام کو ترک کر کے یسوع ناصری کے پیچھے چلنے کا انتخاب کر رہے ہیں نیز یہ ان لوگوں کے لئے بھی ہیں جو پہلے ہی یسوع کی پیروی کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں اور اب اس بات کے خواہش مند ہیں کہ وہ اسلام کے تمام تراثر و سوخ سے مکمل آزادی حاصل کریں۔

یسوع کی پیروی کریں

آپ کو دعوت دی جاتی ہے کہ اس دعا کو بلند آواز سے پڑھنے کے ذریعہ سے مسیح کی پیروی کرنے کے عہد کی تصدیق کریں۔ اسے پڑھنے سے پہلے پوری توجہ کے ساتھ اس کا سرسری جائزہ لیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔

اس دعا پر غور کرتے ہوئے، مہربانی سے اس بات کا خیال رکھیں کہ اس دعا میں کون کون سے عناصر شامل ہیں:

ا۔ دو اعترافات:

- میں گنہگار ہوں اور اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا
- خدا ایک ہی ہے یعنی خالق خدا جس نے اپنے بیٹے یسوع کو بھیجا تاکہ میرے گناہوں کی خاطر اپنی جان دے۔

۲۔ رجوع لانا (توبہ): اپنے گناہوں سے اور ہر قسم کی بدی سے۔

۳۔ درخواست کرنا: معافی، آزادی، ہمیشہ کی زندگی اور روح القدس کے لئے۔

۴۔ وفاداری کا تبادلہ: اب سے مسیح میری زندگی کا مالک اور خداوند ہو گا۔

۵۔ وعدہ اور تقدیس: کہ میں اپنی زندگی مسیح اور اس کی خدمت کے لئے وقف کرتا ہوں۔

۶۔ اعلان: مسیح میں اپنی نئی شناخت کا اقرار۔

خداوند یسوع مسیح کی پیروی کے عہد کا اعلان اور دعا

میں خدائے واحد، خالق، قادرِ مطلق باپ پر ایمان رکھتا ہوں۔

میں باقی تمام نام نہاد "دیوتاؤں" کو مسترد کرتا ہوں۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے خدا کی ذات اور دوسرے لوگوں کے خلاف گناہ کیا ہے۔ یوں میں نے خدا کی نافرمانی کی ہے اور اسکی ذات اور اس کے قوانین کے خلاف بغاوت کی ہے۔

میں اپنے گناہ سے خود بچ نہیں سکتا۔

میرا ایمان ہے کہ یسوع ہی مسیح ہے جو خدا کا بیٹا ہے۔ انہوں نے میری خاطر صلیب پر جان دی اور میرے گناہوں کی سزا اپنے اوپر اٹھالی۔ وہ میرے لئے مردوں میں سے جی اٹھے۔

میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ میں مسیح کی معافی کی بخشش کے لئے جسے اس نے صلیب پر پائی استدعا کرتا ہوں۔ میں اسی معافی کی بخشش کو حاصل کرتا ہوں۔

میں خدا کو اپنا باپ مانتا ہوں اور اس کا بنے رہنا چاہتا ہوں۔ میں ہمیشہ کی زندگی کی جستجو کرتا ہوں۔

میں زندگی کا اختیار خداوند یسوع کو دیتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ وہ میری زندگی پر میرے خداوند کی حیثیت سے آج سے ہی حکومت کرے۔

میں دوسرے تمام روحانی رابطوں کو ترک کرتا ہوں۔ خاص کر کلمۂ شہادت اور اسکے تمام تقاضوں کو ترک کرتا ہوں۔

میں شیطان اور تمام برائی کو مسترد کرتا ہوں۔ میں تمام غیر الٰہی معاہدوں کو توڑتا ہوں جنہیں میں نے بدروحوں اور بدی کے اصولوں سے کیا تھا۔

میں اپنے دوسرے تمام غیر الٰہی رابطوں کو ترک کرتا ہوں جو مجھ پر حاوی رہے۔

میں تمام غیر الٰہی معاہدوں کو جو میرے آباواجداد نے میرے لئے کئے تھے ترک کرتا ہوں جن کا کسی بھی صورت مجھ پر کوئی اثر تھا۔

میں تمام طبعی اور روحانی اہلیتوں کو ترک کرتا ہوں جو مسیح کے وسیلے خدا کی طرف سے نہیں ملتے۔ میں موعودہ روح القدس کی نعمت مانگتا ہوں۔

اے خدا باپ مجھے آزادی عطا فرما اور مجھے ایسے تبدیل کر کہ میں صرف تیرا جلال ظاہر کر سکوں۔ مجھ میں روح القدس کا پھل پیدا کر تا کہ میں تیری تعظیم کر سکوں اور دوسروں سے پیار کر سکوں۔

میں انسانی گواہوں اور روحانی اختیار والوں کے سامنے اعلان کرتا ہوں کہ میں خداوند یسوع مسیح کے وسیلے خود کو خدا کے لئے وقف کرتا ہوں۔

میں آسمانی شہری ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔ خدا میرا محافظ ہے۔ میں روح القدس کی مدد سے خداوند یسوع کے پیچھے چلنے کا عہد کرتا ہوں تا کہ وہ میری زندگی بھر میرا مالک رہے۔

آمین۔

آزادی کی گواہیاں

ذیل میں چند ایسے لوگوں کی گواہیاں پیشِ خدمت ہیں جنہوں نے اس سبق میں پیش کردہ دعاؤں کے ذریعے رہائی حاصل کی۔

شاگردیت سے متعلقہ کورس

شمالی امریکہ میں ایک خدمت کا ادارہ ہے جو مسلم پسِ منظر کے ایمانداروں کی جنہوں نے خداوند مسیح کو اپنا خداوند اور منجی قبول کیا ہے ان کو باقاعدہ وسیع اور عمیق تربیت دیتا ہے۔ نصاب کے کوارڈینیٹر نے معلوم کیا کہ اس میں شریک افراد نے شاگرد بنانے میں مسلسل مشکلات کا تجربہ کیا ہے۔ وہ اس کتاب میں کلمۂ شہادت کو ترک کرنے کی دعاؤں سے بھی آگاہ ہو گئے تب انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اس نصاب کے شریک افراد کو دعوت دیں کہ وہ ان دعاؤں کو اکٹھے مل کر پڑھیں اور اسلام کو ترک کریں۔ اس کے لئے شرکاء کا ردِ عملی تسلی اور خوشی کا باعث ہوا۔ انہوں نے پوچھا

"ہمیں کسی نے کیوں نہیں بتایا تھا کہ ہمیں اسلام کو ترک کرنے کی ضرورت ہے ورنہ ہم بہت پہلے ہی کر لیتے"۔
اب تربیت میں اسلام کا ترک کرنا ایک اہم حصہ ہے۔

مشرقِ وسطیٰ سے تعلق رکھنے والے دو مسیحی جنہوں نے کلمہٗ شہادت کو ترک کیا

ذیل میں مشرق وسطیٰ سے تعلق رکھنے والے دو مسیحیوں کی گواہیاں پیش کی گئی ہیں جنہوں نے کلمہٗ شہادت کو ترک کر کے مکمل آزادی حاصل کی تھی:

"میں اپنے آپ کو واقعی آزاد محسوس کرتا ہوں گو یا کوئی بڑا بوجھ جو پہلے میری گردن سے بندھا ہوا تھا اب کھل کر ٹوٹ چکا ہے۔ یہ دعا واقعی بہت شاندار ہے۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے پہلے میں کسی جانور کی طرح پنجرے میں بند تھا مگر اب آزاد ہوں۔ میں آزادی کو محسوس کر سکتا ہوں۔"

"مجھے بہت گہرے طور پر اس دعا کی ضرورت تھی اور ایسے لگتا ہے کہ جیسے خدا کو پہلے سے علم تھا کہ میرے ذہن میں کیا چل رہا ہے۔۔۔ میں نے بار بار یہ دعا پڑھی اور ایک عجیب سی خوشی اور تسلی میرے رگ و پے پر چھا گئی جسے میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا ایسے جیسے ایک بڑا بھاری بوجھ میرے کندھوں پر سے اتر گیا ہو۔ یہ آزادی کا کیسا عجیب احساس ہے!"

سچائی کو جانیں

کلمہٗ شہادت (یا ذمی معاہدے) سے آزادی کے لئے خود کو تیار کرنے کا پہلا قدم یہ ہے کہ خدا کے کلام کی چند مخصوص آیات پڑھیں۔ یہ اہم سچائی کی تصدیق ہے جو ان دعاؤں میں پائی جاتی ہے۔ تجویز دی جاتی ہے کہ آپ اسے دوسرے شخص کے ساتھ پڑھیں تا کہ وہ ان دعاؤں کے کہنے میں آپ کا گواہ ہو۔ اسے "سچائی کو جاننا" کہا جا سکتا ہے۔

ا۔ یوحنا اور یوحنا کی انجیل کی مندرجہ ذیل آیات میں سے کتابِ مقدس کی یہ سچائی ہمیں اعتقاد رکھنے اور دعا کرنے کے حوالے سے کیا سکھاتی ہے؟

"جو محبت خدا کو ہم سے ہے اس کو ہم جان گئے اور ہمیں اس کا یقین ہے۔ خدا محبت ہے اور جو محبت میں قائم رہتا ہے وہ خدا میں قائم رہتا ہے اور خدا اس میں قائم رہتا ہے" (ا۔ یوحنا ۴:۱۶)۔

یسوع نے کہا: "خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تا کہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے" (یوحنا ۳:۱۶)۔

ان آیات سے ہم سیکھتے ہیں کہ خدا کی محبت ارتداد پر غالب آتی ہے۔

مندرجہ ذیل دو آیات ہمیں کس الٰہی سچائی کو قبول کر کے اور اس کے لئے دعا کرنا سکھاتی ہیں؟

"کیونکہ خدا نے ہمیں دہشت کی روح نہیں بلکہ قدرت اور محبت اور تربیت کی روح دی ہے" (۲۔ تیمتھیس ۱:۷)۔

"کیونکہ تم کو غلامی کی روح نہیں ملی جس سے پھر ڈر پیدا ہو بلکہ لے پالک ہونے کی روح ملی جس سے ہم ابا یعنی اے باپ کہہ کر پکارتے ہیں۔ روح خود ہماری روح کے ساتھ مل کر گواہی دیتا ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہیں۔ اگر فرزند ہیں تو وارث بھی ہیں یعنی خدا کے وارث اور مسیح کے ہم میراث بشرطیکہ ہم اسکے ساتھ دکھ بھی اٹھائیں تا کہ اس کے ساتھ جلال بھی پائیں" (رومیوں ۸:۱۵۔۱۸)۔

مذکورہ بالا آیات ہمیں سکھاتی ہیں کہ ہماری میراث دہشت نہیں بلکہ خدا میں ہے۔

مندرجہ ذیل دو آیات ہمیں کون سی سچائی پر ایمان لا کر اس کے لئے دعا کرنا سکھاتی ہیں؟

یسوع نے کہا: ''اور تم سچائی سے واقف ہوگے اور سچائی تم کو آزاد کرے گی'' (یوحنا ۸: ۳۲)۔

''مسیح نے ہمیں آزاد رہنے کے لئے آزاد کیا ہے۔ پس قائم رہو اور دوبارہ غلامی کے جوئے میں نہ جتو'' (گلتیوں ۵: ۱)۔

یہ آیات ہمیں سکھاتی ہیں کہ ہمیں آزادی کی زندگی جینے کے لئے بلایا گیا ہے۔

درج ذیل دو آیات ہمیں کس سچائی پر ایمان لا کر اس کے لئے دعا کرنا سکھاتی ہیں؟

''کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارا بدن روح القدس کا مقدس ہے جو تم میں بسا ہوا ہے اور تم کو خدا کی طرف سے ملا ہے؟ اور تم اپنے نہیں کیونکہ قیمت سے خریدے گئے ہو۔ پس اپنے بدن سے خدا کا جلال ظاہر کرو'' (۱۔ کرنتھیوں ۶: ۱۹۔ ۲۰)۔

''اور وہ برہ کے خون۔۔۔ کے باعث اس پر غالب آئے'' (مکاشفہ ۱۲: ۱۱)۔

یہ آیات ہمیں سکھاتی ہیں کہ ہمارے بدن خدا کی ملکیت ہیں کسی اَور کی نہیں: ہماری قیمت پہلے ہی سے خون سے ادا کی جاچکی ہے۔

مندرجہ ذیل آیت ہمیں بائبل کی کس سچائی کا دعویٰ کرنے اور اس کے لئے دعا کرنا سکھاتی ہے؟

''۔۔۔ نہ کوئی یہودی رہا نہ یونانی۔ نہ غلام نہ آزاد۔ نہ کوئی مرد نہ عورت کیونکہ تم سب مسیح یسوع میں ایک ہو'' (گلتیوں ۳: ۲۸)۔

یہ آیت ہمیں سکھاتی ہے کہ تمام مرد اور عورتیں خدا کی نظر میں برابر ہیں اور کوئی دوسرے سے برتر نہیں۔

مندرجہ ذیل تین اقتباسات ہمیں کس الٰہی سچائی پر ایمان لانے اور اس کے لئے دعا کرنا سکھاتے ہیں؟

''مگر خدا کا شکر ہو جو مسیح میں ہم کو اسیروں کی طرح گشت کراتا ہے اور اپنے علم کی خوشبو ہمارے وسیلہ سے ہر جگہ پھیلاتا ہے۔ کیونکہ ہم خدا کے نزدیک نجات پانے والوں اور ہلاک ہونے والوں دونوں کے لئے مسیح کی خوشبو ہیں۔ بعض کے واسطے تو مرنے کے لئے موت کی اور بعض کے لئے جینے کے لئے زندگی کی بُو ہیں'' (۲۔ کرنتھیوں ۲: ۱۴۔ ۱۶)۔

''اور وہ جلال تو نے مجھے دیا ہے میں نے انہیں دیا ہے تاکہ وہ ایک ہوں جیسے ہم ایک ہیں۔ میں ان میں اور تو مجھ میں تاکہ وہ کامل ہو کر ایک ہو جائیں اور دنیا جانے کہ تو ہی نے مجھے بھیجا اور جس طرح کہ تو نے مجھ سے محبت رکھی ان سے بھی محبت رکھی'' (یوحنا ۱۷: ۲۲۔ ۲۳)۔

[یسوع نے کہا]: ''اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے اور ہر روز اپنی صلیب اٹھائے اور میرے پیچھے ہولے'' (لوقا ۹: ۲۳)۔

یہ آیات ہمیں سکھاتی ہیں کہ ہماری امتیازی خصوصیات شرمندگی یا احساسِ کمتری نہیں بلکہ مسیح کی فتح، مسیح کی محبت کی یگانگت اور صلیب ہے۔

مندرجہ ذیل آیات ہمیں کتابِ مقدس کی کس سچائی کو قبول کرنے اور اس کے لئے دعا کرنا سکھاتی ہیں؟

''[یسوع نے کہا]: ''کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤنگا تو اسے تمہارے پاس بھیج دونگا۔ وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا'' (یوحنا ۱۶: ۷۔ ۸)۔

[یسوع نے کہا]: ''لیکن جب وہ روحِ حق آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائیگا۔۔۔'' (یوحنا ۱۶: ۱۳)۔

یہ آیات ہمیں سکھاتی ہیں کہ روح القدس کی قدرت ہمارے اندر موجود ہے جو سچائی کو ظاہر کرتی ہے۔

مندرجہ ذیل آیت ہمیں کس بات پر ایمان لانے اور اس کے لئے دعا کرنا سکھاتی ہے؟

"۔۔۔اور ایمان کے بانی اور کامل کرنے والے یسوع کو تکتے رہیں جس نے اس خوشی کے لئے جو اسکی نظروں کے سامنے تھی شرمندگی کی پرواہ نہ کرکے صلیب کا دکھ سہا اور خدا کے تخت کی دہنی طرف جا بیٹھا" (عبرانیوں ۱۲: ۲)۔

یہ آیت ہمیں سکھاتی ہے کہ ہمیں مسیح کی پیروی میں چلنے اور شرمندگی پر غالب آنے کا اختیار حاصل ہے۔

مندرجہ ذیل آیت ہمیں کس الٰہی سچائی پر اعتقاد رکھنے اور اس کے لئے دعا کرنا سکھاتی ہے؟

"سو تو ضرور ہی اپنی احتیاط رکھنا اور بڑی حفاظت کرنا تا نہ ہو کہ تو وہ باتیں جو تو نے اپنی آنکھ سے دیکھی ہیں بھول جائے اور وہ زندگی بھر کے لئے تیرے دل سے جاتی رہیں بلکہ تو اُن کو اپنے بیٹوں اور پوتوں کو سکھانا" (استثنا ۴: ۹)۔

یہ آیت ہمیں سکھاتی ہے کہ ہمیں یہ حق اور ذمہ داری حاصل ہے کہ خود کو اور اپنی اولاد کو روحانی معاملات کی تعلیم دیں۔

مندرجہ ذیل آیات ہمیں کتابِ مقدس کی کس سچائی کو قبول کرنے اور اس کے لئے دعا کرنا سکھاتی ہیں؟

"موت اور زندگی زبان کے قابو میں ہیں اور جو اس کو دوست رکھتے ہیں وہ اس کا پھل کھاتے ہیں" (امثال ۱۸: ۱۲)۔

"اب اے خداوند! اُن کی دھمکیوں کو دیکھ اور اپنے بندوں کو یہ توفیق دے کہ وہ تیرا کلام کمال دلیری کے ساتھ سنائیں" (اعمال ۴: ۲۹)۔

"محبت بدکاری سے خوش نہیں ہوتی بلکہ راستی سے خوش ہوتی ہے" (۱۔کرنتھیوں ۱۳: ۶)۔

"جو کوئی اقرار کرتا ہے کہ یسوع خدا کا بیٹا ہے خدا اُس میں رہتا ہے اور وہ خدا میں" (۱۔یوحنا ۴: ۱۵)۔

"پس اپنی دلیری کو ہاتھ سے جانے نہ دو اس لئے کہ اس کا بڑا اجر ہے۔۔۔" (عبرانیوں ۱۰: ۳۵)۔

یہ آیات ہمیں سکھاتی ہیں کہ مسیح میں ہمارے پاس یہ اختیار ہے کہ ہم محبت اور دلیری کے ساتھ سچائی کی منادی کریں۔

مندرجہ ذیل آیات ہمیں کتابِ مقدس کی کس سچائی پر ایمان لانے اور اس کے لئے دعا کرنا سکھاتی ہیں؟

"۔۔۔خدا کی گواہی تو اس سے بڑھ کر ہے اور خدا کی گواہی اپنے بیٹے کے حق میں ہے" (۱۔یوحنا ۵: ۹)۔

"وہ۔۔۔اپنی گواہی کے کلام کے باعث اس پر غالب آئے" (مکاشفہ ۱۲: ۱۱)۔

یہ آیات ہمیں سکھاتی ہیں کہ ہم سچائی کے کلام پر مکمل بھروسہ رکھ سکتے ہیں۔

مندرجہ ذیل آیات ہمیں کس الٰہی سچائی کا دعویٰ کرنے اور اس کے لئے دعا کرنا سکھاتی ہیں؟

"غرض خداوند میں اور اس کی قدرت کے زور میں مضبوط بنو۔ خدا کے سب ہتھیار باندھ لو تا کہ تم ابلیس کے منصوبوں کے مقابلہ میں قائم رہ سکو" (افسیوں ۶: ۱۰۔۱۱)۔

"کیونکہ ہم اگرچہ جسم میں زندگی گزارتے ہیں مگر جسم کے طور پر لڑتے نہیں۔ اس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی نہیں بلکہ خدا کے نزدیک قلعوں کو ڈھا دینے کے قابل ہیں۔ چنانچہ ہم تصورات اور ہر ایک

اونچی چیز کو جو خدا کی پہچان کے خلاف سر اٹھائے ہوئے ہے ڈھا دیتے ہیں اور ہر ایک خیال کو قید کر کے مسیح کا فرمانبردار بنا دیتے ہیں"(۲۔ کرنتھیوں ۱۰: ۳۔۵)۔

یہ آیات ہمیں سکھاتی ہیں کہ ہم بنا دفاع کے یا نہتے نہیں ہیں بلکہ ہم مسیح میں روحانی طور پر مسلح ہیں۔

مندرجہ ذیل آیت ہمیں کس الٰہی سچائی پر اعتقاد رکھنے اور اس کے لئے دعا کرنا سکھاتی ہے ؟

"اے میرے بھائیو! جب تم طرح طرح کی آزمائشوں میں پڑو تو اس کو یہ جان کر خوشی کی بات سمجھنا کہ تمہارے ایمان کی آزمائش صبر پیدا کرتی ہے"(یعقوب ۱: ۲۔۳ مزید دیکھیں فلپیوں ۱: ۲۹)۔

یہ آیت ہمیں سکھاتی ہے کہ ہمیں مسیح کے نام سے دکھ اٹھانے کو اپنی خوشی اور فخر کا باعث سمجھنا چاہئے۔

مندرجہ ذیل آیات ہمیں کتاب مقدس کی کس سچائی کو قبول کرنے اور اس کے لئے دعا کرنا سکھاتی ہیں؟

[یسوع نے کہا]: "۔۔۔اب دنیا کا سردار نکال دیا جائے گا۔ اور میں اگر زمین سے اونچے پر چڑھایا جاؤں گا تو سب کو اپنے پاس کھینچوں گا"(یوحنا ۱۲: ۳۱۔۳۲)۔

یہ آیات ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ صلیب شیطان کی طاقت کو چکنا چور کر کے ہمیں مسیح میں آزادی دلاتی ہے۔

مندرجہ ذیل آیات ہمیں بائبل مقدس کی کس سچائی کا دعویٰ کرنے اور اس کے لئے دعا کرنا سکھاتی ہیں؟

"اور اس نے تمہیں بھی جو اپنے قصوروں اور جسم کی نامختونی کے سبب سے مردہ تھے اس کے ساتھ زندہ کیا اور ہمارے سب قصور معاف کئے اور حکموں کی وہ دستاویز مٹا ڈالی جو ہمارے نام پر اور ہمارے خلاف تھی اور اس کو صلیب پر کیلوں سے جڑ کر سامنے سے ہٹا دیا۔ اس نے حکومتوں اور اختیاروں کو اپنے اوپر سے اتار کر اُن کا برملا تماشا بنایا اور صلیب کے سبب سے ان پر فتحیابی کا شادیانہ بجایا"(کلسیوں ۲: ۱۳۔۱۵)۔

یہ آیات ہمیں سکھاتی ہیں کہ صلیب تمام غیر الٰہی عہود کو منسوخ اور ان کی ساری طاقت کو نیست و نابود کرتی ہے۔

دعا کرنے سے پہلے یہ بات جانئے کہ آپ کی دعائیں پر زور اور پر اثر ہیں۔ خدا کے ساتھ متفق ہو جائیں کہ وہ آپ کو مکمل آزادی اور رہائی دینا چاہتا ہے۔ پورے دل سے اس سچائی کو تسلیم کریں کہ مسیح نے آپ کو قبول کر لیا ہے اور اب وہ آپ کو شیطان کے چنگل سے چھڑانا اور آزاد کرانا چاہتا ہے۔ اس کا مقابلہ کرنے کا عزم کیجئے اور اسلام کے تمام معاہدوں کے جھوٹوں کو مسترد کیجئے۔

یہ کلمۂ شہادت کو ترک کرنے کی دعا ہے۔ اسے کھڑے ہو کر پڑھا جائے۔

کلمۂ شہادت کو ترک کرنے کا اعلان اور اس کے اثر کو توڑنے کی دعا

میں جھوٹی اور بے معنی اطاعت کو ترک کرتا ہوں جس کی حضرت محمد نے تعلیم دی اور جس کا مظاہرہ کیا۔

میں محمد کے خدا کا رسول ہونے کے جھوٹے دعوے کو مسترد اور ترک کرتا ہوں۔

میں اس دعوے کو بھی مسترد کرتا ہوں کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔

میں کلمۂ شہادت اور اس کی تلاوت کو مسترد اور ترک کرتا ہوں۔

میں سورۃ الفاتحہ کو ترک کرتا ہوں۔ میں اس دعوے کو بھی مسترد کرتا ہوں کہ یہودی غضبِ الٰہی کی زد میں ہیں اور مسیحی گمراہ ہو چکے ہیں۔

میں یہودیوں سے نفرت کو ترک کرتا ہوں اور اس دعوے کو بھی رد کرتا ہوں کہ انہوں نے بائبل کو بدل دیا ہے۔

میں اس دعوے کو کہ خدا نے یہودیوں کو رد کر دیا ہے مسترد کرتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔

میں قرآن کی تلاوت کو ترک کرتا ہوں اور اپنی زندگی پر سے اسکے اختیار کو مسترد کرتا ہوں۔

میں ہر طرح کی جھوٹی پرستش اور عبادت کو جو حضرت محمد کے نمونے پر ہے ترک کرتا ہوں۔

میں خدا سے متعلق وہ تمام جھوٹی تعلیم جو محمد لے کر آئے اور جس طرح اللہ کو قرآن میں دکھایا گیا ہے، مسترد کرتا ہوں۔

[شیعہ پس منظر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لئے: میں علی اور ان کے ۱۲ خلیفوں کے ساتھ اپنے ہر بندھن کو مسترد اور ترک کرتا ہوں۔ میں حسین اور اسلامی شہیدوں کے ہر ماتم کو اپنی زندگی سے ترک کرتا ہوں۔]

میں اپنے جنم سے اپنے اور اپنے آباواجداد کے اسلام کی وفاداری کے حلف سے دستبردار ہوتا ہے۔

میں خاص طور پر محمد کے نمونے کو مسترد کرتا اور اس سے دستبردار ہوتا ہوں۔ میں تشدد، خوفزدہ کرنے، نفرت پھیلانے، دکھ پہنچانے والے جذبے، دھوکے، برتری، زنا بالجبر، عورتوں سے بدسلوکی، چوری اور تمام گناہ جو محمد نے کئے، مسترد کرتا ہوں اور انہیں چھوڑتا ہوں۔

میں شرمندگی کو مسترد کرتا ہوں اور اس سے دستبردار ہوتا ہوں۔ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ مسیح یسوع میں کوئی سزا کا حکم نہیں اور مسیح کا خون مجھے تمام ناراستی سے پاک کرتا ہے۔

میں اس تمام خوف کو جو اسلام پیدا کرتا ہے مسترد اور ترک کرتا ہوں۔ میں خوفزدہ ہونے کے لئے خدا سے معافی کا خواستگار ہوں۔ میں تمام باتوں میں خدا اور اپنے خداوند یسوع مسیح کے باپ پر بھروسہ رکھنے کا فیصلہ کرتا ہوں۔

میں کسی بلکہ ان تمام غیر الٰہی کاموں کے لئے جو میں نے محمد کو بطور اللہ کے رسول کو نمونہ بناتے ہوئے انجام دیئے ہیں، ان پر معافی مانگتا ہوں۔

میں اس کفر کی، جس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ جب خداوند یسوع دنیا میں واپس آئیں گے تو وہ دنیا میں لوگوں کو جبراً حضرت محمد کی شریعت پر گامزن ہونے کے لئے مجبور کریں گے، مذمت کرتا اور اسے مسترد کرتا ہوں۔

میں صرف اور صرف خداوند یسوع کے پیچھے چلوں گا۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ خداوند مسیح خدا کے بیٹے ہیں۔ انہوں نے میرے گناہوں کے لئے صلیب پر جان دی اور میری نجات کے لئے مردوں میں سے جی اٹھے۔ میں خداوند مسیح کی صلیب کے لئے خدا کا شکر ادا کرتا ہوں اور اپنی صلیب اٹھا کر اس کے پیچھے چلنا کا فیصلہ کرتا ہوں۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ مسیح سب کے خداوند ہیں۔ وہ آسمان اور زمین پر سلطنت کرتے ہیں۔ وہ میری زندگی کے مالک ہیں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ وہ زندوں اور مردوں کی عدالت کرنے کے لئے آئیں گے۔ میں مسیح سے وابستہ ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ آسمان یا زمین پر کوئی دوسرا نام نہیں جس کے وسیلہ سے نجات ملے۔

میں خدا باپ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھے نیا دل عطا کریں۔ مسیح خداوند کا دل۔ تاکہ میں جو کچھ بھی کروں یا کہوں وہ میری رہنمائی کرے۔

میں ہر جھوٹی عبادت کو مسترد کرتا ہوں اور اپنے بدن کو زندہ خدا باپ، بیٹے اور روح القدس کے لئے وقف کرتا ہوں۔ آمین۔

رہنمائے مطالعہ

پانچواں سبق

چونکہ اس سبق کے درس خداوند یسوع اور بائبل مقدس کو مرکزِ سخن بنایا گیا ہے اس لئے قرآنی حوالہ جات، نئے ذخیرۂ الفاظ اور نئے نام پیش نہیں کئے گئے۔

سوالات کے بعد بائبل کی متعلقہ آیات بھی شامل کر دی گئی ہیں۔

پانچویں سبق کے سوالات

- تجزیاتی مطالعے پر بحث کریں۔

ایک مشکل آغاز

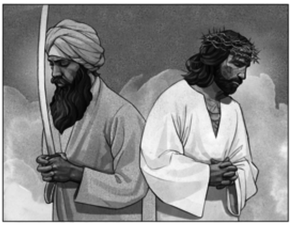

۱۔ خداوند یسوع اور حضرت محمد کی زندگیوں ہیں کون سی چیز مشترک ہے؟

۲۔ وہ کون سے چار عوامل ہیں جن کی بناپر ہم کہہ سکتے ہیں کہ خداوند یسوع کی زندگی کا آغاز بہت ہی مشکل تھا؟

۱)

۲)

۳)

۴)

یسوع سے سوال کئے جاتے ہیں

۳۔ فریسیوں نے کن کن سوالوں سے خداوند یسوع پر حملے کئے تھے؟

- مرقس ۳:۲، وغیرہ سوالات جیسے کہ۔۔۔
- مرقس ۱۱:۲۸، وغیرہ سوالات جیسے کہ۔۔۔

- مرقس ۱۰: ۲،وغیرہ سوالات جیسے کہ---
- مرقس ۱۲: ۱۵،وغیرہ سوالات جیسے کہ---
- متی ۲۲: ۳۶،سوالات جیسے کہ---
- متی ۲۲: ۴۲،سوالات جیسے کہ---
- یوحنا۸: ۱۹،سوالات جیسے کہ---
- متی ۲۲: ۲۳۔۲۸،،وغیرہ سوالات جیسے کہ---
- مرقس۸: ۱۱،وغیرہ سوالات جیسے کہ---
- مرقس۳: ۲۲،وغیرہ سوالات جیسے کہ---
- متی ۱۲: ۲،وغیرہ سوالات جیسے کہ---
- یوحنا۸: ۱۳،سوالات جیسے کہ---

مسترد کرنے والے

۴۔ خداوند یسوع کو کس کس قسم کے ارتداد کا سامنا کرنا پڑا؟

- متی ۲: ۱۶---
- مرقس ۶: ۳،وغیرہ---
- مرقس ۳: ۲۱---
- یوحنا ۶: ۶۶---
- یوحنا ۱۰: ۳۱---
- یوحنا ۱۱: ۵۰---
- مرقس ۱۴: ۴۳۔۴۵---

- مرقس ۱۴: ۶۶۔ ۷۲۔۔۔

- مرقس ۱۵: ۱۲۔ ۱۵، وغیرہ۔۔۔
- مرقس ۱۴: ۶۵، وغیرہ۔۔۔
- مرقس ۱۵: ۱۶۔ ۲۰، وغیرہ۔۔۔
- مرقس ۱۴: ۵۳۔ ۶۵، وغیرہ۔۔۔
- استثنا ۲۱: ۳۲،۔۔۔
- مرقس ۱۵: ۲۱۔ ۳۲، وغیرہ۔۔۔

خداوند یسوع کا ارتداد پر ردِ عمل

۵۔ ڈوری صاحب نے وہ کون سی چھ حیران کن چیزوں کا ذکر کیا ہے جن سے پتہ چلتا ہے کہ خداوند یسوع نے ارتداد اپر کیسے ردِ عمل کا اظہار کیا تھا (بمطابق متی ۲۷: ۱۴؛ یسعیاہ ۵۳: ۷؛ متی ۲۱: ۲۴؛ متی ۲۲: ۱۵۔ ۲۰؛ متی ۱۲: ۱۹۔ ۲۰؛ یسعیاہ ۴۲: ۱۔ ۴؛ لوقا ۴: ۳۰)

۱)

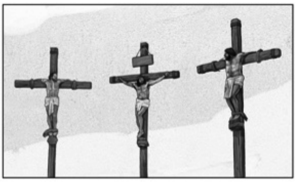

۲)

۳)

۴)

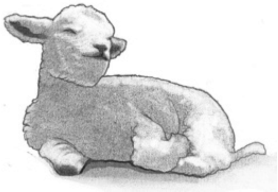

۵)

۶)

۶۔ ارتداد کی آزمائش پر خداوند یسوع نے کس طرح منفرد انداز میں جوابی ردِ عمل کا اظہار کیا تھا؟

۷۔ خداوند یسوع نے اپنے مخالفین پر حملہ آور ہونے یا انھیں نیست و نابود کر دینے کی ضرورت کیوں نہ محسوس کی؟

ارتداد کو قبول کریں

۸۔ خدا کے منصوبے کی رُو سے، خدا کے مسیح کی حیثیت سے خداوند یسوع کی خدمت کا کون سا حصہ ناگزیر تھا؟ (بمطابق مرقس ۱۲: ۱۰، وغیرہ اور یسعیاہ ۵۲: ۳۔۵)

۹۔ خدا کے منصوبے کا مرکزی حصہ کیا تھا؟(بمطابق مرقس ۸: ۳۱۔۳۲، وغیرہ)

تشدد ترک کریں

۱۰۔ متی ۲۶: ۵۲ اور یوحنا ۱۸: ۳۶ کے مطابق خداوند یسوع نے کس چیز کو مسترد کیا؟

۱۱۔ متی ۱۰: ۳۴ میں ''تلوار چلوانے'' سے ڈوری صاحب کیا مفہوم مراد لیتے ہیں؟

۱۲۔ مسیح کے بارے میں لوگوں کے وہ کون سے نظریات تھے جنہیں یسوع نے مسترد کر دیا اور اس کے کچھ شاگرد اس مایوس بھی ہوئے؟ (بمطابق متی ۲۲: ۲۱؛ لوقا ۱۷: ۲۱؛ متی ۲۰: ۱۶؛ مرقس ۱۰: ۴۳؛ متی ۲۰: ۲۶۔ ۲۷)

۱۳۔ ابتدائی کلیسیا نے دائرۂ مسیحیت میں شامل ہونے والے سپاہیوں پر اس تعلیم کا کیسے اطلاق کیا تھا؟

اپنے دشمنوں سے محبت رکھو

۱۴۔ خداوند یسوع نے دوسروں کے ساتھ برتاؤ کے حوالے سے کیا تعلیم دی تھی؟

۱) متی ۵: ۳۸۔ ۴۲، برائی کے بدلے سے متعلق۔۔۔

۲) متی ۷: ۱۔ ۵، عیب جوئی سے متعلق۔۔۔

۳) متی ۵: ۴۴، دشمنوں سے متعلق۔۔۔

۴) متی ۵: ۵، حلیمی سے متعلق۔۔۔

۵) متی ۵: ۹، صلح کرانے والوں سے متعلق۔۔۔

۶) ا۔ کرنتھیوں ۴: ۱۱، وغیرہ میں ایذارسانی سے متعلق۔۔۔

۷) ا۔ پطرس ۲: ۲۱۔ ۲۵، ہمارے نمونے سے متعلق۔۔۔

خود کو ایذارسانی کے لئے تیار رکھو

۱۵۔ خداوند یسوع نے اپنے شاگردوں کو کس چیز کے بارے میں سکھایا تھا کہ وہ ناگزیر ہے؟ (بمطابق مرقس ۱۳: ۔۱۳، وغیرہ)

۱۶۔ جہاں حضرت محمد نے اپنے پیروکاروں کو یہ سکھایا تھا کہ ستانے والوں کے ساتھ تشدد سے پیش آؤ وہاں خداوند یسوع نے اپنے شاگردوں کو کیا تعلیم دی تھی؟ (بمطابق مرقس ۶: ۱۱؛ متی ۱۰: ۱۳۔ ۱۴)

۱۷۔ خداوند یسوع نے تلخ مزاجی کے بغیر آگے بڑھنے کا نمونہ کب پیش کیا تھا؟ (بمطابق لوقا ۹: ۵۴۔ ۵۶)

۱۸۔ وہ کون سی تین باتیں ہیں جو پرتشدد ایذارسانی کے حوالے سے اپنے شاگردوں کو سکھائی تھیں؟

۱)

۲)

۳)

۱۹۔ خداوند یسوع نے اپنے شاگردوں کو ایذارسانی کے حوالے سے جو تعلیم دی تھی اس کا چوتھا امتیازی اصول کیا تھا؟(بمطابق لوقا۶: ۲۲ ۔۲۳،وغیرہ)

۲۰۔ ستائے جانے والے شاگردوں کو کون سا پانچواں اصول سکھایا گیا تھا؟(بمطابق ۱۔پطرس ۳: ۱۴،وغیرہ)

صلح

۲۱۔ ڈوری صاحب نے بیان کیا ہے کہ آدم اور حوا کے نسلِ انسانی پر تیننتائج برآمد ہوئے تھے۔ کون کون سے؟

۲۲۔ نسلِ انسانی کی بحالی اور خدااو انسان کے تعلق کی شفا کیلئے خدا کے منصوبے کی تکمیل کیا ہے؟

۲۳۔ ارتداد پر غالب آنے کی کنجی کون سی ہے؟

۲۴۔ خداوند یسوع نے ارتداد کی طاقت کو کیسے ہرایا؟(بمطابق یوحنا۳: ۱۶)

۲۵۔ خداوند یسوع کی صلیبی موت عہدِ عتیق کی کس علامت اور نبوت کی طرف اشارہ کرتی ہے؟

۲۶۔ مسیح خداوند کی قربانی ہمیں کون سی چیز عنایت کرتی ہے جس سے ہم ارتداد کا خاتمہ کر سکتے ہیں؟

۲۷۔ رومیوں ۸ کے مطابق، میل (صلح) مزید کن چیزوں پر غالب آتی ہے؟

۲۸۔ ۲۔کرنتھیوں ۵ کے مطابق، وہ کون سی نعمت ہے جو خدا نے ہمارے سپرد کر رکھی ہے تاکہ ہم ارتداد کی طاقت کو نیست و نابود کر سکیں؟

قیامت

۲۹۔ حضرت محمد اپنے دشمنوں سے کیسا سلوک کرنا چاہتے تھے؟

۳۰۔ اعمال ۲: ۳۱۔۳۶ کے مطابق، مسیح خداوند کی تعلیم کیسے درست ثابت ہوئی؟

۳۱۔ فلپیوں ۲: ۴۔۱۰ سے ڈوری صاحب نے جو بصیرت اخذ کی ہے اس کے مطابق خدا نے مسیح خداوند کو فروتنی اختیار کرنے اور صلیب پر دکھ اٹھانے پر کون سا انعام بخشا تھا؟

صلیب کی شاگردیت

۳۲۔ جب مسیح خداوند کے شاگرد "اپنی اپنی صلیب اٹھاتے ہیں" تو وہ اپنے دکھوں کے تجربات سے کون سا مفہوم اخذ کرتے ہیں؟ (بمطابق مرقس ۸: ۳۴۔۳۵، وغیرہ)

حضرت محمد مخالفِ صلیب

۳۳۔ حضرت محمد کو صلیبوں سے کتنی نفرت تھی؟

۳۴۔ دینِ اسلام کے مطابق، ایک مرتبہ جب حضرت عیسیٰؑ (خداوند یسوع کا اسلامی نام) زمین پر واپس آئیں گے تو وہ انتخاب کی کس صورت کو مبینہ طور پر ختم کر ڈالیں گے؟

۳۵۔ سعودی عرب پہنچنے پر انگریز آرچ بشپ جارج کیری کے سامنے کون سا شرمناک مطالبہ رکھا گیا تھا؟

دعائیہ حصے کے لئے برائے مہربانی مندرجہ ذیل اقدامات پر عمل کیجئے:

۱۔ سب سے پہلے تو تمام شرکاء مل کر ''خداوند یسوع مسیح کی پیروی کے عہد کا اعلان'' کریں اور دعا پڑھیں۔

۲۔ پھر گواہیاں اور ''سچائی کو جانیں'' کی سرخی کے تحت دی گئی آیات کو تمام حاضرین کے سامنے پیش کیا جائے۔

۳۔ اس کے بعد، تمام شرکاء اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو جائیں اور مل کر ''کلمۂ شہادت کو ترک کرنے کا اعلان'' کریں اور ''اس کے اثر کو توڑنے کی دعا'' پڑھیں۔

۴۔ ہدایات کے بارے میں مزید تفصیل جاننے کیلئے ''رہنمائے قائدین'' ملاحظہ فرمائیں۔

۶

ذمی معاہدے سے آزادی

''جو ہابل کے خون کی نسبت بہتر باتیں کہتا ہے۔''

عبرانیوں ۱۲: ۲۴

سبق کے اغراض و مقاصد

الف۔ مفتوحہ لوگوں پر مسلمانوں کی طرف سے نافذ کردہ ذمی معاہدے کی الٰہیاتی بنیاد کو سمجھنا۔

ب۔ مسلمانوں کی طرف سے مغلوب لوگوں کے سامنے تین چناؤ پیش کرنے پر غور کرنا اور ''تیسرے چناؤ'' کے اثر کو جاننا۔

ج۔ غیر مسلموں کے لئے ذمی معاہدے کے اثرات کی وضاحت کرنا۔

د۔ اسلامی تحریروں اور چشم دید گواہوں سے ذمی معاہدے کے ذریعے مطیع بنانے کی مثالوں پر غور کرنا۔

ہ۔ سر بریدگی کی سالانہ رسم کے نفسیاتی اور روحانی اثر کا جائزہ لینا۔

و۔ مثالوں کے ذریعے ذمی بنانے کی رسم کا آج کے مغرب کی طرف واپسی کے عمل پر غور کرنا۔

ز۔ سمجھنا کہ کیوں مخصوص لوگوں کو ذمی معاہدے کو ترک کرنے کی ضرورت ہے۔

ح۔ مختصراً بیان کرنا کہ خداوند یسوع اور حضرت محمد نے ارتداد پر کس قسم کے ردِ عمل کا مظاہرہ کیا تھا۔

ط۔ سمجھنا کہ ذمی معاہدے کو ترک کرنے کی دعائیں کچھ مسیحیوں کیلئے کیوں ضروری ہوتی ہیں۔

ی۔ ذمی معاہدے کے منفی اثرات کی فہرست پیش کرنا۔

ک۔ کلمۂ شہادت کو ترک کرنے کی تیاری کے حوالے سے ۱۵ مخصوص سچائیوں سے متعلقہ کتابِ مقدس کی آیات پر غور کرنا۔

ل۔ ترکِ تعلق کی دعا پڑھنے کے ذریعہ سے ذمی معاہدے سے روحانی آزادی کا دعویٰ کرنا جس میں اعتراف کی دعا اور اقرار و اعتراف کے ۳۵ بیانات بھی شامل ہیں۔

تجزیاتی مطالعہ: آپ کیا کریں گے؟

آپ اور اپنے دوستوں کو ایک تفریحی مرکز میں منعقدہ ایک دعائیہ کانفرنس میں شرکت کے لئے مدعو کیا جاتا ہے۔ آپ بڑے شوق سے وہاں جاتے ہیں اور وہاں آپ کی دوسرے لوگوں سے ملاقات ہوتی ہے اور وہاں مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے بہت سے مسیحیوں سے مل کر آپ کا دل جوش سے بھر جاتا ہے۔

جب پہلی شام کا سیشن اختتام پذیر ہوتا ہے، تو آپ سے کہا جاتا ہے کہ ۱۰ سے ۱۲ لوگوں پر مشتمل کسی گروپ میں شامل ہو کر ضروریات کے بارے میں بتائیں اور ۳۰ منٹ تک دعا میں ٹھہریں۔ آپ کے گروپ میں مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے بہت سے ایماندار لوگ بھی شریک ہیں۔ ان میں سے کچھ تو دل کھول کر بیان کرتے ہیں کہ وہ دوسرے مسیحیوں کے ساتھ جمع ہو کر کتنے خوش ہیں۔ تاہم اس گروپ میں کچھ مسیحی ایسے بھی موجود ہیں جو یہ بتانا شروع کر دیتے ہیں کہ انھیں مسلمانوں کی طرف سے کس قدر اذیت، خوف، شرمندگی اور حتیٰ کہ نفرت کا سامنا رہتا ہے کیونکہ وہ انھیں کمتر اور کافر سمجھتے ہیں اور انھیں اپنے گاؤں میں ہی اچھوت بنا دیا گیا ہے۔ اس کے جواب میں سابقہ مسلمان کہتے ہیں کہ ''دیکھیں، ہمیں یہ سن کر افسوس ہوا ہے مگر بس انھیں معاف کر دیجئے؛ وہ مسلمان غالباً جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں۔''

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اپنی اذیت کے بارے میں بتانے والے ساتھیوں کو اس جواب سے بڑی ٹھوکر لگتی ہے۔ وہ اور گروپ کے دوسرے لوگ بھی آپ کی جانب مڑتے اور پوچھتے ہیں ''کیا یہ بات درست نہیں کہ یہ معاملہ صرف یہ

کہنے سے، کہ جاؤ میں تمہیں معاف کرتا ہوں، کہیں زیادہ گھمبیر ہے۔ ہم نے انھیں معاف کر دیا ہے مگر ہماری پھر بھی تسلی نہیں ہوتی بلکہ کسی بھی مسلمان کو دیکھ کر ہمیں خوف آنے لگتا ہے۔" آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ آخری الفاظ سن کر باقی سابقہ مسلمان نہایت پریشان ہو جاتے ہیں۔

آپ کیا کہیں اور کریں گے؟

اس سبق میں ہم اسلامی راج کے ماتحت زندگی گزارنے والے غیر مسلموں کیلئے اسلامی حکمتِ عملی اور برتاؤ پر غور کریں گے۔ یہ لوگ جن میں مسیحی اور یہودی شامل ہیں، دین اسلام کی رُو سے "ذمی" کہلاتے ہیں۔

ذمی معاہدہ

۲۰۰۶ء میں جب پوپ بینی ڈکٹ نے ریجنسبرگ میں اپنا مشہور واعظ دیا تو اس میں انہوں نے بائزنٹائن شہنشاہ مینوایل دوم پیلیولوگس کا حوالہ دیا جنہوں نے حضرت محمد کے حکم کے متعلق کہا تھا کہ "میں نے جس دین کی تعلیم دی ہے اسے تلوار سے پھیلاؤ"۔

پوپ صاحب کے اس دیئے جانے والے حوالے کا تمام دنیا کے مسلمانوں پر شدید ردِ عمل ہوا۔ ان میں ایک دلچسپ ردِ عمل سعودی عرب کے مفتیٔ اعظم شیخ عبدالعزیز الشیخ کی جانب سے دیکھنے میں آیا جنہوں نے ایک باقاعدہ پریس ریلیز جاری کر کے یہ بیان دیا کہ اسلام تشدد سے نہیں پھیلا۔ انہوں نے جواز پیش کیا کہ اسلام پر یہ الزام غلط ہے کیونکہ کافروں کے لئے تیسرا چناؤ بھی تھا۔ پہلا انتخاب، اسلام قبول کرنا تھا۔ دوسرا انتخاب تلوار تھا لیکن تیسرا انتخاب یا چناؤ جیسا انہوں نے بیان کیا:

"ہتھیار ڈال دو اور جزیہ ادا کرو۔ یوں انہیں اسی سرزمین پر رہنے کی اجازت ہو گی کہ وہ اپنے دین پر مسلمانوں کی امان میں قائم رہیں"۔

مفتیٔ اعظم نے اپنے پڑھنے والوں کو حضرت محمد کے نمونے کا حوالہ دیا۔ انہوں نے کہا: "جو قرآن اور سنت کو پڑھتے ہیں وہ اس حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں"۔

وہ تین انتخابات جن کا مفتی صاحب نے حوالہ دیا یہ تھے:

۱۔ اسلام قبول کر لیں؛

۲۔ تلوار، یعنی قتل کریں یا قتل ہو جائیں؛ یا

۳۔ اسلامی حکومت کے سامنے جھک جائیں۔

پہلے دو انتخابات تو حضرت محمد کی طرف رجعت کرتے ہیں۔ جنہوں نے کہا:

"مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں ان لوگوں کے خلاف اس وقت تک لڑوں جب تک وہ اس بات کی تصدیق نہ کر دیں کہ اللہ کے سوا کسی کو پرستش کرانے کا حق نہیں اور محمد اسکے رسول ہیں۔۔۔ اگر وہ یہ سب کچھ کرتے ہیں تب وہ اپنی جانیں اور جائیداد مجھ سے بچاتے ہیں۔"

تاہم دوسرے بیانات میں کچھ روادار تھے جس میں حضرت محمد نے اضافی چناؤ دیا یعنی اسلام قبول کرنے یا لڑائی کرنے کے علاوہ ہتھیار ڈال دیں اور جزیہ دینے کے لئے رضامند ہو جائیں:

اللہ کے نام پر اور اس کی راہ میں جنگ کریں۔

جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے ان کے خلاف جہاد کریں۔

جب آپ اپنے دشمنوں سے جن کی کثیر تعداد میں دیوتا ہیں ملو۔ انہیں عمل کے تین طریقوں کی دعوت دو۔

اگر وہ کسی ایک کو مان لیں تو آپ بھی مان جایئے تب انہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔

انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں۔ اگر وہ مثبت جواب دیں تو انہیں قبول کر لیں اور ان سے جنگ کرنے سے باز رہیں۔

اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیں تو ان سے جزیے کا مطالبہ کریں۔ اگر وہ جزیہ دینے پر راضی ہوں تو ان سے وصول کریں اور ان پر ہاتھ نہ ڈالیں۔ اگر وہ جزیہ دینے سے انکار کریں تو اللہ کی مدد سے ان سے جنگ کریں۔

جزیہ دینے کی شرط کی بنیاد قرآن کی ایک آیت پر بھی رکھی گئی ہے:

''لڑو ان سے جو کتاب دیئے گئے جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں اور ذلیل نہ کئے جائیں (حقیر یا کمتر قرار نہ دیئے جائیں)''(ق۹:۲۹)۔

وہ قومیں جنہوں نے اسلامی حکومت میں ہتھیار ڈالے انہوں نے اسلامی قانون میں ذمی معاہدے کو قبول کیا۔ یہ ہتھیار ڈالنے کا معاہدہ ہے جس میں ۱) غیر مسلم برداری ہر سال مسلمانوں کو جزیہ ادا کرتی ہے۔ ۲) یہ شکست خوردہ اور ذلت آمیز رویہ اپناتی ہے۔

مسلمان مفسر ابنِ کثیر نے ق۹:۲۹ کے حوالے سے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ''مسلمانوں کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ ذمی لوگوں کی تعظیم کریں یا انھیں مسلمانوں سے بلند مقام پر فائز کریں کیونکہ وہ قابلِ رحم، حقیر اور کم تر لوگ ہیں''۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اس ذلت آمیز حالت کو شرعی قوانین کے ذریعے یقینی بنایا جاتا تھا تاکہ اس بات کی ضمانت دی جائے کہ وہ ''شرمندگی، تنزلی اور رسوائی کی زندگی بسر کریں گے۔'' ذمی معاہدے کو قبول کرنے کے عوض غیر مسلموں کو اپنے دین کو جو شکست سے پہلے تھا رکھنے کی اجازت ہوتی ہے۔ غیر مسلم جو ان شرائط کے تحت رہتے ہیں انہیں ذمی کہا جاتا ہے۔

ذمی نظام قرآن مجید کے دو الہیاتی اصولوں کے سیاسی منشور پر مبنی ہے:

۱۔ کہ اسلام کو دوسرے مذاہب پر فاتح ہونا چاہئے:

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔(ق۴۸:۲۸)

۲۔ کہ مسلمانوں کو اقتدار کی حالت میں ہونا چاہئے تاکہ جو درست اور غلط ہے اس پر اسلامی تعلیم کا نفاذ کریں۔

تم بہتر ہو اُن امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔(ق۳:۱۱۰)

جزیہ

اسلامی شرعی قانون یعنی ذمی معاہدہ غیر مسلم لوگوں سے ایسا برتاؤ کرتا ہے جیسے ان کی زندگی مٹ جاتیں اگر مسلمانوں نے انہیں چھوڑا نہ ہوتا۔ یہ بات مسلمانوں سے اوائلِ زمانہ کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ اگر آپ کسی کو مفتوح بنا لیتے اور اسے زندہ رہنے دیتے تو وہ اپنی زندگی کے لئے ان کے مرہونِ منت ہوتے۔ اسی لئے سالانہ جزیہ ان کے سر کا زرِ محصول ہے جسے اسلامی ریاست میں ہر بالغ مرد کو دینا ہوتا ہے۔ اسلامی معتبر ذرائع سے ذمیوں

کو اپنی جان کے فدیے کے طور پر ادا کرنا ہوتا ہے۔ جزیے کا مطلب ہے "تاوان، عوضانہ یا خراج"۔ مسلم لغت نگار جزیے کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

"۔۔۔ زرِ محصول جو مسلمان حکومت میں آزاد غیر مسلموں سے لی جاتی ہے جس میں وہ ذمی معاہدے کے توثیق کرتے ہیں جہاں اُن کو محافظت کا یقین دلایا جاتا ہے جس میں ان سے قتل نہ کئے جانے کا ہرجانہ لیا جاتا ہے"۔ (Edward W. Lane, Arabic-English Lexicon)

انیسویں صدی کے ایک الجیرین مفسر محمد ابنِ یوسف اطفائش نے ق ۹:۲۹ میں پیش کردہ اصول کی کچھ اس طرح سے وضاحت بیان کی ہے:

"یہ کہا گیا تھا: یہ (جزیہ) اُن کی جان کا صدقہ ہے۔ یہ کہا گیا ہے (فلاں شخص) کو قتل نہ کئے جانے کا فدیہ ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اسے قتل کرنے یا غلام بنانے کی بجائے اسکا فدیہ واجب ہے۔ اور یہ مسلمانوں کے فائدے کے لئے ہے"۔

یا جیسے ولیم ایٹن نے ایک صدی سے بھی پہلے اپنی مختصر کتاب "ترک سلطنت کا سرسری جائزہ" میں اس کی تشریح یوں بیان کی جسے ۱۷۹۸ء میں شائع کیا گیا تھا:

"اس اصول کے حقیقی الفاظ جو مسیحی رعایا کو جزیے کی ادائیگی کے لئے دیئے گئے یہ تجزیہ پیش کرتے ہیں کہ وہ رقم جو وصول کی جاتی تھی اس سال اُن (مسیحیوں) کے سر سلامت رکھنے کی اجازت کے لئے فدیہ تھی"۔

عدمِ ادائیگی کی سزا

اسلامی قانون میں ذمی معاہدے کو نہ ماننے کی سخت سزا ہے۔ اگر کوئی ذمی جزیہ ادا نہیں کرتا یا قانون کی خلاف ورزی کرے تو اسکی یہ سزا ہوگی کہ اسکے خلاف جہاد ہوگا۔ یعنی جنگ کی کیفیت۔ ذمّیوں کی جائیداد لوٹی جائیگی۔ ان کی عورتوں کو غلام بنایا جائے گا اور ان کی عصمت دری کی جائیگی۔ آدمیوں کو قتل کیا جائے گا (یا تلوار کی نوک پر اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا)۔

ذمی معاہدے کی ایک مشہور مثال "میثاقِ عمر" کے نام سے مشہور ہے جس میں ایک شق یہ بھی شامل تھی کہ جہاں شامی مسیحی اپنے اوپر جہاد کی یہ سزا تجویز کرتے ہیں:

"یہ وہ شرائط ہیں جو ہم اپنے اور اپنے مذہب کے مقلدین کی محافظت کے لئے تجویز کرتے ہیں۔ اگر ہم ان وعدوں میں سے جو ہمارے فائدے کے لئے ہیں کسی کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو ہمارا ذمی معاہدہ ٹوٹ جائے گا۔ آپ کو اجازت ہوگی کہ آپ ہم سے ان لوگوں کی طرح برتاؤ کریں جو سرکشی یا بغاوت کرتے ہیں"۔

یہی بات ابنِ قدامہ نے کہی کہ ذمی معاہدے پورا نہ کرنے کی صورت میں ذمیوں کی زندگی اور املک ضبط کی جاسکتی ہیں:

"ایک زیرِ محافظت شخص جو محافظت کے معاہدے کی خلاف ورزی کرتا ہے خواہ وہ جزیے کی ادائیگی سے انکار کرے یا معاشرے کے اصولوں کو اپنائے (یعنی انہیں مانے)۔ وہ اپنی شخصیت اور اپنا اثاثہ حلال بنا دیتا ہے" (جائز۔۔۔ خوشی خوشی پیش کرتا ہے تاکہ اسے قتل کیا جائے یا مسلمان اس پر قبضہ کرلیں)۔

بہت ساری ذمی برادریوں کی تاریخ، تاریخی ظالمانہ صدمات جیسے کہ قتلِ عام، عصمت دری، لوٹ مار وغیرہ سے بھری پڑی ہے۔ ان سے غیر مسلموں کو متواتر خوف و ذلت کا شکار ہونا پڑا۔ اِنہیں وجوہات کی بنا پر تمام ذمی برادری نفسیاتی اور روحانی غلامی کا شکار ہوئی۔ اس کی دو مثالیں درج ذیل ہیں:

- ۱۰۶۶ء میں گریناڈا کے ۳،۰۰۰ کے بھگ یہودیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس واقعے کا پس منظر یہ تھا کہ ایک یہودی بنام سموئیل ہیناجد مسلمان سلطان کے ماتحت گریناڈا کا وزیر اعظم بن گیا۔ اس کے

بعد اس کے بیٹے جوزف میناجد نے وہ عہدہ سنبھال لیا۔ ان یہودیوں کی ترقی اور کامیابی ذمی شرائط کی کھلم کھلی خلاف ورزی تھی جس کے مطابق کہا گیا تھا کہ کوئی غیر مسلم مسلمانوں پر مختار نہیں بن سکتا۔ چنانچہ شدت پسند مذہبی گروہوں کی جانب سے یہودیوں کے خلاف ایک اشتعال انگیز مہم چلائی گئی جس میں ذمی قوانین کو جواز بنا کر بڑی خونریزی کی گئی۔ شمالی افریقہ سے تعلق رکھنے والے ایک مفتی المغیلی نے بعد ازاں اپنی تحریر میں لکھا کہ جب کبھی یہودی لوگ کسی اسلامی سلطنت میں نمایاں عہدے پر فائز ہوتے ہیں تو وہ "اپنے معاہدے (ذمی) کے خلاف بغاوت کا ارتکاب کرتے ہیں جس کے باعث وہ معاہدہ مزید ان کا محافظ نہیں رہ سکتا"۔ دوسرے لفظوں میں، ان کا خون حلال ہو جاتا ہے۔

- ۱۸۶۰ء میں ۵،۰۰۰ سے زائد دمشقی مسیحیوں کو قتل کر دیا گیا۔ اس واقعے کا پسِ منظر یہ تھا کہ خلافتِ عثمانیہ کے سلطان نے ذمی قوانین کو سرکاری طور پر منسوخ کرنے کا اعلان کر دیا۔ یہ عمل یورپی طاقتوں کی طرف سے سیاسی دباؤ کے نتیجے میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ دمشق کے خطیبوں نے اسلامی قانون میں اس ترمیم کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر دیا اور ذمی قوانین کے منسوخ ہوتے ہی مسیحیوں کی محافظت کی شرائط بھی منسوخ قرار پائیں۔ جس کے نتیجے میں قدیم جہادی دستور العمل کی پیروی کرتے ہوئے بڑی خونریزی کی گئی: مردوں کو قتل کر دیا گیا، عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا گیا، غلام عورتوں کی عصمت دری کی گئی اور ان کی جائیدادیں بھی لوٹ لی گئیں۔ کچھ لوگوں نے اسلام قبول کر کے اپنی جانیں بچائیں۔

ایک پریشان کن رسم

جزیہ محصول ہر سال ادا کرنا ہر بالغ مرد پر فرض تھا جس کے بعد ایک مخصوص رسم بھی ادا کی جاتی تھی۔ بیسویں صدی تک ساری دنیا کے ذمی مردوں کو اس رسم میں سے ضرور ہی گزرنا پڑتا تھا۔

جزیہ کی ادائیگی کی رسم کا ایسا زبردست نشان تھا جسکی تشریح بتائی گئی ہے۔ اس رسم میں ان کی گردن پر ایک یا دو مکّے مارے جاتے تھے یا دوسری صورت میں ان کے گردن کے گرد ایک رسی باندھ کر انھیں گھسیٹا جاتا تھا۔ جس سے یہ ظاہر کرنا تھا کہ یہ ذمی اپنی جان کے بدلے یہ زرِ محصول (جزیہ) ادا کر رہا ہے تاکہ موت اور غلامی سے محفوظ رہ سکے۔ اس رسم سے مراد موت کا نفاذ تھا جس کے بدلے سالانہ جزیہ وصول کیا جاتا تھا۔

اس سزا کی رسم کی درجنوں مثالیں موجود ہیں جو مراکش سے بخارا تک نویں صدی سے لے کر بیسویں صدی تک نافذ العمل تھی اور اس کا ذکر مسلم اور غیر مسلم دونوں ذرائع سے ملتا ہے۔ کئی مسلم ملکوں میں موجودہ زمانے تک یہ رسم جاری رہی جیسے یمن اور افغانستان میں جب تک ۱۹۴۰ کے اواخر سے 1950 کے اوائل تک جب تک یہودیوں کا اسرائیل کیلئے خروج نہ ہوا۔ موجودہ وقت تک اس کیلئے اسے واپس لانے کی آواز بلند ہوتی رہی ہے۔

سربریدگی کی علامت کے طور پر، جزیہ کی ادائیگی ایک "خونی معاہدہ" یا "خونی قسم" سمجھی جا سکتی ہے۔ جس میں حصہ لینے والا اپنی سزا کی ہی تحریک دیتے ہوئے اپنی موت کی التجا کرتا ہے۔ خدانخواستہ اگر وہ معاہدے کی شرائط پوری کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ صدیوں سے خفیہ برادریوں یا پُراسرار گروہوں میں ایسی قسموں کی رسمیں زیرِ استعمال رہی ہیں اس لئے کہ وہ نفسیاتی اور روحانی قوت سمجھی جاتی ہیں جو لوگوں کو محکوم اور مطیع کرنے کے لئے گرفت میں لیتی ہیں۔

جزیہ ادا کرنے کی رسم بھی ایسی مماثلت رکھتی ہے۔ یہ شریک ذمی سے رضاکارانہ تقاضا کرتی ہے کہ اگر ذمی معاہدہ کی خلاف ورزی کرے تو اسی معاہدے سے جس سے اس کی جان بچی تھی اپنی جان گنوائے۔ یہ تو خود پر لعنت بھیجنا ہوا۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ "اگر میں معاہدے کی کوئی شرط توڑتا ہوں تو آپ کو میرا سر اڑانے کا حق ہے۔" اگر کوئی ذمی اس معاہدے کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس نے پہلے ہی اپنے خلاف موت کا فتویٰ دے دیا ہے۔ اور یہ عوامی رسم کے تحت ہوگا اور اگر وہ قتل کیا جاتا ہے تو یہ اسکی اپنی مرضی سے ہوگا۔

اس حصے میں ہم ذمی نظام کے غیر مسلموں پر نفسیاتی اثرات کا جائزہ لیں گے۔

حقیر شکرانہ

بنیادی طور پر، کلاسیکی اسلامی قانون کے مطابق غیر مسلم ایسے لوگ سمجھے جاتے ہیں جن کی زندگی مسلمان فاتحین کے رحم و کرم پر ہے۔ان سے ان کی اپنی ادنی حالت اور شکر گزاری کی توقع کی جاتی ہے۔اس معاملے میں اسلامی علماء بہت واضح ہیں۔

بہت سے شرعی قوانین یوں مرتب کئے گئے جن پر غیر مسلم کو ادنی اور عاجز ہونے کا نفاذ ہوت ہے۔ مثلاً:

- شرعی عدلیہ میں ذمی کی گواہی قبول نہیں کی جاتی۔اس سے انہیں ہر قسم کے ظلم کیلئے عاجز کیا گیا۔
- ذمیوں کے گھروں کو مسلمانوں کے گھروں سے نیچے ہونا چاہئے۔
- ذمیوں کو گھوڑوں پر سواری کرنے کی قطعاً اجازت نہ تھی۔اور نہ وہ مسلمانوں سے اپنے سر اونچے کر سکتے تھے۔
- ذمیوں کو عوامی شاہراہوں پر مسلمانوں کے راستے سے ہٹنا اور اطراف میں کھڑے ہو کر انھیں پہلے گزرنے کا موقع دینا پڑتا تھا۔
- ذمی اپنی مدافعت نہیں کر سکتے تھے۔جس سے وہ مسلمانوں کے تشددِ عمل کے سامنے بے بس ہوتے۔
- عوام میں کسی مذہبی نشان یا رسم دکھانے یا ادا کرنے کی اجازت نہ تھی۔
- نئے گرجاگھر تعمیر کرنے اور تباہ حال گرجاگھروں کی مرمت نہیں کرائی جاسکتی تھی۔
- اسلام پر تنقید کرنے کی اجازت نہ تھی۔
- ذمیوں کو مختلف لباس پہننا ہوتا تھا۔شناختِ رنگ مسلمانوں کی دریافت تھی۔
- مسلمان مرد ذمی عورتوں کے ساتھ شادیاں کر سکتے ہیں اور ان کے بچے مسلمانوں کے طور پر پرورش پاتے تھے؛ تاہم کسی مسلمان عورت کے لئے کسی ذمی مرد سے شادی کرنے پر پابندی تھی۔
- اور بہت سارے قوانین تھے جن کے تحت غیر مسلم برادریوں کو ذلیل کیا جاتا اور ان کو الگ دکھایا جاتا تھا۔

ایسے قوانین، معاشرتی اور قانونی اظہار سے (غیر مسلموں) کو ''ادنی اور حقیر'' دکھاتے جیسا کہ قرآن میں حکم دیا گیا ہے (ق۹:۲۹)۔

ذمی طریق یوں مرتب کیا گیا تا کہ غیر مسلم کو کم تر اور ذلیل کیا جائے اور یہ مسلط رہا۔اٹھارہویں صدی میں مراکش کے ایک مفسر علامہ ابنِ عجیبہ روح کے اس قتل کا مقصد یوں بیان کرتے ہیں:

''(ذمی) کو اپنی جان، قسمت اور خواہشات کو موت کے گھاٹ اتارنے کا حکم دیا جاتا ہے۔اس سے بڑھ کر اسے اپنی جان کی محبت، اپنی قیادت اور عزتِ نفس کو قتل کرنا ہے۔ذمی کو اپنی جان سے نفرت کرنی ہے اسے اتنا بوجھ اٹھانا ہے جتنا وہ برداشت نہ کر سکے جب تک کہ وہ پوری طرح مطیع نہیں ہو جاتا۔ یہاں تک کہ وہ ہر چیز برداشت کر سکے۔اسے مطیع ہونے یا اقتدار تلے کچھ فرق نہیں پڑے گا۔اس کے لئے غربت اور امارت ایک جیسی ہی ہو گی۔ تعریف اور بے عزتی میں اس کے لئے کوئی فرق نہ ہو گا۔ ممانعت اور جھکنا اس کے لئے ایک جیسا ہی ہو گا۔اس طرح نفع اور نقصان اس کے لئے ویسا ہی ہو گا۔جب سب کچھ ایک جیسا ہی ہو گا تو اسکی روح رضامندی سے جھکے گی اور مطیع رہے گی۔''

احساسِ کمتری کی نفسیات

ذمی اصطلاح تمام شرائط کو بیان کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ اس سے ذمی معاہدہ تشکیل پاتا ہے۔ جنسی شہوت پرستی اور نسل پرستی کی طرح ''ذمی ہونا'' نہ صرف قانونی اور معاشرتی نظام بیان کرتا ہے بلکہ یہ گھٹیا نفسیات ہے۔ یعنی دوسروں کی خدمت کے لئے رضامندی جس کو غالب برادری اپنے عزتِ نفس کی خاطر اپنانے کی کوشش کرتی ہے۔

قرونِ وسطیٰ کے ایک عظیم آئبیرین یہودی عالم میمونائیڈس بیان کرتے ہیں، ''ہم میں سے ہر ایک بوڑھے اور جوان دونوں نے اپنی ذلت اٹھانے میں رضامندی ظاہر کی۔۔۔'' اور بیسویں صدی کے آغاز میں ایک سربین ماہرِ ارضیات جوون سوجک بیان کرتے ہیں کہ ترکوں اور البانیہ کے مسلمانوں کے تشدد کے خوف سے بلکان کے مسیحیوں کی آبادی نے مخصوص نفسیاتی تاثر اختیار کیا۔

> وہ ایسے بن گئے جیسے گھٹیا، حقیر جماعت ہو جس کا کام یہ تھا کہ وہ اپنے مالک کی مرضی بجالائیں اور ان کے سامنے انکساری سے انہیں خوش کریں۔ یہ ایسے لوگ بن گئے جیسے ان کے منہ میں زبان نہ ہو۔ کم سم، عیار، اپنا اعتماد کھوئے ہوئے انسان، ریاکار کمینے کارندے۔ یہ سب اسلئے ہوا کہ یہ ان کے لئے سخت سزا سے بچنے اور زندہ رہنے کیلئے ضروری تھا۔

> تمام مسیحیوں کے احساسِ خوف و ہراس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ظلم و تشدد کا اثر تھا۔ میں نے مقدونیہ میں لوگوں سے سنا، ''یہاں تک کہ ہم اپنے خوابوں میں بھی ترکوں اور البانیوں سے بھاگتے تھے''۔

مسلمانوں کی برتری ذمیوں کی کمتر حالت سے ان کے احساسِ فیاضی کی وجہ سے تھی جو وہ ذمیوں کو ان کی جائیداد نہ لینے سے دیتے تھے۔ ایک ایرانی نومرید مسیحی نے کہا، ''مسیحیت آج بھی کمتر جماعت کا مذہب تصور کی جاتی ہے۔ اسلام آقاؤں اور حکمرانوں کا مذہب ہے۔ جبکہ مسیحیت غلاموں کا دین ہے۔''

ذمی ہونا نظریۂ دنیا میں مسلمانوں کے لئے مہلک مرض کی طرح ہے جیسے غیر مسلموں کے لئے ذلت ہے۔ مسلمان خود کو نقصان پہنچاتے ہیں جب وہ ایسے حالات پیدا کرتے ہیں جہاں انہیں سیکھنے کا موقع نہیں ملتا کہ وہ برابری سے مقابلہ کریں۔ بالکل ایسے جیسے معاشی محافظت پوری قوم کی کمزوری کی تقابلی اہلیت کا باعث بنتی ہے۔ اس لئے ذمی ہونے کی مذہبی محافظت کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ مسلمان جعلی احساسِ برتری پر بھروسہ کرنے لگتے ہیں۔ جس سے وہ بالآخر کمزور ہو جاتے ہیں اور اپنی اور اپنے گرد دنیا کی حقیقی سوجھ بوجھ پانے کی اہلیت سے نقصان اٹھاتے ہیں۔

ذمی بنانے کا نظام پشت در پشت دونوں طرف ایک گہرا باطنی رویہ پیدا کرتا ہے۔ جیسا کہ نسل پرستی ایک صدی سے زیادہ امریکہ اور دوسرے ممالک میں جاری ہے جب تک اسکی غلامی کا خاتمہ نہ کیا گیا۔ پس ذمی بنانے کا نظام مسلمانوں اور دوسروں کے درمیان تعلقات میں بلاشبہ اثر و رسوخ بڑھانے کیلئے جاری رہا جب کہ جزیے کا نفاذ ماضی قدیم کی بات ہے۔

ذمی نفسیات ان معاشروں پر بھی اثر انداز ہو سکتی ہے جو کبھی شرعی قانون کے تحت نہیں رہے۔ یہ علمی تحقیق کو معذور کر کے اور سیاسی ترقی کے عمل میں رکاوٹ کا باعث بن کر پورے معاشرے کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ مثال کے طور پر، مغربی سیاستدانوں کی ایک طویل فہرست ایسی ہے جنہوں نے اسلام کی تعریف کی ہے اور اسے ''امن کا دین'' قرار دیا ہے اور اسی لمحے اسلام کے لئے ممنونیت کا اظہار بھی کیا ہے۔ تعریف و تحسین کے ایسے انداز اسلامی راج پر ذمی ردِ عمل کا ظاہر کرتے ہیں۔

مذہبی ایذا رسانی اور ذمی معاہدے کا اعادہ

انیسویں اور بیسویں صدیوں میں مختلف یورپی قوتوں نے عالمِ اسلام کو مجبور کیا کہ وہ ذمی نظام کو ختم کرے۔ تاہم موجودہ دہائی میں ذمی بنانے کا اصول اور نظریہ دنیا ہے کہ پورے عالمِ مسلمین میں اس کا اعادہ ہو رہا ہے۔ اور اس کے

ساتھ ہی مسیحیوں اور غیر مسلموں کے خلاف مذہبی تعصب، خوف وہراس اور مذہبی امتیاز بھی بڑھ رہا ہے۔ اس کی ایک مثال پاکستان ہے جس کی بنیاد ایک سیکولر آئین پر رکھی گئی تھی مگر اس نے بعد ازاں اپنے آپ کو ایک اسلامی ریاست قرار دیتے ہوئے شرعی عدالتیں دوبارہ متعارف کرائیں اور قانونِ کفر یا توہینِ مذہب کو دوبارہ نافذ کر دیا جو غیر مسلموں کے خلاف صریحاً تعصب کی علامت ہے۔ شرعی نظام کی بحالی کا رجحان پاکستانی مسیحیوں کے لئے بڑھتی ہوئی ایذار سانی کے لئے راہ ہموار کر رہا ہے۔

آج کی دنیا میں، جہاں جہاں شرعی نظام کو دوبارہ نافذ کیا جا رہا ہے وہاں وہاں مسیحیوں اور دوسرے غیر مسلموں کی زندگی بدتر ہوتی جا رہی ہیں۔ آج ہر ان پانچ میں سے چار ممالک اسلامی ہیں جہاں مسیحیوں کے خلاف ایذارسانی اپنے عروج پر ہے اور ایسے مقامات پر مسیحیوں کے خلاف ایذارسانی کے مخصوص نمونہ جات عین وہی ہیں جو ذمی معاہدوں کے تحت عمل میں لائے جاتے تھے یعنی عبادت گاہوں کے عمارتیں تعمیر کرنے پر پابندیاں عائد کی جا رہی ہیں جو شرعی نظام اور ذمی قوانین کے اعادے کی نشانیاں ہیں۔

اس حصے میں ہم ذمی معاہدے کو ترک کرنے کی وجوہات اور اس کے مضر روحانی اثرات پر غور کریں گے۔

ایک روحانی حل

حضرت محمد کی زندگی کی تشکیل ان کے مسترد کئے جانے کی وجہ سے ہوئی تھی۔ جس سے ان کی روح زخمی ہو گئی۔ جس میں انہیں ٹھوکریں لگیں اور مظلوم ذہنیت نے جنم لیا۔ اسی سبب سے اُن پر متشدد رویہ غالب آیا۔ ان کے جہاد کے نعرہ سے انہیں اپنی ناخوشگوار روحانی کیفیت کو دوسروں کو ذلیل کر کے سکون ملا۔ ذلت آمیز ذمی نظام اسی رویئے کا شاخسانہ ہے۔

اس کے برعکس، خداوند یسوع کو مسترد کیا گیا لیکن انہوں نے ٹھوکر کھانے سے انکار کیا۔ انہوں نے تشدد سے اجتناب کیا۔ دوسروں پر غلبہ پانے سے گریز کیا اور شکستہ روح بننا قبول نہ کیا۔ ان کے صلیب پر جانے اور مردوں میں سے زندہ ہونے نے ارتداد کو اور تاریکی کی فوجوں کو شکست دی۔ مسیحیوں کے پاس ذمی ترکے سے آزادی کا واحد راستہ صلیب کی طرف رجوع لانا ہے۔

ذمی معاہدے سے آزادی کی گواہیاں

ذیل میں چند ایسے لوگوں کی گواہیاں پیش کی گئی ہیں جنہوں نے ذمی معاہدے کو ترک کرنے کی دعا کر کے رہائی حاصل کی۔

بین النسلی خوف

ایک خاتون جس کے ساتھ میں نے دعا کی۔ وہ اپنی زندگی کے کئی پہلوؤں سے خائف تھی۔ اس کے آباؤاجداد کوئی سو سال پہلے شام کے شہر دمشق میں بطورِ ذمی رہتے تھے۔ جہاں ۱۸۶۰ء میں مسیحیوں کی نسل کشی ہوئی تھی۔ جب ہم نے ذمی ہونے کو ترک کرنے کی دعا کی تو اس سے ڈر اور خوف جاتا رہا۔ اور اس خاتون کو اسکے روزمرہ کے خوف کے جانے سے بے پناہ سکون نصیب ہوا۔

نسلی کشی کی میراث سے آزادی

ایک آدمی جس کا تعلق آرمینیہ کے پس منظر سے تھا اس کے آباؤاجداد یونانی نام رکھنے سے نسل کشی سے بچ نکلے تھے۔ اور سمرنا سے ہوتے ہوئے مصر چلے گئے تھے۔ ایک صدی بعد بہترین حصے میں اس پناہ گزین کا بیٹا روزمرہ زندگی میں اس ظلم کے خوف کا شکار ہو گیا۔ وہ اس گھبراہٹ سے اپنے گھر سے نہ نکلتا تھا کہ اس نے دروازے اور کھڑکیاں اچھی طرح بند کی ہیں یا نہیں۔ مگر جب اس نے ان صدمات کے خوف کو جو نسل در نسل ان کے ساتھ چلا آتا تھا جو

گذشتہ نسل کشی میں ہوا تھا، ترک کیا۔ اور ہم نے اس کے ساتھ مل کر رہائی کیلئے دعا کی تو اس نے روحانی شفا اور آزادی کا نمایاں اظہار کیا۔

مسلمانوں کے درمیان خدمت کی اثر انگیزی میں نمایاں اضافہ

نیوزی لینڈ سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نے مجھے بتایا کہ ذمی معاہدے کو ترک کرنے کے بعد کس طرح مسلمانوں کے درمیان اس کی خدمت میں نمایاں تبدیلی پیدا ہوئی۔

"آپ کے سیمینار میں ذمی معاہدے کو ترک کرنے کی دعا کے بعد میری زندگی پر بہت گہرا اثر پڑا کیونکہ میں نے نہ صرف ایک شخصی تعلق میں موجود خوف اور ڈر سے آزادی پائی بلکہ مسلمانوں کے درمیان میری بشارتی خدمت کی اثر انگیزی پر بھی نمایاں اضافہ ہوا۔ میں ۱۹۸۹ء سے مسلمانوں کے درمیان بشارتی خدمت انجام دے رہی ہوں۔۔۔ ہماری ٹیم کی ایک اور رکن بھی آپ کے اس سیمینار میں موجود تھی اور اس نے بھی ذمی معاہدے کو ترک کرنے کے بعد مشرقِ وسطیٰ کی خواتین کے درمیان ایک مؤثر خدمت کا آغاز کیا ہے۔"

خوف سے دلیری تک: بشارتی تربیت

عربی بولنے والے مسیحیوں کے ایک گروپ نے یہاں دی گئی ان دعاؤں کو اُن مسلمانوں کے درمیان جو یورپی ملکوں میں سیاحت کیلئے گئے ہوئے تھے، بشارت دینے کیلئے بطورِ تیاری استعمال کیا۔ اگرچہ یہ ٹیم ایک آزاد ملک میں تھی مگر پھر بھی انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ وہ اپنا ایمان بتانے میں خوف محسوس کر رہے تھے۔ اسی بحث میں انہوں نے اپنے خوف سے شفا پانے کے لئے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ ایک لیڈر نے وضاحت کی: "آپ کے دلوں میں خوف اس معاہدے کی وجہ سے ہے جو آپ کی طرف سے کیا گیا تھا"۔ ذمی معاہدے کی وضاحت پر تبادلۂ خیال کے بعد لوگوں نے مل کر آزاد ہونے کی دعائیں کیں اور ذمی معاہدے کو ترک کیا۔ پروگرام کے آخری دن جائزہ لیا گیا:

"اس کے نتائج حیرت انگیز تھے۔ بلا امتیاز وہ تمام جو اس میں شریک تھے انہوں نے جوش سے بتایا کہ یہ اہم تربیتی کورس بڑی برکت اور حقیقی آزادی کا باعث بنا۔ خاص کر اس موقعہ کیلئے کہ انہوں نے دعا سے خداوند یسوع کے خون کے وسیلے، ذمی معاہدے کو ترک کیا۔"

ایک کاپٹک مسیحی نے آزادی اور مسلمانوں کے درمیان بشارت دینے کی قوت پائی

ایک کاپٹک مسیحی وکیل نے اپنی گواہی کچھ اس طرح پیش کی:

"میں نے ایک اسلامی ملک میں قانون کی ڈگری حاصل کرنے ضمن میں شریعت کو بطورِ لازمی مضمون چار سال پڑھا۔ میں نے شریعت کے تحت مسیحیوں کی ذلت کا تفصیلاً مطالعہ کیا۔ جس میں ذمی اصولات بھی شامل تھے۔ لیکن میرے کردار پر اس تعلیم کے شخصی اثرات میری سوچ میں رکاوٹ بن رہے تھے۔ میں ایک مخلص مسیحی تھی اور خداوند یسوع سے محبت رکھتی تھی لیکن بار بار اپنے مسلمانوں دوستوں کے سامنے مسیح کو اپنا خداوند بتانے میں ناکام رہی تاکہ کہیں میں انکے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچاؤں۔

جب میں ذمی ہونے کے سیمینار میں شامل ہوئی تو میری روحانی کیفیت میرے سامنے آئی اور میری باطنی پریشانی مجھ پر ظاہر ہوئی۔ میں نے کئی حالتوں کو یاد کیا جب میں نے مسلمانوں کی اپنے آباواجداد کے ملک کے مفتوحہ علاقے میں فوقیت کو قبول کیا اور اس کی مدافعت کی۔ میں قائل ہو گئی کہ کئی سال تک میں ذمی ہونے کی ذلت کو قبول کرتی رہی اور اس میں زندگی گزارتی رہی۔

اسی رات، میں واپس اپنے گھر گئی اور اپنی قریبی مسلم سہیلی کو بلایا۔ میں نے اسے بتایا کہ خداوند یسوع تجھ سے پیار کرتا ہے اور اس نے تیری خاطر صلیب پر اپنی جان دی ہے۔ تب سے مسلمانوں کے درمیان میری

خدمت بڑی مؤثر ہو گئی اور میں نے دیکھا کہ ان میں سے بہتوں نے خداوند مسیح کو اپنا مالک اور نجات دہندہ قبول کیا ہے۔"

ذمی معاہدے کو ترک کرنے کی وجوہات

ہو سکتا ہے کہ آپ مختلف وجوہات کی بناپر اس سبق کے آخر پر دیئے گئے اعلانات اور دعاؤں کو خداوند کے حضور پیش کرنا چاہیں:

- آپ یا آپ کے آباواجداد غیر مسلم ہونے کی حیثیت سے اسلامی حکومت میں رہے ہوں اور انہوں نے ذمی ہونا قبول کیا ہو۔ یا جہاد اور ذمی ہونے کے اصولوں کی شرائط سے متاثر ہوئے ہوں۔ مثال کے طور پر جہاد کے تشدد آمیز حملے سے خائف ہوں۔
- آپ کی شخصی یا خاندانی کہانی بُری طرح صدماتی واقعات سے متاثر ہوئی ہو جیسا کہ ان کا تعلق جہاد کے تشدد سے ذمی ہونے کی مشکلات برداشت کرنے سے ہو۔ آپ نے ایسے حالات سنے بھی نہ ہوں جو آپ کے خاندان کی کہانی کا حصہ رہے ہوں۔
- آپ یا آپ کے باپ دادا کو اسلامی جہاد سے دھمکایا گیا اور اگرچہ اسلامی حکومت میں رہنے کی آپ کی کوئی کہانی نہیں ہے۔ آپ خوف وہراس سے آزاد رہنا چاہتے ہیں۔
- آپ یا آپ کے آباواجداد مسلمان رہے ہوں اور آپ ذمی معاہدے اور اسکی عملیات کا حصہ ہونے سے دستبردار ہونا چاہتے ہیں۔

یہ دعائیں یوں ترتیب دی گئی ہیں جن سے ذمی معاہدہ اور ان کا اثر، زائل ہو جاتا ہے۔ اس سے آپ کی زندگی پر اس کا کوئی اثر نہیں رہتا۔ یہ اس طور پر بنائی گئی ہیں جن سے تمام لعنتوں کو جو آپ کے خلاف یا آپ کے آباواجداد کے خلاف، اسلامی حکومت میں ذمی کے طور پر کی گئی تھیں، توڑی جاتی ہیں۔ آپ ان دعاؤں کو ماضی میں کم علمی کے افسوس کے احساس کیلئے کر سکتے ہیں اور آپ کی خواہش ہے کہ آپ خدا کے کلام کی سچائی کے ساتھ کھڑے ہوں۔ یہ دعائیں ذمی ہونے کے منفی روحانی اثرات کے خلاف بنائی گئی ہیں جو درج ذیل ہو سکتے ہیں:

- چوٹ
- خوف
- ڈر
- شرمندگی
- احساسِ جرم
- احساسِ کمتری
- خود سے نفرت اور از خود ارتداد
- دوسروں سے نفرت
- ذہنی دباؤ
- گمراہی
- ذلت

- گوشہ نشینی اور تنہائی
- خاموشی

اب ہم ذمی معاہدے کو ترک کرنے کی ایک دعا پر غور کریں گے۔ یہ دعا ان مسیحیوں کو آزادی دلانے کے لئے مرتب کی گئی ہیں جو آج اسلامی حکومت کے ماتحت زندگی گزار رہے ہیں یا جن کے باپ دادا اسلامی راج کے ماتحت زندگی گزارتے رہے ہیں۔

سچائی کو جانیں

اگر آپ نے پچھلے سبق یہ عمل نہیں کیا تو ذمی معاہدے کو ترک کرنے کی دعا سے پہلے پانچویں سبق کے حصے بعنوان "سچائی کو جانیں" کے تحت دی گئی آیات کو پڑھیں۔

ذمی معاہدے کو ترک کرنے کی یہ دعا تمام حاضرین اکٹھے کھڑے ہو کر بلند آواز سے پڑھیں۔

ذمی معاہدے کو ترک کرنے اور اس کی طاقت کو توڑنے کا اعلان اور دعا

دعائیہ اعتراف

اے محبت سے بھرے ہوئے خدا! میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے گناہ کی ہے اور تجھ سے دُور چلا گیا ہوں۔ میں توبہ کرتا ہوں اور مسیح کو اپنا خداوند اور نجات دہندہ قبول کرتا ہوں۔ میرے گناہ معاف فرما۔ اگر میں نے دوسروں کو ذلیل کیا یا انہیں کمتر سمجھا تو میرے گھمنڈ کیلئے مجھے معاف فرما۔ اگر میں نے کسی سے برا سلوک کیا ہے یا اسکو حقیر جانا ہے اس کے لئے مجھے معاف فرما۔ میں ان سب باتوں کو خداوند یسوع مسیح کے نام میں ترک کرتا ہوں۔

ہمارے خداوند یسوع مسیح کے خدا اور باپ! میں آپ کی معافی کی نعمت کے لئے آپ کا شکر کرتا ہوں جسے مسیح نے صلیب پر مہیا کیا۔ میں ایمان رکھتا ہوں کہ آپ نے مجھے قبول کیا ہے۔ میں شکر کرتا ہوں کہ صلیب کے وسیلے ہمارا آپ کے ساتھ اور ایک دوسرے کے ساتھ میل ملاپ ہو گیا ہے۔ میں آج اعلان کرتا ہوں کہ میں آپ کا بیٹا اور خدا کی بادشاہی کا وارث ہوں۔

اعلان اور ترکِ تعلقات

اے باپ! میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ میں اب زیر خوف نہیں ہوں بلکہ آپ کی محبت سے آپ کا بیٹا ہوں۔ میں اسلام کے تقاضوں کو جنہیں محمد نے سکھایا مسترد کرتا ہوں اور ان سے قطع تعلق کرتا ہوں۔ میں قرآن کے اللہ کے سامنے جھکنا چھوڑتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ میں صرف خداوند یسوع مسیح کے خدا کی پرستش کروں گا۔

میں ان تمام معاہدوں کو جن کو میں نے یا میرے آباؤ اجداد نے اسلامی امت اور اصولوں کی طرف سے تسلیم کیا تھا انہیں ترک اور منسوخ کرتا ہوں۔

میں مکمل طور پر ذمی معاہدے کو اور اس کی تمام شرائط کو مسترد کرتا ہوں۔ میں جزیہ کی ادائیگی کے وقت گردن پر مکے مارنے کی رسم اور جو کچھ یہ نمائندگی کرتی ہے ترک کرتا ہوں۔ خاص کر سر قلم کرنے اور موت کی لعنت کی مشابہت کو ترک کرتا ہوں۔

میں اعلان کرتا ہوں کہ ذمی معاہدہ صلیب پر کیلوں سے جڑ دیا گیا ہے۔ ذمی ہونے کا برملا تماشا بنا ہے اور اس کا مجھ پر کوئی اثر ہے اور نہ ہی مجھ پر اس کا کوئی حق ہے۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ ذمی معاہدے کے روحانی اصولوں کا پتہ چل

گیا ہے۔ انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ انہیں شکست ہو چکی ہے اور وہ مسیح خداوند کی صلیب کی بدولت شرمندہ ہوئے ہیں۔

میں اسلام کے جھوٹے احسان کو ترک کرتا ہوں۔

میں دھوکے اور جھوٹ کو ترک کرتا ہوں۔

میں ذمی یا اسلام کے خاموش رہنے کے تمام معاہدوں کو ترک کرتا ہوں۔

میں بولوں گا اور خاموش نہ رہوں گا۔

میں اعلان کرتا ہوں کہ سچائی مجھے آزاد کریگی (یوحنا ۸: ۳۲)۔ میں خداوند یسوع مسیح میں آزاد جینے کا انتخاب کرتا ہوں۔

میں ان سب لعنتوں کو جو اسلام کے نام میں میرے اور میرے خاندان کے خلاف کہی گئی ہیں ترک کرتا ہوں۔ میں اپنے آباؤاجداد کے خلاف کہی ہوئی تمام لعنتوں کو ترک اور منسوخ کرتا ہوں۔

میں موت کی لعنت کو چھوڑتا اور توڑتا ہوں۔ اے موت مجھ پر تیری کوئی قوت کام نہیں کریگی۔

میں خداوند مسیح کی برکات کیلیئے بطورِ اپنی روحانی میراث، دعویٰ کرتا ہوں۔

میں خفت اور ڈر کو ترک کرتا ہوں اور مسیح یسوع میں دلیر ہونے کا انتخاب کرتا ہوں۔

میں چالاکی اور قبضے کو خیر باد کہتا ہوں۔

میں برائی اور تشدد کو چھوڑتا ہوں۔

میں خوف کو ترک کرتا ہوں۔ میں مسترد کئے جانے کے خوف کو چھوڑتا ہوں۔ میں اپنی جائیداد اور اثاثے کے کھو جانے کو ترک کرتا ہوں۔ میں غربت کے خوف کو ترک کرتا ہوں۔ میں غلام بنائے جانے کے خوف کو ترک کرتا ہوں۔ میں زنا بالجبر کے خوف کو ترک کرتا ہوں۔ میں تنہا کئے جانے کے خوف کو ترک کرتا ہوں۔ میں اپنا خاندان کھونے کے خوف کو ترک کرتا ہوں۔ میں قتل ہونے اور موت کے خوف کو ترک کرتا ہوں۔

میں اسلام اور مسلمانوں کے ڈر کو ترک کرتا ہوں۔

میں عوامی اور سیاسی کارائی میں شامل ہونے کے ڈر کو ترک کرتا ہوں۔

میں اعلان کرتا ہوں کہ یسوع مسیح ہی تمام لوگوں کے خداوند ہیں۔

میں خداوند یسوع کو زندگی کے ہر پہلو میں تسلیم کرتا ہوں۔ خداوند یسوع میرے گھر کے اور میرے شہر اور میری قوم کے خداوند ہیں۔ اس سرزمین پر خداوند یسوع تمام لوگوں کے مالک ہیں۔ میں خداوند یسوع کو اپنا خداوند قبول کرتا ہوں۔

میں احساسِ کمتری کو ترک کرتا ہوں۔ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ مسیح نے مجھے قبول کر لیا ہے۔ میں صرف اسی کی خدمت کروں گا۔

میں شرمندگی کو ترک کرتا ہوں۔ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ صلیب کے وسیلے میرے تمام گناہ دھل گئے ہیں۔ مجھ میں شرمندگی کا کوئی حصہ نہیں۔ میں خداوند یسوع کے جلال میں اس کے ساتھ حکومت کروں گا۔

اے خداوند مجھے اور میرے آبا و اجداد کو مسلمانوں سے نفرت کرنے کیلئے معاف فرما۔ میں مسلمانوں اور تمام دوسروں کے خلاف نفرت کو ترک کرتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں۔ مسلمانوں کے لئے اور دنیا میں تمام دیگر لوگوں کیلئے مسیح کی محبت کا اعلان کرتا ہوں۔

میں کلیسیا کے گناہوں کیلئے اور کلیسیا کے قائدین کی غلط اطاعت کیلئے توبہ کرتا ہوں۔

میں علیحدگی کو چھوڑتا ہوں۔ میں اس بات کا دعٰوی کرتا ہوں کہ مجھے معافی مل چکی ہے اور مسیح کی بدولت خدا نے مجھے قبول کر لیا ہے۔ خدا کے ساتھ میرا میل ملاپ ہو گیا ہے۔ خدا کے تخت کے سامنے کسی قسم کی کوئی قوت جو آسمان میں یا زمین پر ہے میرے خلاف کوئی تبدیلی نہیں لا سکتی۔

میں اپنے خدا باپ اور اپنے واحد منجی مسیح اور روح القدس جو میری جان کا منبع ہے، کی تمجید اور شکر گزاری کرتا ہوں۔

میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں خداوند یسوع مسیح کا زندہ گواہ بنوں گا۔ میں صلیب سے شرمندہ نہیں ہوں اور نہ ہی اسکے مردوں میں سے زندہ ہونے سے شرماتا ہوں۔

میں اس بات کا دعویٰ کرتا ہوں کہ میں زندہ خدا کا فرزند ہوں جو ابرہام، اضحاق اور یعقوب کا خدا ہے۔ میں خدا اور س کے مسیح کی فتح کا اقرار کرتا ہوں۔ میں اس بات کا دعویٰ کرتا ہوں کہ اس کے سامنے ہر گھٹنا جھکے گا اور ہر زبان اقرار کرے گی کہ خداوند یسوع مسیح خدا باپ کے جلال کیلئے خداوند ہیں۔

میں مسلمانوں کے لئے جو ذمی نظام میں شریک ہیں معافی کا اعلان کرتا ہوں۔

اے خدا باپ! از راہِ کرم مجھے ذمی ہونے، ذمی بنانے کی روح اور ہر غیر الٰہی تسلط سے جو ذمی معاہدے سے منسلک ہے ، آزادی بخش۔

اب میں دعا کرتا ہوں، مجھے روح القدس سے معمور کر اور مجھ پر خداوند یسوع مسیح کی بادشاہی کی تمام برکتیں نازل فرما۔ مجھے اپنے فضل سے یہ عنایت کر کہ میں تیرے کلام کی سچائی کو واضح طور پر سمجھوں اور زندگی کے ہر پہلو میں اسے استعمال کروں۔ مجھے اپنے وعدے کے مطابق امید اور زندگی کے الفاظ عطا فرما۔ میرے ہونٹوں کی تقدیس کر تا کہ میں دوسروں کے ساتھ اختیار اور مسیح کے نام کی قوت سے بات کر سکوں۔ مجھے مسیح کا وفادار گواہ بننے کی دلیری عنایت فرما۔ میرے دل میں مسلمانوں کے لئے گہری محبت عطا فرما تا کہ میں ان کو مسیح کی محبت کے متعلق پورے وثوق سے بتا سکوں۔ میں ان سب باتوں کو خداوند یسوع مسیح جو میرا مالک اور منجی ہے، کے نام سے مانگتا ہوں۔

آمین۔

رہنمائے مطالعہ

چھٹا سبق

ذخیرۂ الفاظ

ذمی	جزیہ	ذمی بنانا
ذمی معاہدہ	واجب	سر بریدگی کی رسم
ریجنسبرگ	جہاد	سچائی کو جانیں
”تین چناؤ“	میثاقِ عمر	
مفتیٔ اعظم	حلال	

نئے نام

- پوپ بینڈکٹ سولہویں (پید۔ ۱۹۲۷ء)؛ جرمن نژاد جوزف راٹزنگر، ۲۰۰۵ء تا ۲۰۱۳ء تک پوپ رہے۔
- بیزنٹائن شہنشاہ مینوایل دوم پیلیولوگس (۱۳۵۰ء تا ۱۴۲۵ء؛ حکمران رہے ۱۳۹۵ء تا ۱۴۲۵ء)
- شیخ عبدالعزیز الشیخ: ۱۹۹۹ء سے سعودی عرب کے مفتیٔ اعظم (پیدائش ۱۹۴۳ء)
- ابنِ کثیر: شامی مؤرخ اور عالم (۱۳۰۱ء تا ۱۳۷۳ء)
- محمد ابنِ یوسف اطفایش: الجیرین مسلمان عالم (۱۸۱۸ء تا ۱۹۱۴ء)
- ولیم ایٹن: ترکی اور روس میں برطانوی محقق، ۱۷۹۸ء میں اپنی کتاب Survey of the Turkish Empire شائع کی۔
- ابنِ قدامہ: فلسطینی سنی عالم اور صوفی درویش (۱۱۴۷ء تا ۱۲۲۳ء)
- سموئیل ہیناجد (۹۹۳ء تا ۱۰۵۵، ۵۶ء) اور جوزف ہیناجد (۱۰۳۵ء تا ۱۰۶۶ء): گریناڈا میں یہودی وزرائے اعظم
- محمد المغیلی: الجیرین عالم (ق ۱۴۰۰ء تا ق ۱۵۰۵ء)
- ابن عجیبہ: مراکشی سنی صوفی عالم (۱۷۴۷ء تا ۱۸۰۹ء)
- میمونائیڈس: آئبیرین سیفارڈک یہودی عالم (۱۱۳۸ء تا ۱۲۰۴ء)
- جوون سوجک: سائبیرین ماہر ارضیات اور ماہرِ نسلیات (۱۸۶۵ء تا ۱۹۲۷ء)

اس سبق میں قرآن کے حوالہ جات

ق۹:۲۹ ق۴۸:۲۸ ق۳:۱۱۰

چھٹے سبق کے سوالات

- تجزیاتی مطالعے پر بحث کیجئے۔

ذمی معاہدہ

۱۔ بیزنٹائن شہنشاہ مینوایل دوئم پیلیولوگس کے وہ کون سے مشہور الفاظ تھے جن کا پوپ بینڈکٹ سولہویں نے ۲۰۰۶ء میں اپنے معروف واعظ میں حوالہ دیا تھا جس کے نتیجے میں پوری دنیا میں ہنگامے پھوٹ پڑے اور ۱۰۰ سے زیادہ اموات ہوئیں؟

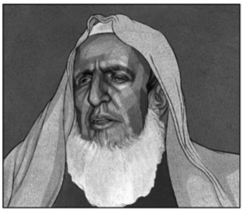

۲۔ مفتیٔ اعظم شیخ عبدالعزیز الشیخ نے پوپ بینڈکٹ کی کس طرح درستگی فرمائی؟

۳۔ وہ چناؤ کی کون سی تین صورتیں جو دینِ اسلام کی طرف سے مفتوحہ غیر مسلموں کے سامنے پیش کی جاتی ہیں؟

۴۔ ڈوری صاحب نے صحیح بخاری سے ایک حدیث کا حوالہ پیش کیا ہے (" مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ ---")۔ اس حوالے کے مطابق اللہ کا حکم کیا ہے؟

۵۔ اس کے بعد ڈوری صاحب نے صحیح مسلم سے بھی ایک حدیث کا حوالہ دیا ہے: اللہ کے نام پر اور اس کی راہ میں جنگ کریں۔ جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے ان کے خلاف جہاد کریں----") وہ کون سے تین انتخابات ہیں جو اسلام کی طرف سے مغلوب بے ایمانوں کے سامنے چناؤ کے لئے رکھے جاتے ہیں؟

۶۔ ق۹:۲۹ کے مطابق مفتوحہ غیر مسلموں سے کن دو باتوں کا تقاضا کیا جاتا ہے؟

۷۔ فرمانبرداری کے عہد سے متعلقہ میثاق کا کیا نام ہے؟

۸۔ اس میثاق کے ماتحت زندگی گزارنے کا عہد قبول کرنے والے غیر مسلموں کو کیا کہا جاتا ہے ؟

۹۔ قرآن کے دو کون سے اصول ذمی نظام کی تائید کرتے ہیں ؟

جزیہ

۱۰۔ ذمیوں کے اوپر کون سا سالانہ جزیہ محصول عائد کیا جاتا ہے جسے مسلم علماء کی طرف سے ان کی جان بخشی کا فدیہ قرار دیا گیا ہے ؟

۱۱۔ امام اطفایش کے مطابق، قتل اور غلامی کی جگہ پر محصولِ جزیہ کی ادائیگی کن کے فائدے کیلئے ہے ؟

۱۲۔ ولیم ایٹن کے مطابق، جزیہ کس عوضانے کے طور پر دیا جاتا ہے ؟

عدم ادائیگی کی سزا

۱۳۔ اگر ذمی لوگ اپنے ذمی عہد کی پاسداری کرتے ہوئے جزیے کی بروقت ادائیگی نہیں کرتے تو کون سی سزا ان کی منتظر ہوتی ہے ؟

۱۴۔ میثاقِ عمر کے مطابق ذمی لوگ اپنے اوپر کون سی لعنت مانگتے ہیں؟

۱۵۔ امام ابنِ قدامہ کی اس بات سے کیا مراد ہے کہ نافرمانی کا ارتکاب کرنے والے ذمی شخص اور اس کے مال پر کون سی چیز حلال 'جائز' ہو جاتی ہے ؟

۱۶۔ تاریخ میں ذمی برادریوں کے ساتھ کون کون سے المناک واقعات پیش آچکے ہیں؟

۱۷۔ ۱۰۶۶ء میں گریناڈا کے یہودیوں کو کیوں قتل کیا گیا تھا؟

۱۸۔ ۱۸۶۰ء میں دمشقی مسیحیوں کو کیوں موت کے گھاٹ اتارا گیا تھا؟ کچھ نے جان بچانے کیلئے کون سا کام کیا تھا؟

ایک پریشان کن رسم

۱۹۔ ڈوری صاحب کے مطابق وہ کون سی رسم تھی جو ایک ہزار سال تک مراکش سے لے کر بخارا تک پھیل گئی؟

۲۰۔ اس رسم سے کیا مراد لی جاتی ہے؟

۲۱۔ اس رسم سے گزرنے والا ذمی شخص کس لعنت کو اپنے اوپر مقرر کرتا ہے؟

۲۲۔ جزیہ محصول کی ادائیگی کا عہد باندھنے والے افراد اپنے خلاف کس سزا کا چناؤ کرتے ہیں؟

۲۳۔ جزیہ محصول ادا کرنے والا ذمی فرد اپنے اوپر کس سزا کا اعلان کرتا ہے؟

حقیر شکرانہ

۲۴۔ ڈوری صاحب کے مطابق، وہ کون سے دو رویئے ہیں جنہیں غیر مسلموں کو مسلمانوں کے حوالے سے اپنانا چاہیئے؟

۲۵۔ شرعی قوانین کی رُو سے غیر مسلموں کو کمتر دکھانے کی مثالوں پر غور کیجئے:

- ذمیوں کی گواہی۔۔۔
- ذمیوں کے گھر۔۔۔
- ذمی لوگ گھوڑے۔۔۔
- ذمیوں کو عام شاہراہوں پر چلنے کی۔۔۔
- ذمی لوگ اپنا دفاع۔۔۔
- ذمی لوگ اپنا مذہبی نشان۔۔۔
- ذمیوں کے گرجا گھر۔۔۔
- ذمی لوگ اسلام پر تنقید۔۔۔
- ذمیوں کا لباس۔۔۔
- ذمیوں کی شادیاں۔۔۔

۲۶۔ سورۃ ۹: ۲۹ میں مسلم حکومت کے ماتحت رہنے والے غیر مسلموں کو کون سا حکم دیا گیا ہے؟

۲۷۔ ابنِ عجیبہ نے ''تیسرے انتخاب'' کو کس طرح بیان کیا تھا؟

احساسِ کمتری کی نفسیات

۲۸۔ اصطلاح ''ذمی بنانا'' سے کیا مراد ہے؟

۲۹۔ قرونِ وسطیٰ سے تعلق رکھنے والے آئبیرین یہودی عالم میمونائیڈس کے مطابق، ذمی معاہدہ ذمیوں کو کس بات کا پابند بناتا تھا؟

۳۰۔ سربین ماہر ارضیات جوون سوجک کے مطابق، ترکوں کی جانب سے بلکان عوام پر پرتشدد ذمی معاہدہ زبردستی نافذ کرنے سے کون سے نفسیاتی مسائل پیدا ہوئے؟

۳۱۔ ایک ایرانی نومرید مسیحی کے مطابق جس کی مارک ڈُوری سے ملاقات بھی ہوئی تھی، مسلمان لوگ مسیحیت کے مقابلے میں اپنے دین کو کیا سمجھتے ہیں؟

۳۲۔ ذمی معاہدہ خود مسلمانوں کے لئے کس طرح نقصان دہ ہے؟

۳۳۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے کس تاریخی واقعے کا ڈُوری صاحب نے ذمی معاہدے سے موازنہ کیا ہے؟

۳۴۔ ڈُوری کے مطابق، وہ کون سی چیز ہے جو علم و تحقیق کی راہ میں روڑے اٹکارہی ہے؟

مذہبی ایذارسانی اور ذمی معاہدے کا اعادہ

۳۵۔ وہ کون سے عوامل تھے جن کے باعث اسلامی دنیا انیسویں اور بیسویں صدی میں ذمی نظام کو توڑنے پر مجبور ہوئی؟

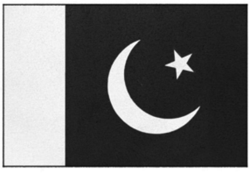

۳۶۔ ڈُوری کے مطابق، وہ کیا چیز ہے جو پاکستانی مسیحیوں کے لئے ایذارسانی میں اضافے کا باعث رہی ہے نیز وہ چیز دوسرے ممالک میں بسنے والے مسیحیوں کیلئے بھی ایذارسانی میں اضافے کا سبب بنی ہوئی ہے؟

ایک روحانی حل

۳۷۔ ڈُوری صاحب نے حضرت محمد کی زندگی پر ارتداد کے گہرے اثرات کے کون سے پانچ روحانی نتائج بیان کئے ہیں؟

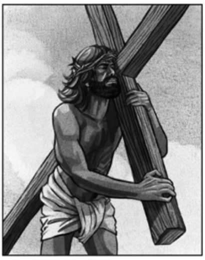

۳۸۔ کون سی وجہ حضرت محمد کے جہاد کا اعلان کرنے کی بنیاد بنی؟

۳۹۔ جب مسیح خداوند کو رد کیا گیا تو انھوں نے کون سے چار کام کرنے سے منع کیا تھا؟

ذمی معاہدے سے آزادی کی گواہیاں

۴۰۔ ڈوری صاحب کی پیش کردہ پانچ گواہیوں میں کون سی بات مشترک ہے؟

ذمی معاہدے کو ترک کرنے کی وجوہات

۴۱۔ وہ لوگ جو خود یا جن کے آباواجداد کسی زمانے میں ذمی معاہدے کے پابند رہے، اگر آج اس معاہدے سے آزادی حاصل کرنے کی دعا کرنا یا کرانا چاہتے ہیں تو انھیں کن تین قسم کے اثرات کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے؟

۴۲۔ ذمی معاہدے سے آزادی کے لئے پیش کردہ دعائیں کون سے دو کام کر سکتی ہیں؟

۴۳۔ ذمی معاہدے کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ۱۳ روحانی اثرات کہ فہرست ملاحظہ کیجئے۔ خدا کے کلام کی سچائیوں پر مبنی دعائیں ان اثرات کو کس طرح زائل کریں گی؟

دعائیہ حصے کے لئے برائے مہربانی مندرجہ ذیل اقدامات پر عمل کیجئے:

۱۔ تمام شرکاء پانچویں سبق میں ''سچائی کو جانیں'' کی عنوان کے تحت پیش کردہ آیات کو اگر اُس سبق کا مطالعہ کرتے وقت نہیں پڑھا گیا تھا تو اب بلند آواز سے پڑھیں۔

۲۔ اس کے بعد، تمام شرکاء اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو جائیں اور مل کر ''ذمی معاہدے کو ترک کرنے کا اعلان'' کریں اور ''اس کے اثر کو توڑنے کی دعا'' پڑھیں۔

۳۔ ہدایات کے بارے میں مزید تفصیل جاننے کیلئے ''رہنمائے قائدین'' ملاحظہ فرمائیں۔

۷

جھوٹ، جھوٹی برتری اور لعنتیں

''موت اور زندگی زبان کے قابو میں ہیں اور جو اُسے دوست رکھتے ہیں اُسکا پھل کھاتے ہیں۔''

امثال ۱۸:۲۱

سبق کے اغراض و مقاصد

الف۔ دینِ اسلام میں جھوٹ بولنے اور دوسروں کو دھوکہ دینے کی اجازت پر غور کرنا اور اسے مسترد کرنا۔

ب۔ اسلامی گمراہی کو ترک کرنے کی تیاری کے دوران کتابِ مقدس سے بیس متعلقہ آیات کی سچائیوں پر غور کرنا۔

ج۔ گمراہی کو ترک کرنے کی دعا کے ذریعے روحانی آزادی کا دعویٰ کرنا جس میں ۸ منفرد اعلانات اور اعترافات بھی شامل ہونگے۔

د۔ اسلام میں ایک شخص کی دوسرے شخص پر برتری کی جستجو پر غور کرنا اور اسے مسترد کرنا۔

ہ۔ اسلامی برتری سے کنارہ اختیار کرنے کی تیاری کے دوران کتابِ مقدس سے متعلقہ آیات کی سچائیوں پر غور کرنا۔

و۔ مصنوعی برتری کو ترک کرنے کی دعا کے ذریعے روحانی آزادی کا دعویٰ کرنا جس میں ۱۱ منفرد اعلانات اور اعترافات بھی شامل ہونگے۔

ز۔ مساجد میں بڑے بڑے اجتماعات کے دوران بے ایمانوں پر لعنت بھیجنے کی اسلامی رسم پر غور کرنا۔

ح۔ اسلام میں لعن طعن کے حوالے سے مختلف رویوں کی نشاندہی کرنا۔

ط۔ لعن طعن کرنے کی رسم میں شریک ہونے والے لوگوں کی جذباتی حالت اور ''کیفیت'' کی نشاندہی کرنا۔

ی۔ لعنت بھیجنے کی رسم کو ترک کرنے کی تیاری کے دوران کتابِ مقدس سے چھ متعلقہ آیات کی سچائیوں پر غور کرنا۔

ک۔ لعنت بھیجنے کی رسم کو ترک کرنے کی دعا کے ذریعے روحانی آزادی کا دعویٰ کرنا جس میں ۱۹ منفرد اعلانات اور اعترافات بھی شامل ہونگے۔

تجزیاتی مطالعہ: آپ کیا کریں گے؟

آپ ایک چرچ کی منی بس پر تین مسیح ہم خدمت ساتھیوں الیگزینڈر، سموئیل اور پییرَ کے ہمراہ محوِ سفر ہیں۔ آپ لوگ آپ ایک ایسی کانفرنس میں شرکت کے لئے جارہے ہیں جہاں مسلمانوں کے درمیان شاگردیت کے موضوع پر بات کی جائے گی۔ کلیسیا، خاندان اور سیاست کے بارے میں بات چیت کرنے کے بعد پییرَ پوچھتا ہے کہ یہ جو بہت سے مسلمان لوگ مسیح خداوند کے بارے میں خواب دیکھنا شروع ہوگئے ہیں اور عسکریت پسند اسلام کے عروج کے بارے میں آپ لوگ کیا کہتے ہیں۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اخیر زمانے میں ہیں؟ کیا دائرۂ مسیحیت میں داخل ہونے والے مسلمانوں کو شاگردیت کے ایک خصوصی راستے کے حقدار ہیں جیسے کہ یہودی لوگ خداوند یسوع کو مسیح مانتے ہیں؟

الیگزینڈر بڑے طنزیہ انداز میں کہتا ہے، ''واقعی یار، نومرید مسلمانوں کو دوسروں سے جیسے کہ یہودیوں یا بدھ متوں سے قدرے مختلف شاگردیت کی ضرورت کیوں ہے؟ تاریخی کلیسیا نے کب مختلف مذہبی پسِ منظر سے تعلق رکھنے والوں کیلئے مختلف شاگردیت کی تعلیم پیش کی تھی؟ کیا ہم سب وہی بائبل نہیں استعمال کرتے اور اسی عقیدے کو نہیں مانتے؟ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ مسلمان مختلف طور پر 'نئے سرے سے پیدا ہوتے ہیں' اور انھیں بپتسمہ یا شاگردیت کے حوالے سے ایک خاص تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے؟''

سموئیل جواب میں کہتا ہے کہ ''خداوند یسوع نے وعدہ کیا تھا کہ ہر ایک گھٹنا جھکے گا اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ اس میں وہ سب لاکھوں مسلمان بھی شامل ہیں جو اس وقت مسیح کے پاس آرہے ہیں اور ہمیں ایک خصوصی توجہ کے ساتھ ان کا خیر مقدم کرنا چاہیئے، انھیں خصوصی گھریلو کلیسیاؤں میں جگہ دینی چاہیئے جس طرح ہم یہودیوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ پولس اور پطرس دونوں نے یہودیوں کے درمیان بشارت کی خدمت انجام دینے کیلئے، غیر قوموں کے درمیان بشارت کی خدمت سے قدرے مختلف انداز اختیار کیا تھا۔ ہمیں بھی مسلمانوں کے ساتھ 'یہودی بھائیوں' کی طرح پیش آنا چاہیئے اور ان کے لئے شاگردیت کی ایک خصوصی تعلیم کا طریقہ اپنانا چاہیئے جو ان کی روحانی ضروریات کے عین مطابق ہو۔''

پھر پییٹر بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہتا کہ ''لیکن سموئیل بھائی، تمام رسولوں نے عہدِ جدید کی کلیسیا کو شاگرد بناتے وقت ایک جیسے عقائد کو استعمال کیا تھا۔ کیا سب رسولی خطوط یہودیوں اور غیر قوموں دونوں کو یکساں طور پر مخاطب کر کے نہیں لکھے گئے تھے؟ مسیح خداوند کے پاس آنے والے مسلمانوں کی بھی وہی ضرورت ہے جو باقی سب کی ہے: بپتسمے کی تیاری کورس، واعظ، سنڈے اسکول کی تعلیم اور بائبل اسٹڈیز۔ دراصل اگر ہم ان کے ساتھ خصوصی برتاؤ روا رکھیں گے تو وہ ہماری موجودہ کلیسیاؤں کے اندر گھل مل نہیں سکیں گے۔''

اس کے بعد سموئیل آپ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے، ''سابقہ مسلمانوں کے لئے شاگردیت کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے، جناب؟''

آپ کیا جواب دیں گے؟

جھوٹ بولنے سے آزادی

اس سبق میں ہم جھوٹ بولنے کے حوالے سے دینِ اسلام کے عقیدے پر غور کریں گے اور ہم جھوٹ بولنے کے عقیدے کو ترک کرنے کا فیصلہ بھی کریں گے۔

سچائی بیش قیمت ہے

پاسٹر ڈامنک جو انڈونیشیا میں جعلسازی سے قید میں ڈالے گئے کہ انہوں نے اسلامی جہاد کے خلاف بات کی ہے۔ انہوں نے سچائی کے متعلق یہ بتایا:

''۔۔۔اگرچہ سچائی مشکل اور گراں ہے مگر ہمارے پاس اَور کوئی چارہ نہیں۔ ہمیں اسکے لئے بڑی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اس کا متبادل صرف یہ ہے کہ اسے خیر باد کہہ دیں۔ سچائی پسندوں کو سخت جنگ کرنی پڑتی ہے تاکہ وہ مردِ آہن بنیں اور ساتھ ہی ایسا شخص بنیں جسکا دل پاک اور شفاف ہو (شیشے کی طرح)۔ آہنی رضا مضبوط ہوتی ہے جو جھکائی نہیں جاسکتی۔ وہ سچائی پر ثابت قدم رہتی ہے۔ شیشے کا دل اپنے مخفی مفادات اور شخصی ایجنڈا سے پاک ہوتا ہے۔ شیشے کی طرح سچائی پسند حساس ہوتا ہے اور دنیا کے غیر منصفانہ جھوٹ سے آسانی سے ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ دل برداشتہ کمزور ہونے کا نشان نہیں ہے بلکہ یہ طاقت اور قوت کا نشان ہے۔ وہ ارادے کا پکا ہوتا ہے اور وہ جھوٹ کے خلاف اور ماحول کے کذب کے خلاف منہ کھول دیتا ہے۔ اسکا دل نہ تو رکتا ہے اور نہ ہی خاموش ہوتا ہے۔ اسکا دل ہر وقت ناانصافی کے خلاف لڑنے کے لئے تیار رہتا ہے۔''

حقیقت تو یہ ہے کہ خدا سچا ہے اور ہمارے لئے بنیادی بات یہ ہے کہ ہم اسکے ساتھ تعلقات استوار کریں۔ خدا تعلق قائم کرنے والا ہے وہ انسان کے ساتھ تعلقات قائم کرتا ہے۔

شرعی ثقافت

قرآن اور اسلامی تعلیمات کے مطابق کچھ حالات میں جھوٹ بولنا جائز ہے: جیسا کہ ہم سبق ۳ میں بھی دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح اسلام میں جھوٹ بولنے کی اجازت اور بعض حالات میں تو لازم ہے۔

حتیٰ کہ قرآن میں بھی اللہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ فریب دیتا ہے یعنی لوگوں کو گمراہ کرتا ہے:

''اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور وہ راہ دکھاتا ہے جسے چاہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے'' (ق۱۴:۴)۔

جھوٹ کی اقسام جن کی شرعی قانون اجازت دیتا ہے ان میں شامل ہیں:

- جنگ میں جھوٹ بولنا۔
- خاوندوں کا بیویوں سے جھوٹ بولنا۔
- اپنے تحفظ کے لئے جھوٹ بولنا۔
- اُمہ کے دفاع کے لئے جھوٹ بولنا۔
- ذاتی تحفظ کا جھوٹ (تقیّہ) جب مسلمان سمجھیں کہ وہ خطرے میں ہیں: اس معاملے میں کسی بھی مسلمان کو یہاں تک کہ اپنے ایمان سے بھی انکار کرنے کی اجازت ہے (ق۱۶:۱۰۶)۔

یہ مذہبی اقدار نے اسلامی ثقافتوں پر بہت گہرا اثر ڈالا ہے۔

سچائی کو جانیں

اسلام کے برعکس، کسی مسیحی کو اپنے ایمان کا انکار کرنے کی قطعاً اجازت نہیں:

''پس جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کرے گا میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اسکا اقرار کرونگا۔ مگر جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا انکار کرے گا میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اُسکا انکار کرونگا'' (متی ۱۰: ۳۲-۳۳)۔

یسوع نے کہا ''بلکہ تمہارا کلام ہاں ہاں یا نہیں نہیں ہو۔۔۔'' (متی ۵: ۳۷)۔

پیدائش ۱۷ باب کے مطابق، خدا نے ابرہام سے کون سا عہد باندھا تھا؟

''میں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان اُن کی سب پشتوں کے لئے اپنا عہد جو ابدی عہد ہوگا باندھوں گا تاکہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا رہوں۔ اور میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان کا تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے ایسا دوں گا کہ وہ دائمی ملکیت ہو جائے۔ اور میں ان کا خدا ہونگا'' (پیدائش ۱۷: ۷-۸)

زبور ۸۹ کے مطابق خدا نے داؤد کے ساتھ کون سا عہد باندھا تھا؟

''میں نے اپنے برگزیدہ کے ساتھ عہد باندھا ہے۔ میں نے اپنے بندہ داؤد سے قسم کھائی ہے۔ میں تیری نسل کو ہمیشہ کے لئے قائم کرونگا اور تیرے تخت کو پشت در پشت بنائے رکھونگا'' (زبور ۸۹: ۳-۴)۔

مذکورہ بالا دونوں اقتباسات سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ خدا اپنے لوگوں کے ساتھ وفاداری کا عہد باندھتا ہے۔

ان اگلے اقتباسات میں آپ خدا کی کن دو تعلقاتی صفات کو دیکھ سکتے ہیں؟

''خدا انسان نہیں کہ جھوٹ بولے اور نہ وہ آدمزاد ہے کہ اپنا ارادہ بدلے۔ کیا جو کچھ اس نے کہا اسے نہ کرے؟ یا جو فرمایا ہے اسے پورا نہ کرے؟'' (گنتی ۲۳: ۱۹)۔

"خداوند کا شکر کرو کیونکہ وہ بھلا ہے کہ اسکی شفقت ابدی ہے" (زبور ۱۳۶:۱)۔

[یہودیوں کے بارے میں بات کرتے ہوئے] "۔۔۔ لیکن برگزیدگی کے اعتبار سے باپ دادا کی خاطر پیارے ہیں اسلئے کہ خدا کی نعمتیں اور بلاوا بے تبدیل ہے" (رومیوں ۱۱:۲۸۔۲۹)۔

"۔۔۔ خدا کے برگزیدوں کے ایمان اور اس کے حق کی پہچان کے مطابق جو دیانتداری کے موافق ہے اس ہمیشہ کی زندگی کی امید پر جسکا وعدہ ازل سے خدا نے کیا ہے جو جھوٹ نہیں بول سکتا" (ططس ۱:۱۔۲)۔

"اسلئے جب خدا نے چاہا کہ وعدے کے وارثوں پر اَور بھی صاف طور سے ظاہر کرے کہ میرا ارادہ بدل نہیں سکتا تو قسم کو درمیان میں لایا۔ تاکہ دو بے تبدیل چیزوں کے باعث جن کے بارے میں خدا کا جھوٹ بولنا ممکن نہیں ہماری پختہ طور سے دلجمعی ہو جائے جو پناہ لینے کو اسلئے دوڑے ہیں کہ اس امید کو جو سامنے رکھی ہوئی ہے قبضہ میں لائیں۔ وہ ہماری جان کا ایسا لنگر ہے جو ثابت اور قائم رہتا ہے اور پردہ کے اندر تک بھی پہنچتا ہے" (عبرانیوں ۶:۱۷۔۱۹)

"خدا کی سچائی کی قسم کہ ہمارے اس کلام میں جو تم سے کیا جاتا ہے ہاں اور نہیں دونوں پائی نہیں جاتیں۔ کیونکہ خدا کا بیٹا یسوع مسیح ۔۔۔ اس میں ہاں اور نہیں دونوں نہ تھیں بلکہ اس میں ہاں ہی ہاں ہوئی" (۲۔ کرنتھیوں ۱:۱۸۔۲۰)۔

خدا لاتبدیل ہے اور اپنے تعلقات میں وفادار۔ وہ اپنے وعدوں پر کاربند رہتا ہے۔

احبار کی کتاب کے مطابق، خدا اپنے لوگوں سے کیا چاہتا ہے؟

"خداوند نے موسیٰ سے کہا۔ بنی اسرائیل کی ساری جماعت سے کہہ کہ تم پاک رہو کیونکہ میں جو خداوند تمہارا خدا ہوں پاک ہوں" (احبار ۱۹:۱۔۲)۔

بائبل مقدس کا سچا خدا چاہتا ہے کہ ہم اسکی مانند بنیں۔

اگلی تین آیات کے مطابق، ہم اپنی زندگیوں سے خدا کی پاکیزگی کو کس طرح ظاہر کر سکتے ہیں؟

"۔۔۔ کیونکہ تیری شفقت میری آنکھوں کے سامنے ہے اور میں تیری سچائی کی راہ پر چلتا رہا ہوں" (زبور ۲۶:۳)۔ [یہاں جس لفظ کا ترجمہ "سچائی" کیا گیا ہے اس کا مطلب "وفاداری" بھی ہو سکتا ہے۔]

"میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں۔ اے خداوند! سچائی کے خدا! تو نے میرا فدیہ دیا ہے" (زبور ۳۱:۵)۔

"اے خداوند! تو مجھ پر رحم کرنے میں دریغ نہ کر۔ تیری شفقت اور سچائی برابر میری حفاظت کریں" (زبور ۴۰:۱۱)۔

ہم خدا کی پاکیزگی ایک طریقے سے ظاہر کر سکتے ہیں کہ ہم سچے ہوں۔ سچائی سے زندہ رہیں کیونکہ خدا سچا ہے۔ شیطان ہمارے دلوں میں جھوٹ ڈالنا چاہتا ہے مگر خدا کی سچائی ہمیں بچاتی ہے۔

داؤد کے اس زبور کے مطابق سچائی ہمارے ساتھ کیا کرتی ہے؟

"دیکھ! میں نے بدی میں صورت پکڑی اور میں گناہ کی حالت میں ماں کے پیٹ میں پڑا۔ دیکھ تو باطن کی سچائی پسند کرتا ہے اور باطن ہی میں مجھے دانائی سکھائیگا۔ زوفے سے مجھے صاف کر تو میں پاک ہونگا۔ مجھے دھو اور میں برف سے زیادہ سفید ہونگا" (زبور ۵۱:۵۔۷)۔

یہ زبور بتاتا ہے کہ سچائی ہمیں صاف کرتی ہے۔

اس آیت کے مطابق، یسوع کی زندگی کس چیز سے معمور تھی؟

"اور کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال" (یوحنا ۱: ۱۴)۔

خداوند یسوع سچائی سے معمور تھے۔

ہمیں کس میں رہنے کیلئے بلایا گیا ہے؟

"مگر جو سچائی پر عمل کرتا ہے وہ نور کے پاس آتا ہے تاکہ اس کے کام ظاہر ہوں کہ وہ خدا میں کئے گئے ہیں" (یوحنا ۳: ۲۱)۔

ہم اس لئے بلائے گئے ہیں کہ سچائی میں چلیں اور سچائی میں زندگی گزاریں۔

اگلی دو آیات کے مطابق، وہ کون سی واحد چیز ہے جس سے ہم خدا کو جان سکتے ہیں؟

"خدا روح ہے اور ضرور ہے کہ اسکے پرستار روح اور سچائی سے پرستش کریں" (یوحنا ۴: ۲۴)۔

"یسوع نے اس سے کہا کہ راہ اور حق اور زندگی میں ہوں۔ کوئی میرے وسیلہ کے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا" (یوحنا ۱۴: ۶)۔

خداوند یسوع ہمیں بتا رہے ہیں ہم صرف سچائی کے ذریعے خدا کے پاس آ سکتے ہیں۔ (اناجیل میں خداوند یسوع نے "میں تم سے سچ کہتا ہوں" ۷۸ بار بولا ہے۔)

پولس رسول کے اس اقتباس کے مطابق، وہ کون سی چیز ہے جو مسیح خداوند کی پیروی کے ساتھ میل نہیں کھاتی؟

"یعنی یہ سمجھ کر کہ شریعت راستبازوں کے لئے مقرر نہیں ہوئی بلکہ بے شرع اور سرکش لوگوں اور بے دینوں اور گنہگاروں اور ناپاکوں اور درندوں اور ماں باپ کے قاتلوں اور خونیوں۔ اور حرامکاروں اور لونڈے بازوں اور بردہ فروشوں اور جھوٹوں اور جھوٹی قسم کھانے والوں اور انکے سوا صحیح تعلیم کے برخلاف کام کرنے والوں کے واسطے ہے۔ یہ خدای مبارک کے جلال کی اس خوشخبری کے موافق ہے جو میرے سپرد ہوئی" (۱۔ تیمتھیس ۱: ۹۔ ۱۱)۔

پولس رسول جھوٹ بولنے اور مسیح کے پیچھے چلنے کے تضاد کی بات کرتے ہیں۔

گمراہی کو ترک کرنے کی یہ دعا تمام شرکاء کھڑے ہو کر بلند آواز سے پڑھیں۔

گمراہی کو ترک کرنے کا اعلان اور دعا

اے خدا باپ میں آپ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ آپ سچائی کے خدا ہیں۔ آپ اپنا نور تاریک رات میں چمکاتے ہیں۔ آج سے میں تاریکی میں زندگی نہ گزارنے کا فیصلہ کرتا ہوں بلکہ تیرے نور میں چلوں گا۔

ازراہِ کرم میں نے جتنے جھوٹ بولے ہیں مجھے اُن کیلئے معاف فرما۔ میں نے درست کو نہیں بلکہ کئی دفعہ اپنے آرام کا خیال کیا جسے میں نے آسان پایا۔ اے خدا! تمام ناپاکی کے خلاف میرے ہونٹوں کی تقدیس فرما۔ مجھے ایسا دل عنایت فرما جو سچائی سن کر خوش ہو اور ایسی زبان عطا فرما جو دوسروں کو سچائی بتا سکے۔

مجھے دلیری کا روح عنایت فرما کہ میں سچائی میں سکون پا سکوں اور جھوٹ کو مسترد کروں۔

آج سے میں روزمرہ کی زندگی میں جھوٹ کے استعمال کو مسترد اور ترک کرتا ہوں۔

میں تمام اسلامی تعلیمات کو چھوڑتا ہوں جو جھوٹ کو جائز قرار دیتی ہیں جن میں تقیہ بھی ہے۔

میں تمام جھوٹ اور فریب سے توبہ کرتا ہوں اور سچائی کی زندگی گزارنے کا فیصلہ کرتا ہوں۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ خداوند یسوع ہی راہ اور حق اور زندگی ہیں۔ میں انکی سچائی کی پناہ میں رہنے کا فیصلہ کرتا ہوں۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ میرا تحفظ آپ میں ہی ہے اور سچائی ہی مجھے آزاد کریگی۔

اے آسمانی باپ! مجھے سکھا کہ میں آپ کی سچائی کے نور میں چلوں۔ مجھے بولنے کیلئے الفاظ عطا فرما اور چلنے کیلئے ایسی راہ جو آپ کی سچائی پر مشتمل ہو۔

آمین۔

جھوٹی برتری سے آزادی

اس حصہ میں ہم اُن اسلامی تعلیمات پر غور کریں گے جن میں کچھ لوگوں کو دوسروں پر برتری عنایت کی گئی ہے نیز ہم اس عقیدے کا بائبل کی تعلیمات کے ساتھ بھی موازنہ کریں گے۔ پھر ہم جھوٹی برتری کے احساسات کو ترک کرنے کا اعلان بھی کریں گے۔

اسلامی برتری کا دعویٰ

اسلام میں برتری پر بڑا زور دیا جاتا ہے کہ بہتر کون ہے۔ قرآن بیان کرتا ہے کہ مسلمان غیر مسلموں سے بہتر ہیں۔

"تم (مسلمان) بہترین امت ہو جو لوگوں کیلئے پیدا کی گئی ہے کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بُری باتوں سے روکتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔ اگر اہلِ کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کیلئے بہتر ہوتا۔ ان میں ایمان والے بھی ہیں لیکن اکثر فاسق ہیں" (ق۳:۱۱۰)۔

اور یہ بھی فرض کیا جاتا ہے کہ اسلام دوسرے مذاہب پر حکومت کرے گا۔

"وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اُسے ہر دین پر غالب کرے۔ اور اللہ تعالیٰ گواہی کیلئے کافی ہے" (ق۴۸:۲۸)۔

اسلام میں کمتر سمجھے جانے کو بڑی شرمندگی کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ حضرت محمد کی بہت سی احادیث میں برتری پر خاصا زور دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر، الترمذی کی روایت کردہ ایک حدیث میں حضرت محمد فرماتے ہیں کہ میں آج تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں سے افضل اور برتر ہوں:

"قیامت کے دن میں سارے انسانوں کا سردار ہوں گا اور اس پر مجھے کوئی گھمنڈ نہیں ہے۔ میرے ہاتھ میں حمد کا پرچم ہو گا اور مجھے کوئی گھمنڈ نہیں ہے۔ اس دن آدم اور آدم کے علاوہ جتنے بھی نبی ہیں سب کے سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ میں پہلا شخص ہوں گا جس کے لئے زمین پھٹے گی (یعنی سب سے پہلے میں زندہ کیا جاؤنگا) اور مجھے اس پر بھی کوئی گھمنڈ نہیں ہے۔"

دینِ اسلام نے ایک ہزار سال سے زیادہ کے عرصے میں عربی ثقافت پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔ عربی ثقافت میں "عزت" اور "شرمندگی" بہت اہم ہیں۔ لوگ کمتر ہونا نفرت سے دیکھتے ہیں۔ جب کوئی جھگڑا کرتا ہے تو اکثر دوسروں کو ذلیل کی جاتا ہے۔ اور کسی کو تکلیف پہنچا کر سکون ملتا ہے۔

جب کوئی شخص اسلام کو ترک کرتا ہے اور مسیح کے پیچھے چلنا چاہتا ہے تو اسے جذباتی نظریئے کو خیر باد کہنے کی ضرورت ہے۔ جس میں اسے خود کو ارد گرد کے لوگوں سے افضل سمجھ کر سکون ملتا ہے اور اسے شرمندگی سے خوف آتا ہے۔

سچائی کو جانیں

باغِ عدن میں شیطان نے حوا کو آزمانے کیلئے اسے یہ بتایا کہ تم ''خدا کی مانند'' بن جاؤ گے اور اسی بنا پر اماں حوا نے وہ کیا جو شیطان چاہتا تھا۔ اس کا نتیجہ آدم اور حوا کی نافرمانی کی صورت میں نکلا۔ اس اقتباس سے ہم دوسروں سے بڑا بننے کی خواہش کے خطرے کے بارے میں کیا سیکھ سکتے ہیں؟

''عورت نے سانپ سے کہا کہ باغ کے درختوں کا پھل تو ہم کھاتے ہیں۔ پر جو درخت باغ کے بیچ میں ہے اسکے پھل کی بابت خدا نے کہا ہے کہ تم نہ تو اسے کھانا اور نہ چھونا ورنہ مر جاؤ گے۔

تب سانپ نے عورت سے کہا کہ تم ہر گز نہ مرو گے۔ بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے تمہاری آنکھیں کھُل جائیں گی اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے''(پیدائش ۳: ۲۔۵)۔

دوسروں پر برتری حاصل کرنے کی خواہش انسان کیلئے بڑا پھندہ ہے: اگر اس دنیا کے سب لوگ اپنے آپ کو دوسروں سے برتر سمجھنا شروع کر دیں تو یہ ایک بڑی مصیبت اور اذیت کی بات ہو گی۔

اکثر اوقات خداوند یسوع کے شاگردوں کے درمیان یہ سوال اٹھتا رہتا تھا کہ ان میں کون بہترین ہے۔ یعقوب اور یوحنا جاننا چاہتے تھے کہ خداوند یسوع کی بادشاہی میں کون سب سے بڑا ہو گا۔ یعقوب اور یوحنا کی طرح دنیا کے سب انسان بھی بہترین نشستیں یا سب سے زیادہ عزت کی جگہیں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ خداوند یسوع نے اس بارے میں کیا فرمایا ہے؟

''تب زبدی کے بیٹوں یعقوب اور یوحنا نے اس کے پاس آکر اس سے کہا اے استاد! ہم چاہتے ہیں کہ جس بات کی ہم تجھ سے درخواست کریں تو ہمارے لئے کرے۔ اس نے ان سے کہا تم کیا چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے کروں؟ انہوں نے اس سے کہا ہمارے لئے یہ کر کہ تیرے جلال میں ہم میں سے ایک تیری دہنی اور ایک تیری بائیں طرف بیٹھے''۔۔۔

''اور جب ان دسوں نے یہ سنا تو یعقوب اور یوحنا سے خفا ہونے لگے۔ مگر یسوع نے انہیں پاس بلا کر ان سے کہا تم جانتے ہو کہ جو غیر قوموں [اس مقام پر جب خداوند یسوع غیر اقوام کا حوالہ دیتے ہیں تو ان کا مطلب تمام قوموں سے ہے: یہ انسانی فطرت کی عالمی تصویر ہے کہ وہ اہم دکھائی دینا چاہتے ہیں۔] کے سردار سمجھے جاتے ہیں وہ ان پر حکومت چلاتے ہیں اور انکے امیر اُن پر اختیار جتاتے ہیں۔ مگر تم میں ایسا نہیں ہے بلکہ جو تم میں بڑا ہونا چاہے وہ تمہارا خادم بنے۔ اور جو تم میں اول ہونا چاہے وہ سب کا غلام بنے۔ کیونکہ ابنِ آدم بھی اسلئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اسلئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے''(مرقس ۱۰: ۳۵۔۴۵)۔

اس خواہش کی توضیح کرتے ہوئے خداوند یسوع نے فرمایا کہ اگر ان کے شاگرد حقیقت میں ان کے پیچھے چلنا چاہتے ہیں تو انہیں یہ سیکھنا ہو گا کہ وہ دوسروں کی خدمت کرنا سیکھیں۔

مسرف بیٹے کی کہانی میں احساسِ برتری کا خطرہ نظر آتا ہے (لوقا ۱۵: ۱۱۔۳۲)۔ ''اچھا'' بیٹا خود کو افضل سمجھتا ہے اور کھویا ہوا بھائی جب لوٹتا ہے تو وہ اپنے باپ کی خوشی میں شریک نہیں ہوتا۔ اسکے لئے باپ نے اسے سرزنش کی۔ خدا کی نظر میں کامیابی کیلئے حقیقی رستہ یہ ہے کہ دوسروں پر حکومت کی بجائے ان کی خدمت کریں۔

دنیوی نظریئے کے اس ظالمانہ رویئے سے بچنے کیلئے خداوند یسوع مسیح کی مثال ہی مفتاح ہے۔اسے پولس رسول کے فلپیوں کے نام خط میں بڑی خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے:

"پس اگر کچھ تسلّی مسیح میں اور محبّت کی دِلجمعی اور رُوح کی شراکت اور رحمدلی و درد مندی ہے۔ تو میری یہ خُوشی پُوری کرو کہ یک دِل رہو۔ یکساں محبّت رکھو۔ ایک جان ہو۔ ایک ہی خیال رکھو۔ تفرقے اور بیجا فخر کے باعث کچھ نہ کرو بلکہ فروتنی سے ایک دُوسرے کو اپنے سے بہتر سمجھے۔ ہر ایک اپنے ہی احوال پر نہیں بلکہ ہر ایک دُوسروں کے احوال پر بھی نظر رکھے۔

وَیسا ہی مزاج رکھو جیسا مسیح یِسُوع کا تھا۔ اُس نے اگرچہ خُدا کی صُورت پر تھا خُدا کے برابر ہونے کو قبضہ میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا۔ بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دِیا اور خادِم کی صُورت اِختیّار کی اور اِنسانوں کے مشابِہ ہو گیا۔

اور اِنسانی شکل میں ظاہِر ہو کر اپنے آپ کو پَست کر دِیا اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔

اِسی واسطے خُدا نے بھی اُسے بہت سربُلند کیا اور اُسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے۔تاکہ یِسُوع کے نام پر ہر ایک گھُٹنا ٹکے۔ خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینیوں کا۔ خواہ اُن کا جو زمین کے نِیچے ہیں۔ اور خُدا باپ کے جلال کے لئے ہر ایک زبان اِقرار کرے کہ یِسُوع مسیح خُداوند ہے" (فلپیوں ۲: ۱-۱۱)۔

دنیا کے اس برتری سے متعلقہ ظالمانہ نظریئے سے رہائی پانے کی کنجی صرف خداوند یسوع مسیح کے نمونے پر عمل پیرا ہونے میں پنہاں ہے۔

مگر خداوند یسوع کا دل نہایت مختلف ہے۔انہوں نے حکومت جتانے کی بجائے خدمت کرنے کا انتخاب کیا۔ انہوں نے کو قتل کرنے کی بجائے دوسروں کیلئے اپنی زندگی کا نذرانہ دیا۔ عملی طور پر خداوند یسوع نے یہ کر کے دکھایا۔ "اس نے اپنے آپ کو خالی کر دیا" (فلپیوں ۲: ۷) یہاں تک کہ صلیبی موت گوارا کی جو اس زمانے میں لوگوں کیلئے نہایت کریہہ موت تھی۔

مسیح کا حقیقی شاگرد بھی ایسا ہی کرتا ہے۔ وہ خواہ مرد ہو یا عورت احساسِ برتری میں شادمان نہیں ہوتا۔ حقیقی شاگرد شرمندگی سے گھبراتے نہیں کہ دوسرے کیا سوچیں گے یا کیا کہیں گے اسلئے کہ وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا اُن کا انتقام لے گا اور اُن کی حفاظت کریگا۔

برتری کے جھوٹے احساس کو ترک کرنے کی یہ دعا تمام شرکاء کھڑے ہو کر بلند آواز سے پڑھیں۔

برتری کو ترک کرنے کا اعلان اور دعا

اے باپ! میں آپ کا شکر کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے حیرت انگیز طریق سے بنایا ہے۔اسلئے کہ یہ آپ ہیں جنہوں نے مجھے خلق کیا ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے محبت رکھتے ہیں اور مجھے اپنا کہتے ہیں۔ میں اس بات کیلئے بھی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے خداوند یسوع کے پیچھے چلنے کا شرف بخشا ہے۔

مجھے احساسِ برتری پانے کی خواہش کیلئے معاف فرما۔ میں ایسی خواہشات کو سختی سے مسترد کرتا ہوں اور انہیں ترک کرتا ہوں۔ میں خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنے سے انکار کرتا ہوں۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں ہر دوسرے انسان کی طرح گنہگار ہوں اور میں آپ کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔

میں کسی بھی افضل جماعت یا پسِ منظر کے شخص سے الحاق کیلئے توبہ کرتا ہوں اور ان کو مسترد کرتا ہوں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ تمام لوگ میری نظر میں برابر ہیں۔

میں نے دوسروں کیلئے جو حقارت کے الفاظ کہے ہیں یا انہیں مسترد کیا ہے ان کیلئے توبہ کرتا ہوں۔ ان تمام باتوں کیلئے میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔

میں لوگوں کو ان کی نسل، جنس، انکی دولت اور ان کی تعلیم کیلئے ادنی سمجھنے کے خیال کو ترک کرتا ہوں۔

میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ صرف خدا کا فضل ہے کہ میں آپ کی حضوری میں کھڑا ہو سکتا ہوں۔ میں انسانی عیب جوئی سے خود کو الگ کرتا ہوں اور اپنی نجات کیلئے صرف آپ سے رجوع کرتا ہوں۔

میں خصوصی طور پر اسلامی تعلیم کو کہ پرہیزگار دوسروں سے برتر ہیں، ترک کرتا ہوں اور اس بات سے بھی کہ اسلام ہی لوگوں کو کامرانی دیتا ہے اور یہ کہ مسلمان، غیر مسلموں سے بہتر ہیں۔

میں اسلام کے اس دعوے کو بھی مسترد اور ترک کرتا ہوں کہ مرد عورتوں سے برتر یا بہتر ہیں۔

اے آسمانی باپ! میں اپنے جھوٹے احساسِ برتری سے توبہ کرتا ہوں۔ اسکے بدلے میں خدمت کرنے کا فیصلہ کرتا ہوں۔

اے خداوند، میں دوسروں کی کامیابی پر شادمان ہونے کا فیصلہ کرتا ہوں۔ میں ہر قسم کے حسد اور رقابت کو ترک کرتا ہوں۔

اے خداوند! مجھے عمدہ اور درست فیصلہ کرنے کی قوت عنایت فرما تا کہ میں جانوں کہ میں تجھ میں کیا ہوں۔ مجھے سچائی کی راہ پر لے چل تا کہ میں جانوں کہ آپ مجھے کیسے دیکھتے ہیں۔ جیسے بھی تو نے مجھے خلق کیا ہے اس میں ایک قناعت پسند انسان بنوں۔

آمین۔

لعنت سے آزادی

ان حصوں میں ہم دینِ اسلام میں دوسروں پر لعنت کرنے کی مشق پر غور کریں گے، اس مشق کو ترک کرنے کا انتخاب کریں گے اور اپنے خلاف ہر قسم کی لعنت کے اثر کو توڑیں گے۔

اسلام میں لعنت بھیجنے کا عمل

دوسرے سبق کے ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے ایماندار لوگ ایسے دعائیہ طریقے مرتب کر سکتے ہیں جن کے ذریعے لوگوں کو مختلف اقسام کی بندشوں سے آزادی دلانے میں مدد فراہم کی جا سکے جن کا ماخذ خواہ اسلام ہو یا کچھ اور۔ ایسی چند دعاؤں کے نمونہ جات "رہنمائے قائدین" کے حصے میں پیش کر دیئے گئے ہیں۔

اس حصے میں ہم ایک مخصوص اسلامی رسم پر غور کریں گے نیز اسے ترک کرنے کی ایک دعا بھی تجویز کریں گے۔ یہ دعا اس لئے تیار کی گئی تھی کیونکہ مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے ایک مسیحی نے مجھے بتایا کہ اس رسم ایک مسلمان کے طور پر اس کی مذہبی تجربے کا ایک اہم جزو رہی ہے اور اس رسم میں بڑی روحانی طاقت محسوس ہوتی تھی۔

قرآن مجید اُن مسیحیوں پر لعنت بھیجنے پر اُکساتا ہے جو مسیح کی الوہیت کا اقرار کرتے ہیں: "اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت بھیجیں" (ق ۳:۶۱)۔ تاہم احادیث میں لعنت کے حوالے سے متضاد بیانات موجود ہیں۔ ایک طرف، احادیث میں بتایا گیا ہے کہ حضرت محمد مختلف انواع کے لوگوں پر لعنت بھیجا کرتے تھے جن میں یہودی یا مسیحی اور ایسے مرد اور عورتیں شامل تھیں جو جنسِ مخالف کی نقل کیا کرتی تھیں۔ دوسری طرف، ایسی احادیث بھی موجود ہیں جن میں

لعنت بھیجنے کے خطروں سے متنبہ کیا اور بتایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو کبھی اپنے ہم ایمان مسلمانوں پر لعنت نہیں کرنی چاہئے۔

ایسے متنازع بیانات کی وجہ سے مسلم علماء اس بارے میں مختلف آراء رکھتے ہیں کہ آیا دوسروں پر لعنت بھیجنا مسلمانوں کے لئے جائز ہے یا نہیں، وہ کن پر لعنت بھیج سکتے ہیں اور اس کا اسلامی طریقہ کیا ہے۔ تاہم غیر مسلموں پر لعن طعن کرنا اسلامی معاشروں میں بہت عام ہے۔ ۱۸۳۶ء میں ایڈورڈ لین نے لکھا تھا کہ مصر کے مسلم اسکولوں میں بچوں کو مسیحیوں، یہودیوں اور اسلام کے اندر موجود دوسرے سب بے ایمانوں پر لعنت بھیجنے کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے۔
Edward W. Lane, An Account of the Manners and Customs of)
(the Modern Egyptians, p. 276

لعنت بھیجنے کی رسم

میں نے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے سابقہ مسلمانوں سے بات کی ہے جنہوں نے بتایا کہ وہ مسجد میں اجتماعی لعنت کی مجلسوں میں شریک ہوتے رہے ہیں۔

ایک دوست نے ان مجالس کے بارے میں بتایا کہ ان کی قیادت امامِ مسجد کی طرف سے کی جاتی ہے جو نمازِ جمعہ کے خطیب ہوتے ہیں۔ سب آدمی صفیں باندھ کر ایک دوسرے کے ''شانہ بشانہ'' کھڑے ہو جاتے تھے۔ پھر امام کے پیچھے دہراتے ہوئے ہم لوگ اسلام کے دشمن سمجھے جانے والوں پر لعنت کی دعائیں کیا کرتے تھے۔ لعنتیں طے شدہ رسم کے مطابق اور تکراری ہوتی تھیں۔ اس نے دوست نے یہ بھی بتایا کہ لعنتیں بھیجتے بھیجتے ہمارے جذبات اس قدر مشتعل ہو جایا کرتے تھے کہ ہر آدمی شدید نفرت اور غصے سے بھر جایا کرتا تھا کہ جیسے کوئی شدید روحانی ''برقی رو'' دوڑنے لگے (گویا تن بدن میں آگ دوڑنے کا احساس)۔ اس دوست کے مطابق، یہ مشق باپ سے بیٹے کو منتقل ہوتی ہے اور انھیں ایک خاص تعلق میں باندھ دیتی ہے۔ اس کے ذریعے وہ اپنے آپ کو اپنے والد کے ساتھ جڑا ہوا محسوس کرتا تھا اور اس کے ذریعے اپنے دادا کے ساتھ اور اس سے پہلے کے بزرگوں کے ساتھ بھی۔ وہ سب بھی اپنے اپنے وقتوں میں اس طرح ''شانہ بشانہ'' کھڑے ہو کر اسلام کی خاطر دوسروں پر لعنت بھیجنے کی دعائیں کرتے رہے ہیں۔

سعودی عرب سے تعلق رکھنے والا ایک دوست بھی، جو اَب مسیحی ہے، ماہِ صیام یعنی رمضان کے ایک مخصوص دن کا منتظر رہتا تھا جس میں ہزاروں آدمی مل کر مکہ کی مسجدِ الحرام میں جمع ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ اسے خاص طور پر اس لمحے کا انتظار رہتا تھا جب ساری جماعت ہم آواز ہو کر غیر مسلموں کیلئے لعنت کی دعائیں کیا کرتے تھے۔ لعنتیں بھیجنے کے دوران اس نے بھی کئی مرتبہ اس روحانی ''برقی رو'' کو اپنے سراپے میں دوڑتے ہوئے محسوس کیا تھا۔ امامِ مسجد کافروں پر لعنتیں بھیجتے وقت پھوٹ پھوٹ کر روتے بھی تھے اور ہر شخص اپنی پوری توانائی اور نفرت کے ساتھ امام کی تائید میں لعنتوں سے بھرپور نعرے مارتا تھا۔

ایسا ہر ایک اجتماع خداوند یسوع کی تعلیم سے متصادم ہے جس میں لعنت بھیجنا فعلِ ممنوع ہے (لوقا ۶: ۲۸)۔ مسیحیوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ دوسروں پر لعنت نہ کریں بلکہ لعنت کے عوض برکت چاہیں۔ یہ رسم نمازی اور امام نیز باپ اور بیٹے کے درمیان ایک غیر الٰہی ''روحانی گرہ'' بھی باندھتی ہے خاص طور پر جب وہ باہم مل کر لعنت بھیجتے ہیں۔ خداوند یسوع کو جاننے سے پہلے یعنی نوجوانی میں لعنت بھیجنے کے ان تجربات کا میرے دوست کی زندگی پر گہرا اثر تھا۔

میں نے یہاں ''روحانی گرہ'' کا ذکر کیا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ اس کا کیا معنی ہے؟ اس کا مطلب ہے ایک شخص کی روح کا دوسرے شخص کی روح کے ساتھ جُڑ جانا، ایسا کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو سکیں۔ روح کی گرہ بھی ایک قسم کا دروازہ یا پاؤں جمانے کی جگہ ہے جس کا ذکر ہم نے دوسرے سبق میں نہیں کیا تھا۔ بنیادی طور پر، روحانی گرہ دو لوگوں کے درمیان ایک روحانی عہد ہے جس کے ذریعے روحانی اثر کو ایک دوسرے تک منتقل کیا جاتا ہے۔

کچھ روحانی گرہیں اچھی بھی ہوتی ہیں اور یقیناً باعث برکت بھی ہوتی ہیں جیسے کہ والدین اور بچے کے درمیان پائی جانے والی روح کی گرہ مگر دوسری گرہیں نقصان دہ بھی ہو سکتی ہیں۔

جب کوئی شخص کسی ایسی غیر الٰہی گرہ سے جُڑا ہوتا ہے تو اس روحانی گرہ کو کاٹنے کے لئے معافی کا عمل بے حد ضروری ہوتا ہے۔ جب تک کوئی فرد کسی دوسرے شخص کے بارے میں اپنے دل میں نامعافی کا جذبہ قائم رکھے گا تب تک وہ غیر الٰہی بندھن یا رشتہ موجود رہے گا یعنی ان کے درمیان روحانی گرہ بدستور جُڑی رہے گی۔

روحانی گرہیں غیر الٰہی بھی ہو سکتی ہیں۔ خوش قسمتی سے، مسیحی لوگ ایسی غیر الٰہی روحانی گرہوں کو کاٹ یا توڑ سکتے ہیں جس کے لئے دوسرے سبق میں پیش کردہ پانچ اقدامات پر مشتمل عمل استعمال کیا جا سکتا ہے: اعتراف، دستبرداری، توڑنا، باہر نکالنا (حسبِ ضرورت) اور آخری قدم برکت۔

لعنت کو کیسے توڑیں

ایک دفعہ میں کسی کانفرنس میں تعلیم دے رہا تھا کہ ایک نوجوان مدد و رہنمائی حاصل کرنے کی غرض سے میرے پاس آیا۔ وہ اپنے گھرانے سمیت مشرقِ وسطیٰ کے ایک ملک میں آکر رہنے لگا جہاں اسے ایک مشنری خادم بننے کی تربیت دی جا رہی تھی۔ تاہم، اس خاندان کو حادثات اور بیماریوں جیسی بڑی مصیبتوں میں سے گزرنا پڑ رہا تھا۔ ان کے حالات اس قدر ناگفتہ بہ ہو چلے تھے کہ وہ سب کچھ چھوڑ کر واپس اپنے وطن سدھارنے کے بارے میں سوچنے لگے۔ یہ نوجوان آدمی حیران تھا کہ شاید ہمارا مکان منحوس ہے مگر اسے کچھ سمجھ نہیں آتی تھی کہ وہ کیا کرے۔ میں اسے کسی بھی لعنت کو توڑنے کا طریقہ بتایا۔ اس نے میری صلاح پر عمل کیا اور پورے اختیار کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے مکان پر موجود تمام لعنتوں کے اثر کو توڑا۔ اس کے بعد اس خاندان کی وہ ساری مشکلیں آسان ہو گئیں اور اس کے بعد وہ اپنے اسی مکان میں ہنسی خوشی رہنے لگے۔

مسلمانوں کے درمیان خدمت انجام دینے والے کئی ایماندار مسیحی، بشمول وہ ایماندار بھی جو مسلم پسِ منظر کے حامل ہیں، مسلمانوں کی طرف سے بھیجی گئی لعنتوں کا شکار رہے ہیں۔ ایسی لعنتیں اللہ کے نام پر یا جادو ٹونے کے ذریعے کی جاتی ہیں۔

اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ یا آپ کا کوئی عزیز ایسی کسی لعنت کا شکار ہے تو اس لعنت کو ختم کیلئے مندرجہ ذیل ۹ اقدامات پر عمل کیجئے:

- سب سے پہلے، اپنے سب گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے ان سے توبہ کیجئے اور اپنی زندگی پر یسوع کے خون کو مانگ لیں۔
- پھر اپنے گھر کے اندر سے ہر ایک غیر الٰہی یا مخصوص شدہ (منحوس) چیز کو نکالیں۔
- اس کے بعد، ہر ایک لعنت بھیجنے والے کو دل سے معاف کریں جس میں آپ خود بھی شامل ہیں یعنی خواہ وہ لعنت آپ کے اپنے کسی گناہ یا کسی دوسرے شخص کے دانستہ لعنتی عمل سے جاری ہوئی۔
- مسیح خداوند میں آپ کو جو اختیار حاصل ہے اس کو پہچانیں اور بھرپور طریقے سے استعمال کریں۔
- یہ کہتے ہوئے لعنت کے سارے اثر کو توڑ ڈالیں: ''میں اس لعنت کو خداوند یسوع کے نام میں توڑتا ہوں'' اور یوں اس کی صلیب کے وسیلہ سے تاریکی کے ہر فعل پر یسوع مسیح کے دیئے ہوئے اختیار کی بھرپور طاقت کو استعمال کریں۔
- مسیح خداوند کے صلیبی کفارے کی مدد سے ہر طرح کی بدی اور برائی سے مکمل آزادی کا اعلان کریں۔
- اس لعنت سے وابستہ ہر ایک بدروح اور شیطانی تاثیر کو حکم دیں کہ وہ آپ کی زندگی، آپ کے خاندان اور آپ کے گھر کے اندر سے نکل جائے۔

- پھر اپنے آپ پر، اپنے خاندان پر اور اپنے گھر پر خداوند کی برکت کو مانگیں اور اس لعنت کی کاٹ کے لئے بائبل مقدس کی موزوں آیات کو استعمال کرتے ہوئے کہیں، ''میں مروں گا نہیں بلکہ جیتا رہوں گا اور خداوند کے کاموں کا بیان کروں گا'' (زبور ۱۱۸: ۱۷)۔
- خدا کی محبت، قدرت اور فضل کے لئے اس کی تعریف ہو۔

سچائی کو جانیں

کتابِ مقدس کی یہ آیت لعنتوں سے رہائی کے بارے میں ہمیں کیا سکھاتی ہے؟

''ہم کو اُس میں اُس کے خُون کے وسِیلہ سے مخلصی یعنی قُصوروں کی مُعافی اُس کے اُس فضل کی دَولت کے موافِق حاصِل ہے'' (افسیوں ۱: ۷)۔

ہم لعنتوں سے رہائی پاتے ہیں کیونکہ ہم مسیح خداوند کے خون سے چھڑائے گئے ہیں۔

ہر مسیحی کے پاس بدی کی قوت پر غالب آنے کا کون سا اختیار ہے؟

''دیکھو میں نے تُم کو اِختیّار دِیا کہ سانپوں اور بچھُوؤں کو کُچلو اور دُشمن کی ساری قُدرت پر غالِب آؤ اور تُم کو ہرگز کسی چِیز سے ضرر نہ پہُنچیگا'' (لوقا ۱۰: ۱۹)۔

ہمیں پہچاننے کی ضرورت ہے کہ مسیح میں ہم دشمن کی ساری قدرت پر غالب آنے کا اختیار استعمال کر سکتے ہیں جس میں تمام لعنتیں بھی شامل ہیں۔

اگلی آیت کے مطابق بتائیے کہ خداوند یسوع کے اس دنیا میں آنے کا کیا مقصد تھا؟

''خُدا کا بیٹا اِسی لئے ظاہِر ہُوا تھا کہ اِبلیس کے کاموں کو مِٹائے'' (۱۔یوحنا ۳: ۸)۔

خداوند یسوع شیطان کی قدرت کو مٹانے کے لئے آئے تھے جس میں بدی کی سب لعنتیں بھی شامل ہیں۔

خداوند یسوع کی مصلوبیت نے استثنا ۲۱: ۲۳ کی شریعت کو کس طرح پورا کیا تھا؟

''مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اُس نے ہمیں مول لے کر شَریعَت کی لعنت سے چھڑایا کیُونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔ تاکہ مسیح یِسُوع میں ابرہام کی بَرکت غَیر قوموں تک بھی پہنچے اور ہم اِیمان کے وسِیلہ سے اُس رُوح کو حاصِل کریں جِس کا وعدہ ہُوا ہے'' (گلتیوں ۳: ۱۳۔۱۴)۔

استثنا ۲۱: ۲۳ میں لکھا ہے کہ جیسے بلی یا درخت پر لٹکایا جاتا ہے وہ لعنتی ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے بھی اسی طرح لعنتی بن کر صلیب پر جان دی تھی تاکہ ہم لعنتوں سے رہائی پا سکیں۔ اس نے ہماری لعنت کو اپنے اوپر اٹھالیا تاکہ ہم برکت کو حاصل کر سکیں۔

یہ آیت بے سبب لعنت کے بارے میں کیا کہتی ہے؟

''جس طرح گوریا آوارہ پھرتی اور ابابیل اُڑاتی رہتی ہے اُسی طرح بے سبب لعنت بے محل ہے'' (امثال ۲۶: ۲)۔

یہ آیت ہمیں یاد دلاتی ہے کہ جب ہم یسوع کے خون کی محافظت اور صلیب کی آزادی کا اپنے حالات پر اطلاق کرتے ہیں تو ہم ہر طرح کی لعنتوں سے محفوظ اور آزاد ہو جاتے ہیں۔

یہ اگلی آیت لعنتوں پر یسوع کے خون کی قدرت کے بارے میں کیا بتاتی ہے؟

"بلکہ تم صیون کے پہاڑ۔۔۔ اور نئے عہد کے درمیانی یسُوع اور چھڑکاؤ کے اُس خُون کے پاس آئے ہو جو ہابِل کے خُون کی نِسبت بہتر باتیں کہتا ہے" (عبرانیوں ۱۲: ۲۴)۔

خداوند یسوع کا خون قائن کی لعنت کے خلاف بہتر باتیں کہتا ہے جس نے اپنے بھائی ہابل کا خون بہایا تھا۔ خون ویسے بھی لعنتوں کی نسبت بہتر باتیں کہتا ہے۔

لوقا ۶ اور پولس رسول کے خطوط میں مسیحیوں کو کون سا مثبت حکم اور نمونہ دیا گیا ہے؟

"لیکن میں تُم سُننے والوں سے کہتا ہُوں کہ اپنے دُشمنوں سے محبت رکھو۔ جو تُم سے عَداوت رکھے اُن کا بھلا کرو۔ جو تم پر لعنت کرے اُن کے لئے بَرکت چاہو۔ جو تمہاری تحقیر کریں اُن کے لئے دُعا کرو" (لوقا ۶: ۲۷۔۲۸)۔

"جو تُمھیں ستاتے ہیں اُن کے واسطے بَرکت چاہو۔ بَرکت چاہو۔ لعنت نہ کرو" (رومیوں ۱۲: ۱۴)۔

"اور اپنے ہاتھوں سے کام کر کے مُشقّت اُٹھاتے ہیں۔ لوگ بُرا کہتے ہیں ہم دُعا دیتے ہیں۔ وہ ستاتے ہیں ہم سہتے ہیں" (۱۔ کرنتھیوں ۴: ۱۲)۔

مسیحیوں کو اپنے دوستوں کا دشمنوں دونوں کے لئے باعثِ برکت لوگ بننے کے لئے بلایا گیا ہے۔

ذیل میں لعنت بھیجنے کی رسموں میں شمولیت کے اثرات سے آزادی حاصل کرنے اور دوسروں کی طرف سے بھیجی گئی لعنتوں سے رہائی پانے کی دعا پیش کی گئی ہے۔ اس دعا پر دوسرے باب میں پیش کردہ اصولوں کا ہی اطلاق ہوتا ہے۔

لعنت بھیجنے کی رسم کو ترک کرنے کا اعلان اور دعا

میں اقرار کرتا ہوں کہ میرے آباواجداد اور میرے والدین اور میں نے خود بھی اسلام کے نام پر دوسروں پر لعنتیں بھیجنے کا گناہ کیا ہے۔

میں اپنے آباواجداد، اپنے باپ اور ان اماموں کو معاف اور آزاد کرنے کا فیصلہ کرتا ہوں جنہوں نے انھیں اور مجھے ان لعنتوں میں شامل کیا اور ان سب لوگوں کو بھی جن کے زیر اثر میں نے اس گناہ کا ارتکاب کیا۔

میں ان سب لوگوں کو بھی معاف کرتا ہوں جنہوں نے مجھ پر یا میرے خاندان پر لعنتیں بھیجی ہیں۔

اے خداوند! میں تیری منت کرتا ہوں کہ مجھے معاف فرما کیونکہ میں نے دوسروں پر لعنت بھیجنے کے اس قبیح عمل کو تسلیم کیا اور اس میں شریک بھی ہوا۔

اب میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں۔

اے خداوند! تیری معافی کی بنیاد پر میں دوسروں پر لعنتیں بھیجنے پر خود کو بھی معاف کرتا ہوں۔

میں لعنت بھیجنے کے گناہ اور اس سے پیدا ہونے والی ہر ایک لعنت کو بھی ترک کرتا ہوں۔

میں دوسروں سے نفرت کو بھی ترک کرتا ہوں۔

میں دوسروں پر لعن طعن کرنے کے شدید جذبے کو بھی ترک کرتا ہوں۔

میں مسیح خداوند کے مخلصی بخش صلیبی کفارے کے ذریعہ سے اپنی زندگی سے (اور اپنی اولاد کی زندگیوں سے بھی) ان طاقتوں کے اثر کو توڑتا ہوں۔

اے خداوند! میں دعا کرتا ہوں کہ ان تمام لعنتوں کو توڑ دے جن جن میں میں شامل رہا ہوں اور جن لوگوں پر میں نے کبھی لعنت کی ہے ان پر خدا کی بادشاہی کی سب برکتیں نازل فرما۔

میں یسوع کے نام میں، اپنے خلاف بھیجی گئی تمام لعنتوں کو بھی ترک کرتا اور توڑتا ہوں۔

میں نفرت اور لعنت کی تمام بدروحوں کو بھی مسترد اور ترک کرتا ہوں اور انھیں یسوع کے نام میں ابھی اور اسی وقت اپنی زندگی سے نکل جانے کا حکم دیتا ہوں۔

میں اپنے اور اپنے خاندان کے خلاف بھیجی گئی تمام لعنتوں سے خدا کی رہائی کو قبول کرتا ہوں۔ میں اطمینان، مہربانی، اور دوسروں کو برکت دینے کا اختیار بھی قبول کرتا ہوں۔

میں اپنے ہونٹوں کی تقدیس کرتا ہوں تاکہ زندگی بھر ان سے صرف خدا کی حمد اور دوسروں کے لئے برکت جاری رہے۔

خداوند یسوع کے نام میں، میں خود اپنے اوپر اور اپنے خاندان کے اوپر، زندگی اچھی صحت اور شادمانی سمیت خدا کی بادشاہی کی تمام برکت کے جاری ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔

میں تمام غیر الٰہی رابطوں، روحانی گرہوں، اماموں اور دوسرے مسلم رہنماؤں کے ساتھ اپنی وابستگیوں کا اعتراف کرتے ہوئے انھیں اپنی زندگی سے ترک کرتا ہوں جنھوں نے دوسروں پر لعنت بھیجنے جیسی اسلامی رسموں میں شریک ہونے میں میری رہنمائی کی۔

میں اپنی غیر الٰہی روحانی گرہیں باندھنے یا قائم رکھنے میں ان رہنماؤں کے کردار پر بھی ان کو معاف کرتا ہوں۔

میں ان تمام مسلمانوں کے ساتھ اپنی غیر الٰہی روحانی گرہ بندی کے عمل کو جاری رکھنے میں اپنے کردار سے بھی معاف مانگتا ہوں جن کی قیادت کی میں نے اطاعت کی۔

اے خداوند! میں تیری منت کرتا ہوں کہ ان روحانی گرہوں کے ساتھ وابستہ میرے ہر ایک گناہ خاص طور پر دوسروں پر لعنت بھیجنے اور دوسروں سے نفرت کرنے کے گناہوں کو معاف فرما۔

اب میں ان مسلم قائدین (ان رہنماؤں کے نام لیجئے جو اس وقت آپ کو یاد آرہے ہیں) کے ساتھ اپنی تمام غیر الٰہی روحانی گرہوں اور بندھنوں کو توڑتا اور اپنے آپ کو ان (یا نام لیجئے) سے اور ان کو (یا نام لیجئے) اپنی زندگی سے آزاد کرتا ہوں۔

اے خداوند! مہربانی سے میرے ذہن کو غیر الٰہی اتحادوں کی تمام یادداشتوں سے پاک کر تاکہ میں آزادی کے ساتھ اپنا آپ تیرے حضور پیش کر سکوں۔

میں ان غیر الٰہی روحانی گرہوں کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنے والی تمام بدروحوں کے کاموں کو ترک اور منسوخ کرتا ہوں اور انھیں خداوند یسوع کے نام سے حکم دیتا ہے کہ ابھی اور اسی وقت میری زندگی سے نکل جائیں۔

میں اپنے آپ کو مسیح یسوع کے ساتھ منسلک کرتے ہوئے اس فیصلے کا اعلان کرتا ہوں اب سے میں صرف اسی کی پیروی کروں گا۔

آمین۔

رہنمائے مطالعہ

ساتواں سبق

ذخیرۂ الفاظ

تقیّہ　　　امام　　　روح کی گرہ

نئے نام

- رینالڈ ے ڈامنک: انڈونیشین پاسٹر (پیدائش ۱۹۵۷ء)

اس سبق میں بائبل مقدس کے حوالہ جات

متی ۱۰: ۳۲-۳۳	یوحنا۴: ۲۴
متی ۵: ۳۷	یوحنا۱۴: ۶
پیدائش ۱۷: ۷-۸	۱-تیمتھیس ۳: ۲-۵
زبور ۸۹: ۳-۴	پیدائش ۳: ۲-۵
گنتی ۲۳: ۱۹	مرقس ۱۰: ۳۵-۴۵
زبور ۱۳۶: ۱	لوقا ۶: ۲۸
عبرانیوں ۶: ۱۷-۱۹	زبور ۱۱۸: ۱۷
۲-کرنتھیوں ۱: ۱۸-۲۰	افسیوں ۱: ۷
احبار ۱۹: ۱-۲	۱-یوحنا ۳: ۸
زبور ۲۶: ۳	استثنا ۲۱: ۲۳
زبور ۳۱: ۵	گلتیوں ۳: ۱۳-۱۴
زبور ۴۰: ۱۱	امثال ۲۶: ۲
زبور ۵۱: ۵-۷	لوقا ۶: ۲۷-۲۸
یوحنا ۱: ۱۴	رومیوں ۱۲: ۱۴
یوحنا ۳: ۲۱	۱-کرنتھیوں ۴: ۱۲

اس سبق میں قرآن کے حوالہ جات

ق۱۴:۴ ق۱۶: ۱۰۶ ق۳:۱۱۰ ق۴۸:۲۸ ق
۶۱:۳

ساتویں سبق سے متعلقہ سوالات

- تجزیاتی مطالعے پر بحث کریں۔

جھوٹ بولنے سے آزادی

سچائی بیش قیمت ہے

۱۔ پاسٹر ڈامنک کو کتابِ مقدس کے کس عقیدے کی پاداش میں جیل بھیجا گیا؟

۲۔ خدا اپنے آپ کو نسلِ انسانی کے ساتھ تعلق میں کیوں جوڑتا ہے؟

شرعی ثقافت

۳۔ ڈُوری صاحب نے ایسی کس چیز کی نشاندہی کی ہے جس کی قرآن میں اجازت دی گئی ہے؟

۴۔ ق۱۴:۴ کے مطابق، اللہ کس طرح لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے؟

۵۔ جھوٹ کی وہ کون سی اقسام ہیں جن کی شرعی قانون میں اجازت دی گئی ہے؟

۶۔ ق۱۶:۱۰۶ کے مطابق وہ کون سا عمل ہے جس کی مسلمانوں کو اجازت ہے مگر (متی ۱۰:۲۸۔۳۳ کے مطابق) مسیحیوں کو اس کی قطعاً اجازت نہیں؟

سچائی کو جانیں

تمام شرکاء ''سچائی کو جانیں'' کے تحت دی گئی آیات کی تلاوت کریں۔

دعا

''سچائی کو جانیں'' کے تحت دی گئی آیات کی اجتماعی تلاوت کے بعد تمام شرکاء اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر ''گمراہی کو ترک کرنے کا اعلان اور دعا'' کو مل کر پڑھیں۔

جھوٹی برتری سے آزادی

اسلامی برتری کا دعویٰ

۷۔ ق۳:۱۱۰ اور ق۴۸:۲۸ کے مطابق قرآن میں مسلمانوں کے ساتھ کون سا وعدہ کیا گیا ہے؟

۸۔ وہ کون ہے جس نے اپنے آپ کو دنیا کے تمام انسانوں سے افضل قرار دیا ہے؟

۹۔ وہ کون سے نظریات ہیں جو عربی ثقافت میں نہایت اہمیت کے حامل ہیں؟

۱۰۔ اسلام سے دستبردار ہوتے وقت اور کون کون سی چیزوں کو بھی ترک کرنے کی ضرورت ہوتی ہے؟

سچائی کو جانیں

تمام شرکاء ''سچائی کو جانیں'' کے تحت دی گئی آیات کی تلاوت کریں۔

دعا

''سچائی کو جانیں'' کے تحت دی گئی آیات کی اجتماعی تلاوت کے بعد تمام شرکاء اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر ''گمراہی کو ترک کرنے کا اعلان اور دعا'' کا حصہ مل کر پڑھیں۔

لعنت سے آزادی

اسلام میں لعنت بھیجنے کا عمل

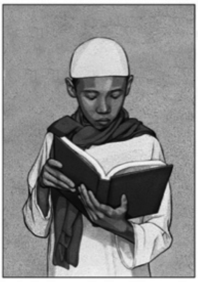

۱۱۔ مسلم علماءِ دین اسلام میں لعنت بھیجنے کے حوالے سے مختلف آراء کیوں رکھتے ہیں؟

۱۲۔ ایڈورڈ لین کے مطابق، ۱۸۳۶ء میں مصر کے اسکولوں میں مسلمان بچوں کو کیا سکھایا جا رہا تھا؟

لعنت بھیجنے کی رسم

۱۳۔ ڈُوری صاحب نے ایک ایسی رسم کے بارے میں بتایا ہے جس میں مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والا ایک مسیحی دوست حصہ لیا کرتا تھا۔ اس رسم میں شریک ہونے کے بعد وہ اپنے اندر کیا محسوس کیا کرتا تھا؟

۱۴۔ ڈُوری صاحب کے مطابق روحانی گرہ سے کیا مراد ہے؟

۱۵۔ روح کی گرہ کے اثر کو توڑنے کے عمل میں معافی کتنی اہم ہے؟

۱۶۔ "لعنت بھیجنے کے عمل کو ترک کرنے کا اعلان اور دعا" کے حصے پر غور کریں۔ کیا آپ ان نکات کی نشاندہی کر سکتے ہیں جہاں ان پانچ اقدامات کا اطلاق کیا جا سکتا ہے: اعتراف، دستبرداری، توڑنا، باہر نکالنا اور برکت چاہنا؟ (دوسرا سبق ملاحظہ کیجئے)

۱۷۔ اس دعا میں کن چیزوں کو ترک کرنے اور کن چیزوں کے اثر کو توڑنے کا اعلان کیا گیا ہے؟

۱۸۔ لعنتوں کی بجائے کن برکات کا اعلان کیا گیا ہے؟ یہی خاص برکات کیوں؟

۱۹۔ اس دعا میں کس کو معاف کیا گیا ہے؟

لعنت کو کیسے توڑیں

۲۰۔ ڈوری صاحب کو بتانے والے نوجوان کے خیال میں وہ کون سی چیز تھی جو اس کے خاندان کیلئے مسائل پیدا کرنے کا سبب بن رہی تھی؟

۲۱۔ وہ اس مسئلے کو اپنے طور پر حل کیوں نہ کر سکا؟

۲۲۔ پر سکون زندگی گزارنے سے پہلے اس نوجوان آدمی کو کون سا کام کرنے کی ضرورت پڑی؟

۲۳۔ وہ کون سی چیز ہے جو مسلمانوں کے درمیان خدمت انجام دینے والے خادموں کے لئے مشکلات پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے؟

۲۴۔ وہ کون سے نو اقدامات ہیں جو لعنت کو توڑنے کے حوالے سے ڈوری صاحب نے تجویز کئے ہیں؟

سچائی کو جانیں

سچائی کو جانیں تمام شرکاء "سچائی کو جانیں" کے تحت دی گئی آیات کی تلاوت کریں۔

دعا

"سچائی کو جانیں" کے تحت دی گئی آیات کی اجتماعی تلاوت کے بعد تمام شرکاء اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر "لعنت کو ترک کرنے کا اعلان اور دعا" کا حصہ مل کر پڑھیں۔

۸

ایک آزاد کلیسیا

”جو مجھ میں قائم رہتا ہے اور میں اُس میں وہی بہت پھل لاتا ہے۔“
یوحنا۱۵:۵

سبق کے اغراض و مقاصد

الف۔ مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے ایمانداروں کو ایک پختہ ایمان کے ساتھ پختہ شاگرد بننے کی راہ میں مختلف قسم کی مشکلات کا سامنا کرنے کے باوجود ثابت قدم رہنے پر سراہنا۔

ب۔ سمجھنا کہ صرف کسی شخص کو مسیح کے پاس لانا ہی کافی نہیں، انہیں مسیحی بلوغت تک پہنچانے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

ج۔ صحتمند شاگرد تیار کرنے کے لئے ایک صحت مند کلیسیا کی اہمیت پر غور کرنا۔

د۔ حوصلہ افزائی کرنا کہ آزاد رہنے کے لئے ایماندار شخص کو چاہئے کہ دشمن کے سامنے کھلے تمام دروازوں کو بند کرے اور خداوند یسوع مسیح کی عمدہ باتوں سے معمور ہو۔

ہ۔ ایمانداروں کو ایسی مدد فراہم کرنے پر کلیسیا کے کردار کو سراہنا۔

و۔ آزادی دلانے کی خدمت کی اہمیت کو سمجھنا جس کا دائرہ کار صرف دینِ اسلام سے متعلقہ حلقوں تک محدود نہ ہو۔

ز۔ شاگردوں کو مضبوط کرنے کے لئے ''تعلیمی رخنوں کو بھرنے'' کی مہارت سیکھنا خاص طور پر ان حلقوں میں جہاں اسلام کی وجہ سے کوئی نقائص یا کمزوریاں پائی جاتی ہیں۔

ح۔ مسیحی زندگی کے ایک مضبوط آغاز کی اہمیت کو اجاگر کرنا جس میں دینِ اسلام سے وابستہ معاہدوں سے دستبردار ہونے اور اپنی وفاداری کو مکمل طور پر مسیح خداوند کی طرف منتقل کرنے کے امور شامل ہیں۔

ط۔ ایماندار کو دعائیہ زندگی کی مکمل اہمیت سے آگاہ کرنا۔

ی۔ مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے قائدین کی تربیت کاری کو فروغ دینے کی اہمیت کو اجاگر کرنا۔

ک۔ قائدین کی تشکیل سازی کے چند کلیدی پہلوؤں پر غور کرنا۔

تجزیاتی مطالعہ: آپ کیا کریں گے؟

آپ ایک ایسے تجربہ کار پاسبان ہیں جو کئی کامیاب کلیسیاؤں کی قیادت کر چکے ہیں اور آپ دوسرے پاسبانوں کو پُرحکمت صلاح دینے کے لئے بھی مشہور ہیں۔ آپ کسی دوسرے شہر میں موجود اپنے عزیز سے ملنے جاتے ہیں اور وہاں کسی نے آپ سے کہا ہے کہ وہ آپ کو اپنے ایک اچھے دوست رضا سے ملوائے گا جو کہ ایک ایرانی کلیسیا کے رہنما ہیں۔ رضا صاحب ۱۰۰ کے لگ بھگ تارکین اسلام پر مشتمل ایک جماعت کے قائد ہیں مگر آپ کو بتایا جاتا ہے کہ ان کی کلیسیا بڑی مصیبت میں ہے اور وہ یہ کہ وہاں بڑی کشمکش چل رہی ہے کیونکہ حالیہ دنوں میں کچھ اہم اراکین ان پر یہ الزام عائد کرتے ہوئے کلیسیا کو چھوڑ کر جا چکے ہیں کہ آپ کا طرزِ خدمت نہایت آمرانہ ہے، ہدیہ جات کم ہو رہے ہیں اور چرچ کے لئے اپنے پاسبان کو تنخواہ دینا بھی محال ہو چکا ہے۔ آپ پاسٹر رضا سے رابطہ کرتے ہیں، اپنے رابطہ کار کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں اور چائے پینے کے دوران ادھر ادھر کی باتوں کے بعد آپ ان سے پوچھتے کہ آپ کی کلیسیا میں حالات کیسے چل رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں، ''بہت عمدہ! سب کچھ بہت اچھا ہے، خدا کی تعریف ہو۔''

اس پر آپ کا ردِ عمل کیا ہو گا؟

اس سبق میں دینِ اسلام کو فراموش کر کے مسیح خداوند کی پیروی کا فیصلہ کرنے والے لوگوں کے لئے ایک صحتمند شاگردیت کی راہ ہموار کرنے اور ایک صحت افزا کلیسیائی ماحول تیار کرنے سے متعلقہ تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ ہر شاگرد کے لئے بہتر ہے کہ وہ خدا کے خاص مقاصد کو انجام دینے کی خدمت کے لئے تیار اور کمربستہ رہنے کی خواہش رکھے (۲۔ تیمتھیس ۲: ۲۰۔ ۲۱) مگر ایسا کرنے کے لئے ہر شخص کو ایک صحتمند کلیسیا کی ضرورت ہوتی ہے جو اُن کی بالیدگی میں مدد و معاون ثابت ہو۔ اس مقصد کے حصول پر بات کرنے سے پہلے ہم آغاز پر ان تین مشکلات کا ذکر کریں گے جن کا ہر نومرید کو سامنا کرنا پڑتا ہے، برگشتہ ہو کر اسلام کی طرف واپسی، بے ثمر شاگردیت اور غیر صحت افزا کلیسیائیں۔

برگشتگی

اسلام کو چھوڑ کر مسیح کی پیروی اختیار کرنے والے کچھ لوگ بالآخر دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ اس کی بہت سی وجوہات ہوتی ہیں۔ ایک وجہ برادری سے علیحدگی کی اذیت ہو سکتی ہے کیونکہ دائرہ مسیحیت میں داخل ہونے والے ایسے لوگوں کو پھر ان کا مسلم خاندان اور دوست احباب ٹھکرا دیتے ہیں۔ ایک اَور سبب وہ تمام روڑے اور رکاوٹیں ہیں جو اسلام نے اپنے منحرفین کی راہ میں بچھا رکھی ہیں۔ ایک اَور وجہ براہِ راست ایذا رسانی بھی ہے۔

پھر ایک اَور وجہ مسیحیوں اور کلیسیا کی طرف سے مایوسی بھی ہو سکتی ہے۔ جب دینِ اسلام کو چھوڑنے کی کوشش کرنے والے لوگ اپنے قریبی مسیحیوں سے رہنمائی اور مدد کے طلبگار ہوتے ہیں تو انھیں مسیحی برادری کی طرف سے مکمل قبولیت کی بجائے ٹھکرائے جانے اور غیر متوقع رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ بہتیروں کو کلیسیاؤں کی طرف سے ٹھکرایا جا چکا ہے۔ اس کی وجہ وہ خوف ہے جس کے تحت اسلام ذمیوں سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ دینِ اسلام کو ترک کرنے والوں کی کسی طرح کوئی مدد نہ کریں۔ کسی کو اسلام چھوڑنے میں مدد فراہم کرنے پر پوری مسیحی برادری خطرے میں پڑ سکتی ہے کیونکہ اس عمل سے غیر مسلموں کا "تحفظ" ختم ہو جاتا ہے۔

مسیحیوں کی جانب سے نومریدوں کو مسترد کرنے کی یہ سوچ تبدیل کرنے کے لئے کلیسیا کو چاہئے کہ وہ ذمی معاہدے اور اس سے وابستہ بھاری ذمہ داریوں اور خطرات کو سمجھے۔ جتنی دیر تک کلیسیائیں اور مسیحی افراد روحانی طور پر ذمی معاہدے کے روحانی اثر میں بندھے رہیں گے اس وقت تک وہ اس گہرے روحانی دباؤ کو اپنے اوپر محسوس کرتے رہیں گے کہ ہم ترکِ اسلام کے سلسلے میں کسی شخص کی مدد نہیں کر سکتے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ کلیسیا اِس ذمی نظام کی مخالفت کرے، اس سے دستبردار ہو اور اس کو مسترد کرے۔

لوگوں کے برگشتہ ہو جانے کی ایک اَور وجہ اسلام کے روحانی اثر کا مسلسل ان کی زندگیوں پر موجود رہنا بھی ہو سکتی ہے جو اُن کے اندازِ فکر اور دوسروں کے ساتھ تعلق بنانے کی صلاحیت پر ہمیشہ حاوی اور بھاری رہتا ہے۔ اسی اثر کی وجہ سے انھیں مسیحیوں کے ساتھ روابط قائم کرنے کی نسبت اسلام کی طرف واپس لوٹ جانا زیادہ آسان لگتا ہے۔ یہ بالکل ایسے ہے جیسے کوئی شخص نئے جوتے خریدے مگر اُسے محسوس ہو کہ پرانے جوتے زیادہ آسانی سے فٹ آتے ہیں اور وہ میرے لئے زیادہ پر سکون بھی ہیں۔

غیر بار آور شاگردیت

ایک دوسرا مسئلہ غیر بار آور شاگردیت بھی ہو سکتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ مسلم پس منظر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو مضبوط جذباتی اور روحانی رکاوٹوں اور بندشوں کا احساس ہو جن کی وجہ سے اُن کی روحانی ترقی رُکی ہوئی ہے۔ ان وجوہات میں خوف، عدم تحفظ کا احساس، دولت کی ہوس، ٹھکرائے جانے کا احساس، مظلومیت کا احساس، ٹھیس یا ٹھوکر لگنا، دوسروں پر اعتماد کا فقدان، جذباتی اذیت، جنسی گناہ، عیب جوئی اور جھوٹ وغیرہ جیسے عمومی معاملات شامل ہو سکتے ہیں۔ یہ تمام عوامل ایمان میں بڑھنے کی راہ میں رکاوٹ کا باعث بن سکتے ہیں۔

ایسے مسائل کی بنیادی وجہ اسلام کے تسلط اور اثر کا مسلسل جاری رہنا ہے۔ مثال کے طور پر، دین اسلام میں دوسروں پر برتری کی سوچ پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے اور مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ وہ غیر مسلموں سے افضل ہیں۔ برتری کی ایسی ثقافت میں رہنے والے لوگ دوسروں سے برتر ہونے کے احساس میں زیادہ سکون محسوس کرتے ہیں۔ یہ سوچ کلیسیا کے اندر مقابلے کی فضا قائم کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔ مثال کے طور پر، اگر کسی شخص کو قائد مقرر کر دیا جائے تو دوسروں کو ٹھوکر لگے گی کہ اُنھیں اس منصب پر فائز کیوں نہیں کیا گیا۔ احساسِ برتری کی وجہ سے عیب جوئی کو بھی فروغ مل سکتا ہے جس کی وجہ سے دوسروں کی ٹانگیں کھینچنے کا راستہ کھل جائے گا۔ لوگ صرف اسی وجہ سے عیب جوئی کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے آپ کو اُن لوگوں سے برتر اور بہتر سمجھتے ہیں جن کی وہ عیب جوئی کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک اَور مسئلہ ٹھوکر کی روح کی صورت میں بھی سامنے آسکتا ہے جس کو حضرت محمد کے اس نمونے سے تقویت ملتی ہے جس کے تحت وہ ارتداد پر اپنے ردِ عمل کا اظہار کیا کرتے تھے۔

عراق سے تعلق رکھنے والا ایک نوجوان مسیحیت اختیار کرنے کے بعد کینیڈا میں پناہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے کلیسیائی عبادات میں شرکت اختیار کرنے کی کوشش کی مگر ہر بار وہ جب بھی کسی نئی کلیسیا میں جاتا اسے کسی نہ کسی بات کی وجہ سے بڑی ٹھوکر لگتی اور اس نے چرچ جانے والے دوسرے سب لوگوں پر یہ کہہ کر تنقید کرنا شروع کر دی کہ وہ سب ریاکار اور منافق ہیں۔ بالآخر یہ آدمی مسیحی تو رہا البتہ مسیحی برادری سے مکمل طور پر کٹ کر ایک الگ تھلگ اور تنہائی کی زندگی بسر کرنے لگا۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ شاگردیت میں اُس کی ترقی مکمل طور پر رُک گئی اور یوں وہ اپنے ایمان کی پختگی کو حاصل نہ کر پایا۔ وہ ایک پھلدار مسیحی زندگی کی برکت سے خالی رہ گیا۔

غیر صحت افزا کلیسیائیں

نو مرید ایمانداروں کو جن بڑے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان میں سے ایک مسئلہ کسی صحت افزا کلیسیا کی تلاش بھی ہے۔ چرچ صرف راستبازوں کے لئے مخصوص جگہ نہیں بلکہ یہ گنہگاروں کے لئے ایک شفاخانہ یا اسپتال بھی ہے یا اسے ہونا ضرور چاہئے۔ گنہگار بھی کلیسیا سے ہی تعلق رکھتے ہیں مگر جس طرح لوگ اسپتال میں بیمار پڑ جاتے ہیں اسی طرح جب کلیسیا کے اراکین مسیحی بالیدگی میں ترقی نہیں کرتے تو ان کے گناہ اور مسائل اس قدر بڑھنا شروع ہو جاتے ہیں کہ وہ پوری برادری کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ ان کی وجہ سے کلیسیاؤں کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور وہ ناکام ہو جاتی ہیں۔ عین جس طرح غیر صحتمند مسیحی مل کر غیر صحت افزا کلیسیائیں تشکیل دیتے ہیں اسی طرح بدلے میں غیر صحت افزا کلیسیائی ماحول کی وجہ سے اُن کے اراکین کے لئے روحانی بلوغت میں بڑھنا اور ایمان میں ترقی کرنا ازحد مشکل ہو جاتا ہے۔

اگر کلیسیا کے لوگ اپنے پاسبان کی عیب جوئی کر رہے ہیں تو بالآخر وہ اپنے پاسبان کا ہی نقصان کریں گے اور یا اُن کے پاس کوئی پاسبان نہیں ٹکے گا۔ کلیسیا کا ہر فرد اذیت میں سے گزرے گا۔ اس سے کلیسیائی جماعت کے اندر بھی تقسیم در تقسیم اور شکست وریخت پیدا ہو گی اور وہ بھی صرف اس وجہ سے کہ اس کلیسیا میں چند لوگ قیادت کی باگ ڈور خود سنبھالنے کے چکروں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس کی ایک اَور مثال ملاحظہ کیجئے، اگر کلیسیا کے اراکین میں مقابلے کی سوچ پائی جاتی ہے یعنی وہ دوسروں پر برتری حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہیں تو اس کی وجہ سے ایک ہی شہر میں قائم کلیسیائیں ایک دوسرے پر بے جا تنقید کے نشتر چلانا شروع کر دیں گی اور ان میں سے ہر ایک دوسری سے بہتر اور برتر ہونے کا دعویٰ کرتی ہوئی نظر آئے گی۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ کلیسیائیں باہم مل کر پہلے سے بڑی برکات کا تجربہ حاصل کرتیں مگر وہ انجیل کی خدمت میں ایک دوسرے کی شریکِ کار بننے کی بجائے ایک دوسرے کے لئے خطرہ بن چکی ہیں۔

آزادی میں قائم رہنے کی ضرورت

یاد کیجئے ہم نے دوسرے سبق میں سیکھا تھا کہ شیطان الزام لگانے والا ہے اور اس کا سب سے بڑا طریقۂ واردات بھی یہی ہے کہ وہ مسیحی ایمانداروں پر الزام لگاتا ہے۔ اسی الزام تراشی کے چکر میں وہ اپنے ہر "قانونی حقوق" کو بھرپور طریقے سے ان کے خلاف بروئے کار لاتا ہے جیسے کہ وہ گناہ جن کا ابھی تک اعتراف نہ کیا گیا ہو، نامعافی، وہ الفاظ جو ہمیں کسی بندھن میں باندھ دیتے ہیں (جن میں قسمیں، حلف اور عہد و پیمان شامل ہیں)، روح کے گھاؤ اور نسلی لعنتیں وغیرہ۔ مکمل آزادی کے لئے ضروری ہے کہ مسیح کا ہر شاگرداِن "قانونی حقوق" کو مسترد اور منسوخ کرے، شیطان کے لئے پاؤں دھرنے کی کوئی جگہ نہ چھوڑے اور کھلے دروازوں کو بند کرے۔

متی ۱۲: ۴۳-۴۵ میں خداوند یسوع نے ایک تمثیل بیان کی ہے جس میں اُس نے بتایا ہے کہ جب کوئی بُری روح انسان میں سے نکلتی ہے تو وہ اسی شخص کے اندر دوبارہ داخل ہونے کے لئے واپس آتی ہے نیز سات اَور روحیں بھی اپنے ساتھ لے آتی ہے تاکہ اس شخص کا حال پہلے سے بھی بدتر کرے۔ اس تمثیل کو سمجھانے کے لئے یسوع نے گھر کی مثال پیش کی جسے جھاڑو لگا کر صاف اور خالی کیا گیا اور وہ دوبارہ بسائے جانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ بُری روحیں دوبارہ اس گھر میں کس طرح داخل ہوتی ہیں؟ اول، ضرور دروازہ کھلا چھوڑ دیا گیا ہے اور دوم، وہ گھر ابھی تک "خالی" پڑا ہے (متی ۱۲: ۴۴)۔

لٰہذا یہاں دو مسائل ہمارے سامنے آتے ہیں:

۱۔ دروازہ کھلا چھوڑ دیا گیا ہے

۲۔ وہ گھر ابھی تک خالی پڑا ہے۔

صحت مند کلیسیا قائم کرنے کے لئے ہمیں صحت مند مسیحیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور صحت مند بننے کے لئے ضروری ہے کہ ہر مسیحی پہلے آزادی حاصل کرے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص اپنی زندگی میں سے ان تمام کھلے دروازوں کو بند کرے جہاں سے شیطان اندر داخل ہو کر تباہی مچا سکتا ہے نیز وہ شخص روحانی طور پر اُن بدروحوں کی جگہ پر اب اچھی چیزوں، برکتوں اور نعمتوں سے معمور ہو ایسا کہ کوئی رخنہ خالی نہ رہے۔

تمام دروازے بند کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر ایک دروازہ! روحانی آزادی کے حوالے سے خاص بات یہ ہے کہ صرف کسی ایک کھلے دروازے کو بند کرنا کافی نہیں ہوتا۔ سب دروازے بند کرنا ضروری ہے۔ جب گھر کے سامنا کا دروازہ پورے کا پورا کھلا ہو تو پچھلے دروازے پر دنیا کا بہترین تالا لگا دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر ہم کسی شخص کے خلاف شیطان کے کسی ایک قانونی حق کے خلاف نبرد آزما ہیں مگر دوسرے قانونی حقوق کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں تو ایسا شخص ابھی تک مکمل آزاد نہیں ہوا۔

آزاد ہونا ایک چیز ہے مگر آزاد رہنا ایک دوسری چیز ہے۔ دروازوں کو بند کرنا اور پھر گھر کو ایسا بھرنا کہ کوئی کونہ بھی خالی نہ رہے، دونوں امور مساوی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس میں اس شخص کے روح القدس سے معمور ہونے کی دعا کا عمل شامل ہے۔ اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ ایسا شخص خداپرستی کی زندگی گزارنا شروع کرے تاکہ اس کی زندگی پاک اور مقدس چیزوں سے معمور ہو جائے۔

فرض کیجئے کہ ایک شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹوں پر ایمان رکھنے کی بندشوں میں جکڑا ہوا ہے۔ اسے چاہئے کہ وہ ان جھوٹوں کو ترک کرے اور مزید یہ کہ وہ شخص سچائی کو قبول کرے، اس پر غور و فکر کرے اور سچ بولنے میں خوشی محسوس کرے۔ جھوٹوں کو چھوڑے اور سچائی کو اپنائے!

آیئے ایک مختلف صورتحال پر غور کرتے ہیں: ایک ایسا شخص جو نفرت کی بدروح کے ہاتھوں زک اٹھا رہا ہے اور اس کی وجہ سے کئی برے کام انجام دے چکا ہے جیسے کہ دوسرے لوگوں کے خلاف نفرت انگیز لعن طعن کرنا یا گالیاں بکنا وغیرہ۔ پھر جب ایک مرتبہ نفرت کی یہ بدروح اس کی زندگی سے نکل جائے تو اس کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ وہ نفرت کو ترک اور مسترد کرے بلکہ اسے دوسروں کے ساتھ محبت رکھنے، ان کے لئے برکت چاہنے اور لوگوں کو گرانے کی بجائے اٹھانے اور تعمیر کرنے کا طرزِ زندگی بھی اپنانے کی ضرورت ہے۔ انھیں اپنی عادتوں اور سوچوں

میں نمایاں اور واضح تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔اس ضمن میں کلیسیائی جماعت اس شخص کو اپنی آزادی میں قائم رہنے کے سلسلے میں مدد فراہم کرنے میں بنیادی کردار ادا کر سکتی ہے۔ وہ اس کی روح کو نیا بنانے اور از سر نو تعمیر کرنے میں بھی مدد فراہم کر سکتے ہیں تاکہ وہ ایک تبدیل شدہ شخص بن جائے۔

پولس رسول نے اپنے خطوط میں اس عمل کا کئی مرتبہ ذکر کیا ہے۔ وہ ایمانداروں کے سچائی اور محبت میں قائم رہنے کے لئے مسلسل دعا اور کام بھی کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ یاد کرتا ہے کہ ایماندار لوگ پہلے کیا تھا اور بعض اوقات وہ لوگوں کو اس بات کی یاد دہانی بھی کراتا ہے تاکہ روحانی طور پر بڑھنے کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کرے:

"کیونکہ ہم بھی پہلے نادان۔ نافرمان۔ فریب کھانے والے اور رنگ برنگ کی خواہشوں اور عیش و عشرت کے بندے تھے اور بدخواہی اور حسد میں زندگی گزارتے تھے۔ نفرت کے قابل تھے اور آپس میں کینہ رکھتے تھے" (ططس ۳:۳)۔

مگر یسوع کے شاگردوں کو مزید ایسی زندگی نہیں گزارنی چاہئے۔ ہم تبدیل ہو چکے ہیں اور اب ہمیں اپنے طور طریقوں کو بدل کر زیادہ سے زیادہ خداوند یسوع مسیح کی مانند بننے کی جستجو کرنی چاہئے جو بے الزام رہا اور اس نے شیطان کو اپنے خلاف کوئی قانونی حق استعمال کرنے کا موقع نہ دیا۔ چنانچہ پولس رسول فلپیوں کے نام اپنے خط میں لکھتا ہے:

"اور یہ دُعا کرتا ہُوں کہ تُمہاری محبّت علم اور ہر طرح کی تمیز کے ساتھ اَور بھی زِیادہ ہوتی جائے۔تاکہ عُمدہ عُمدہ باتوں کو پسند کر سکو اور مسیح کے دِن تک صاف دِل رہو اور ٹھوکر نہ کھاؤ۔اور راستبازی کے پھل سے جو یِسُوع مسیح کے سبب سے ہے بھرے رہو تاکہ خُدا کا جلال ظاہِر ہو اور اُس کی ستایش کی جائے" (فلپیوں ۱:۹۔۱۱)۔

یہ ایک صحت مند شاگرد کی کیسی عمدہ تصویر ہے جو محبت، علم اور حکمت میں بڑھ رہا ہے اور صاف دل اور بے الزام طرزِ زندگی اختیار کر کے راستبازی کے ایسے پھل پیدا کر رہا ہے جن سے خدا کا جلال اور اس کی ستایش ظاہر ہوتی ہے! ایسا شخص نہ صرف آزادی پا چکا ہے بلکہ اس کی روح کا گھر بھی خطرناک حد تک "خالی" ہونے کی بجائے یسوع مسیح کی عمدہ باتوں سے بھرا ہوا ہے۔

اس سلسلے میں کلیسیا اور پاسبان کا کلیدی کردار یہ ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو یہ طرزِ زندگی اختیار کرنے میں مدد فراہم کریں یعنی شیطان کے تمام کھلے دروازوں کو بند کریں اور یسوع مسیح کی سب عمدہ باتوں سے معمور ہونے میں ایمانداروں کی مدد و رہنمائی کریں۔

شاگرد بنانے کی بلاہٹ، خدمت اور ذمہ داری بہت بڑی ہے جس کے لئے بہت سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذیل میں ہم سیکھیں گے کہ صحتمند ترقی میں مدد فراہم کرنے کے لئے اپنے اُن شاگردوں کی کس کس طرح سے رہنمائی کی جا سکتی ہے جنہوں نے اسلام کی بندشوں سے رہائی پا کر مسیح میں آزاد زندگی گزارنے کا آغاز کیا ہے۔

شفا اور رہائی

ہم نے اس بات پر خاطر خواہ زور دیا ہے کہ تمام دروازوں کو بند کیا جائے اور پاؤں جمانے کی تمام جگہیں ہٹا دی جائیں۔ کسی شاگرد کی زندگی میں اسلام کا اثر براہِ راست ان دونوں عوامل سے وابستہ ہو سکتا ہے نیز یہاں فراہم کردہ دعائیہ ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے اسلام کے دروازے کو بند کیا جا سکتا ہے۔

تاہم مسیح کے شاگردوں کی زندگی میں ایسی کئی اَور بندشیں بھی موجود ہو سکتی ہیں جن کا تعلق شاید دینِ اسلام سے براہِ راست نہ ہو۔ ان بندشوں کا تعلق ان حلقوں سے بھی ہو سکتا ہے جن کا ذکر دوسرے سبق میں کیا جا چکا ہے جیسے کہ غیر اعتراف شدہ گناہ، نامعافی، روح کے گھاؤ، الفاظ اور ان سے وابستہ رسمی اعمال، جھوٹ اور نسلی لعنتیں۔ سابقہ مسلمانوں کی زندگیوں پر ان کے مضر اثرات بھی واضح طور پر دیکھے جا سکتے ہیں:

- نامعافی
- گالی گلوچ کرنے والے والد
- خاندانی انتشار (طلاق، کثرتِ ازدواج)
- منشیات کی لت
- کالا علم اور جادوگری
- جنسی صدمہ (ہراسانی، زنا بالجبر، زنائے محرم کی وجہ سے)
- تشدد
- نسلی لعنتیں
- غصہ
- ارتداد اور نفس کشی
- عورتوں کی طرف سے مردوں پر عدمِ اعتماد اور نفرت انگیز رویہ
- مردوں کی طرف سے عورتوں کے ساتھ توہین آمیز رویہ

ان میں سے کئی عوامل کے ظہور پذیر ہونے کا سبب ثقافت اور خاندانی زندگی پر اسلام کا اثر ورسوخ بھی ہو سکتا ہے لیکن اس کی وجہ لوگوں کی اپنی شخصی وروحانی بری عادتیں بھی ہو سکتی ہیں جنہیں انہوں نے سالہا سال سے اپنی زندگی میں پروان چڑھا رکھا ہے۔ مسیحی بالیدگی میں ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ہم صرف اسلام سے نہیں بلکہ ان چیزوں سے بھی آزادی حاصل کریں۔

ایک نوجوان آدمی کے گھریلو حالات اس قدر ناگفتہ بہ ہو چکے تھے کہ جن کی وجہ سے وہ معدے کے مسائل سے دوچار ہو گیا کیونکہ اس کے بیشتر رشتے دار معدے کے کینسر کی وجہ سے وفات پا چکے تھے۔ ایران اور آسٹریلیا کے ڈاکٹروں نے اسے بتا دیا تھا کہ اس کے معدے میں بھی کینسر کی ابتدائی علامات نمودار ہونا شروع ہو چکی ہیں جس کے لئے اسے مسلسل دوا جاری رکھنی پڑے گی۔ مگر ایک دن اس نے سوچا کہ کہیں اس نسلی بیماری کی وجہ ہمارے خاندان سے وابستہ کوئی لعنت نہ ہو۔ اس نے اس نسلی لعنت کو ترک کرنے کا اقرار کرتے ہوئے اس کے اثر کو اپنے خاندان پر سے توڑا اور اپنی زندگی کو از سرِ نو خدا کے سپرد کیا۔ اس نے اس بیماری سے مکمل شفا پائی اور اس نے ساری ادویات کھانا بھی چھوڑ دیں۔ ساتھ ہی ساتھ ایک اَور بڑا کام یہ بھی ہوا کہ وہ بہت جلد ذہنی دباؤ اور فکرمندی کا شکار ہونے کی عادت سے بھی شفایاب ہو گیا۔ اب وہ پہلے سے کہیں زیادہ پُرسکون ہو گیا اور حالاتِ زندگی کے حوالے سے خدا پر اس کا اعتقاد بھی اَور مضبوط ہو گیا۔ شفا اور رہائی کے اس ضروری اقدام نے اسے پاسبانی خدمت کا بوجھ اٹھانے کے لئے پوری طرح تیار کر دیا تھا۔

ایک صحت افزا کلیسیا میں تمام قسم کے ''کھلے دروازوں'' اور ''پاؤں جمانے کی جگہوں'' کے ساتھ برتاؤ کے لئے ضروری ہے کہ یہ عمل ایمانداروں کی پاسبانی خبرگیری کی خدمت کا باقاعدہ حصہ ہو۔ یاد رکھیں، جب بھی کسی گھر کو

مکمل طور پر محفوظ کرنا مقصود ہو تو صرف ایک دروازہ جیسے کہ یا اسلام سے وابستہ تمام معاہدوں کا دروازہ بند کرنا کافی نہیں ہوتا بلکہ ضروری ہے کہ گھر کے تمام داخلی راستے اور رخنے بند کر دیئے جائیں۔

رخنوں میں تعلیم کی بھرائی

ایک پرانے اور تباہ شدہ گھر کا تصور کیجئے۔ چھت ٹپکتی ہے اور اس کی دراڑوں میں کے اندر سے آپ آسمان کا نظارہ بھی کر سکتے ہیں۔ کھڑکیاں جو کسی وقت شیشے کی ہوا کرتی تھیں، ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں اور ان میں سے ہوا کھلے عام آتی جاتی ہے۔ دروازے اپنے بینڈوں سے اکھڑ کر زمین پر پڑے ہیں۔ اندر سے، دیواریں نہایت خستہ ہو چکی ہیں جن میں جا بجا رخنے پڑ چکے ہیں۔ فرش بہت فرسودہ ہے۔ بنیادیں شگاف پڑنے کی وجہ سے کمزور ہو چکی ہیں۔ اور وہاں کئی گھس بیٹھیوں نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں جو اس گھر کے مالک نہیں۔ انھیں وہاں ہونا بھی نہیں چاہئے تھا کیونکہ در حقیقت وہی اس گھر کو برباد کر رہے ہیں۔

اس گھر کو بحال کرنے کے لئے بہت سا کام کرنے کی ضرورت ہے۔ پہلا قدم یہ ہے کہ گھر کو محفوظ کیا جائے یعنی چھت کی مرمت کرائی جائے اور نئی کھڑکیاں اور مضبوط دروازے بمعہ قفل لگائے جائیں تاکہ کوئی گھس بیٹھیا اس میں داخل نہ ہو سکے۔ رہائی کی خدمت میں بھی پہلا قدم یہی ہوتا ہے کہ سارے کھلے دروازے بند کئے جائیں۔ یہ پہلا قدم ہے کیونکہ اگر تمام دروازے بند نہ کئے جائیں تو ناجائز قبضہ کر کے بیٹھے ہوئے لوگ (بدروحیں) دوبارہ کسی کھلے دروازے سے اندر گھس آئیں گی۔

ایک مرتبہ جب گھر محفوظ ہو جائے تو پھر دوسرے کاموں کا آغاز کیا جا سکتا ہے جیسے کہ بنیادوں کی بحالی، دیواروں کی مرمت اور گھر کی تزئین و آرائش وغیرہ۔

جب سابقہ مسلم افراد مسیح کے پاس آتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ اسلام اور اسلامی ثقافت کی وجہ سے روح پر لگے گھاؤ اپنے ساتھ لے کر آئیں، جن کو شفا اور بحالی کی ضرورت ہوتی ہے۔

ایماندار شخص کی روح بالٹی کی طرح ہوتی ہے۔ جس میں ہم صاف اور میٹھا پانی جمع کرتے ہیں یعنی زندگی کا پانی جو خداوند یسوع مسیح سے جاری ہوتا ہے۔ ہماری زندگی بھی ایسی ہی ہونی چاہئے۔ لیکن اگر بالٹی میں کسی طرف سوراخ یا شگاف ہو جیسے ہمارے کردار میں کوئی کمزوری ہو، تو اس بالٹی میں زیادہ پانی نہیں ڈالا جا سکتا۔ اس بالٹی میں صرف اتنا ہی پانی آ سکے گا جتنی جگہ بالٹی میں اس کے نچلے ترین سوراخ یا شگاف سے نیچے باقی رہ جائے گی۔ اس بالٹی زیادہ پانی جمع کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم پہلے اس کے شگافوں کو بند کریں۔

دنیا بھر میں جہاں کہیں اسلام نے جڑ پکڑی ہے وہاں اسی قسم کا نقصان دیکھنے میں آیا ہے۔ جیسے ڈان لٹل نے نشاندہی کی ہے کہ ''دینِ اسلام نے اپنے اثر و رسوخ کے ذریعے مختلف حالات کے باوجود مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے ایمانداروں کے لئے ایک جیسی رکاوٹیں پیدا کی جاتی ہیں''۔

اس بارے میں ایک اور انداز سے سوچ بچار کرنے کیلئے ذرا غور کیجئے کہ جب کوئی شخص نہایت بُرے حادثے کا شکار ہو جائے اور اسے تندرست ہونے میں طویل مدت لگ جائے تو اس دوران کیا ہوتا ہے۔ عموماً ان کے کچھ عضلات کمزور پڑ جاتے ہیں اور استعمال نہ ہونے کی وجہ سے اُن کے مکمل طور پر ضائع ہونے کا بھی خدشہ ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو مکمل بحالی کے لئے چند مخصوص ورزشیں کرائی جاتی ہیں تاکہ کمزور عضلات بھی مضبوطی حاصل کر سکیں (فزیو تھراپی)۔ یہ ورزشیں طویل مدتی بھی ہو سکتی ہیں اور خاصی تکلیف دہ بھی مگر پورے جسم کو دوبارہ کام کرنے کے قابل بنانے کے لئے یہ بہت ضروری ہوتی ہیں۔ آپ صرف اتنا ہی کام کر سکتے ہیں جتنا کام آپ کے کمزور ترین عضلات آپ کو کرنے کی اجازت دیں گے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے ایمانداروں پر مشتمل کلیسیا میں تعلیم دینے کے نظام میں اس نقصان کا مداوا کرنے کا ایک مکمل اور باضابطہ بندوبست شامل ہونا چاہئے۔ ہم اس بندوبست کو ''رخنوں میں تعلیم کی

بھرائی'' کا نام دیتے ہیں یعنی بائبل مقدس کی سچائیوں کو بول کر زندگی کے ان حلقوں میں انڈیلنا جہاں پہلے جھوٹ کا راج ہوا کرتا تھا۔ ہر سابقہ مسلم کی زندگی میں ایسے بہت سے حلقے موجود ہیں جہاں اس عمل کو انجام دینے کی ضرورت درپیش ہوتی ہے۔

حضرت محمد کی تعلیمات میں ایک شخص کی دوسرے پر برتری پر خاصا زور دیا گیا تھا جیسے کہ مسلمانوں کو غیر مسلموں پر۔ وہ کسی دوسرے شخص سے خود کو کمتر یا نیچے سمجھنے کو بڑی شرمندگی کی بات خیال کیا کرتے تھے۔ اسلامی معاشروں میں یہ بات اُن کے عالمی ثقافتی نظریئے میں خاصی جذباتی حد تک سرایت کر چکی ہے کہ وہ دوسرے لوگوں سے بہتر ہیں۔ ایک مسیحی شخص نے بتایا کہ ایرانی ثقافت میں جب لوگ کسی دوسرے شخص کو گلی کی نکڑ پر گرا ہوا دیکھتے ہیں تو بہت خوش ہوتے ہیں یا جب وہ سنتے ہیں کہ فلاں شخص امتحان میں فیل ہو گیا ہے۔ وہ اس لئے خوش ہوتے ہیں کیونکہ وہ نہیں گرے یا فیل ہوئے اس لئے وہ اُن سے برتر ہیں۔

دوسرے شخص کی قدر و منزلت کو دیکھنے کا یہ انداز کلیسیاؤں میں بہت سے مسائل کو جنم دینے کا سبب بن سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، ہو سکتا ہے کہ کسی ایک کلیسیا کے لوگ یہ کہیں کہ ہم دوسری کلیسیاؤں سے بہتر ہیں۔ یہ رویہ ٹھیس یا ٹھوکر کا باعث بنتا ہے جس کی وجہ سے ایک ہی علاقے کی کلیسیائیں باہم مل کر کام کرنے سے انکار کر دیتی ہیں۔ اس رویئے کے ساتھ، اگر کسی شخص کو کلیسیا میں قیادت کے منصب پر فائز کر دیا جائے تو دوسرا شخص فوراً یہ سمجھنا شروع ہو جائے گا کہ مجھے ٹھکرا دیا گیا ہے اور یوں اس کے اندر حسد پیدا ہو گا اور وہ پوچھے گا کہ ''انہوں نے مجھے کیوں نہیں چُنا؟ کیا اِن کو لگتا ہے کہ میں اچھا نہیں ہوں؟'' یہ مسئلہ اس قدر گھمبیر ہے کہ لوگ اپنے آپ کو قائدانہ خدمات کے لئے پیش کرنے سے انکار کر دیتے ہیں کیونکہ انھیں اس بات کا دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کلیسیا کے دوسرے لوگ ان پر دھاوا بول دیں یا بے جا تنقید کا نشانہ نہ بنائیں۔

اس رویئے کے حامل لوگ اکثر یہ نہیں جانتے کہ وہ کلیسیائی زندگی میں بہتری لانے کے لئے تعمیری رائے کس طرح انکساری اور حلیمی کے ساتھ پیش کریں۔ بلکہ وہ ہمیشہ ایسے بات کرتے ہیں جیسے وہ اس فن میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں، ان کے لہجے سے تکبر کی بو آئے گی اور وہ نہایت غیر حساس طریقے سے دوسروں کی اصلاح کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔

ایسا رویہ چغل خوری (عیب جوئی) کو بھی پروان چڑھاتا ہے کیونکہ ایسے لوگوں کو دوسروں کی ٹانگیں کھینچنے میں مزہ آتا ہے۔

اس گھمبیر مسئلے کا قلع قمع کرنے کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں کو اپنے اندر خادمانہ روح پیدا کرنے کا درس دیا جائے یعنی لوگوں کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ یسوع نے کیوں اپنے شاگردوں کے پاؤں دھوئے تھے اور پھر اس نے ہمیں بھی ایسا ہی کرنے کا حکم بھی دیا تھا۔ لوگوں کو یہ بھی سکھانے کی ضرورت ہے کہ ان کی شناخت مسیح میں کیا ہے، نہ اُن کے کاموں میں اور نہ ہی اُن کے بارے میں لوگوں کی رائے یا سوچ میں بلکہ مسیح میں۔ انھیں سکھانے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی کمزوریوں پر ''فخر کرنا'' اور ''خوشی'' محسوس کرنا سیکھیں (۲۔ کرنتھیوں ۱۲: ۹۔ ۱۰)۔ انھیں سیکھنے کی ضرورت ہے کہ دوسروں سے محبت رکھنے کا مطلب ہے دوسروں کی کامیابیوں پر خوشی منانا اور ان کے دکھ یا رنج میں رنجیدہ ہونا (رومیوں ۱۲: ۱۵؛ ۱۔ کرنتھیوں ۱۲: ۲۶)۔ لوگوں کو اس تعلیم کی بھی ضرورت ہے کہ محبت میں سچ کیسے بولا جاتا ہے۔ ایمانداروں کو یہ بھی سکھانے کی ضرورت ہے کہ چغل خوری کے کون کون سے تخریبی اثرات ہوتے ہیں اور جب کسی بھائی یا بہن کے بارے میں شکایت آئے تو اس پر معقول انداز میں ردِ عمل کا اظہار کیسے کیا جاتا ہے۔

اسلام سے مسیح کی طرف آنے والوں کے ساتھ ایک مسئلہ سچ بولنے کا ہنر سیکھنے میں درپیش مشکلات بھی ہو سکتی ہیں۔ اسلامی معاشروں میں لوگوں کو خاص تربیت دی جاتی ہے کہ وہ شفافیت اور احتساب سے گریز کر کے (گمراہی کے عنوان پر ساتواں سبق ملاحظہ کیجئے) کس طرح شرمندگی سے بچ سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، فرض کیجئے کہ آپ کو چرچ میں کوئی ایسا شخص نظر آتا ہے جسے دیکھ کر آپ کو محسوس ہوتا ہے کہ یہ شخص ضرور اپنی زندگی میں کسی بڑی

مشکل سے دوچار ہے لیکن جب آپ اسے مل کر پوچھتے ہیں "آپ کیسے ہیں؟ کیا سب ٹھیک تو ہے؟" درحقیقت کوئی مسئلہ تو چل رہا ہے اور وہ شخص بھی ٹھیک نظر نہیں آرہا مگر پھر بھی کہتا ہے کہ "میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں۔ شکریہ۔ سب اچھا چل رہا ہے۔" اس طرح وہ اپنے چہرے پر نقاب اوڑھ لیتے ہیں۔ اپنے مسائل کو چھپانے کا یہ رجحان اسلام کو خیر باد کہنے والے لوگوں میں عام پایا جاتا ہے۔ شیطان اس رویئے کو استعمال کرتے ہوئے ایسے ایمانداروں کو روحانی زندگی میں ترقی کرنے روکتا ہے اور وہ انھیں اس سلسلے میں دوسروں سے روحانی مدد حاصل کرنے سے بھی باز رکھتا ہے۔

اس معاملے کو نپٹانے کے لئے، شاگردوں کو چاہیئے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ سچ بولنے کی اہمیت کو جاننے اور سمجھنے کی تعلیم کو بار بار حاصل کریں تاکہ انھیں معلوم ہوسکے کہ یہ عمل شخصی ترقی اور آزادی کے لئے کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔

اسلامی ثقافتوں سے متعلقہ کئی اَور معاملات بھی ہوتے ہیں جہاں "رخنوں میں تعلیم سے بھرائی" کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جیسے کہ:

- معافی کی ضرورت اور اس کا اطلاق کرنے کا ہنر
- آسانی سے ٹھوکر کھانے اور دوسروں کی معمولی معمولی باتوں سے ٹھیس لگنے کے رجحان پر غالب آنا
- ایسے انداز سے خدمت انجام دینے کا فن سیکھنا جس کے ذریعے لوگوں کے درمیان اعتماد کی فضا قائم ہو
- جادو گری سے وابستہ عملیات کو ترک کرنا
- عورتوں اور مردوں کا ایک دوسرے کی عزت کرنے کا ہنر سیکھنا اور اپنے تعلقات میں ہمیشہ سچ بولنے کے حوالے سے تعلیم حاصل کرنا تاہم یہ عمل نہایت محبت، فروتنی کے ساتھ اور کسی قسم کے غرور کے بغیر انجام دیا جائے۔
- الدین اس بات کو سیکھیں کہ اپنے بچوں پر لعنت بھیجنے کی بجائے انھیں برکت دیں۔

(دینِ اسلام اور حضرت محمد کے نمونے کی پیروی سے پیدا ہونے والے مسائل کی فہرست دیکھنے کے لئے چوتھے سبق کا آخری حصہ ملاحظہ کیجئے۔)

یہ بات بہت اہم اور خاص ہے کہ "رخنوں میں تعلیم کی بھرائی" کا مرحلہ نہایت باضابطہ اور بھرپور انداز سے مکمل کیا جائے یعنی جملہ مسائل اور معاملات کا احاطہ کیا جائے تاکہ لوگ اپنے پورے جذبات اور الٰہیاتی نظریات کو ازسرنو تعمیر کر سکیں۔

اس حصے میں ہم ایمانداروں اور قائدین کی کردار سازی اور تشکیلِ نو پر بات کریں گے۔

بھرپور آغاز

ڈان لٹل صاحب نے شمالی افریقہ کے مسلمانوں کے درمیان خدمت انجام دینے والے دو مشنری خادموں کے درمیان ایک تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ ان دونوں خادموں نے وہاں کئی سال خدمت انجام دی تھی۔

بھائی اسٹیو کو یہ ملکہ حاصل تھا کہ وہ فوراً مسلمانوں کو مسیح کو قبول کرنے کی طرف مائل کر لیتا تھا اور بعض اوقات وہ پہلی گفتگو میں ہی ان کے دل جیت لیا کرتا تھا۔ تاہم ان نومریدین میں سے تقریباً ہر شخص برگشتہ ہو جاتا اور اکثر خداوند یسوع کی پیروی کا فیصلہ کرنے کے چند ہفتوں کے اندر اندر لوگ برگشتگی کا شکار ہو جایا کرتے تھے۔ کچھ اگر

قائم رہ بھی جاتے تو بھی زیادہ سے زیادہ ایک سال اور وہ بھی چند ایک۔ اسٹیو کی تکنیک یہ تھی کہ وہ لوگوں کو فوراً مسیح پر ایمان لانے اور روح القدس پر بھروسہ رکھنے پر قائل کرلیتا تھا کہ وہ زندگی میں بڑھنے اور مسیحی ایمان کے بارے میں مزید جاننے کے حوالے سے ان کی مدد ورہنمائی کرے گا۔

بہن چیری کا طریقہ ہائے کار اور کامیابی کی شرح اس کے عین برعکس تھی۔ وہ لوگوں کو مسیح کے پاس لانے سے پہلے انھیں بہت دیر تک تعلیم دیا کرتی تھی کئی مرتبہ تو کئی کئی سال تک۔ اس نے صرف اپنے ساتھ کام کرنے والی خواتین کو شاگرد بننے کی دعوت دی وہ بھی جب انہوں نے اس بات کو محسوس کیا کہ یہ خواتین اب مسیح کو قبول کرنے کی ضرورت اور اہمیت کو پوری طرح سمجھ چکی ہیں جس میں ایذارسانی اور ان کے شوہروں کی طرف سے طلاق تک کے امکانات بھی شامل تھے۔ ان کے وسیلہ سے مسیح کو قبول کرنے والی ہر خاتون ایک مضبوط اور وقف شدہ ایماندار بن گئی حتیٰ کہ چیری صاحبہ کو شمالی افریقہ سے ملک بدر ہو جانے کے بعد بھی وہ خواتین اپنے مسیحی ایمان پر قائم رہیں۔

مسلمانوں کو مسیح کے پاس لانے کے عمل میں یہ امر از حد ضروری ہے کہ انھیں اس وقت تک شاگردیت کے مراحل سے نہ گزارا جائے جب تک وہ ابتدائی تعلیم سے پوری طرح واقف نہ ہو جائیں۔ پانچویں سبق میں پیش کردہ مسیح کی پیروی کے چھ اقدامات کو یاد کیجئے:

۱۔ دو اعترافات:

- میں گنہگار ہوں اور اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا
- خدا ایک ہی ہے یعنی خالق خدا جس نے اپنے بیٹے یسوع کو بھیجا تا کہ میرے گناہوں کی خاطر اپنی جان دے۔

۲۔ رجوع لانا (توبہ): اپنے گناہوں سے اور ہر قسم کی بدی سے۔

۳۔ درخواست کرنا: معافی، آزادی، ہمیشہ کی زندگی اور روح القدس کے لئے۔

۴۔ وفاداری کا تبادلہ: اب سے مسیح میری زندگی کا مالک اور خداوند ہو گا۔

۵۔ وعدہ اور تقدیس: کہ میں اپنی زندگی مسیح اور اس کی خدمت کے لئے وقف کرتا ہوں۔

۶۔ اعلان: مسیح میں اپنی نئی شناخت کا اقرار۔

ایسا لگتا ہے کہ اسٹیو صاحب نو مریدوں کو صرف پہلے اور دوسرے اقدامات میں سے گزارتے تھے یا شاید تیسرے قدم سے بھی مگر وہ انھیں چوتھے سے چھٹے اقدامات کا پابند نہیں بناتے تھے۔ وفاداری کے مکمل انتقال کے لئے (چوتھا قدم) اسلام سے مکمل قطعِ تعلق اختیار کرنے اور اس کی جگہ خداوند یسوع مسیح کے ساتھ اپنی مکمل وفاداری کا عہد کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ وعدے اور تقدیس کے عمل میں (پانچواں قدم) ایذارسانی کی شرائط کو قبول کرنے کا اقرار شامل ہونا چاہئے اس کے لئے بھی بائبل مقدس کی اخلاقیات سے واقفیت ہونا از حد ضروری ہے یعنی اپنی تقدیس کرتے وقت آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اب سے آپ کو کس قدر مقدس اور پاکیزہ زندگی بسر کرنا پڑے گی۔ نئی شناخت کا اعلان کرنے کے لئے (چھٹا قدم) ضروری ہے کہ آپ کو اس بات کی پوری بصیرت اور سمجھ بوجھ ہونی چاہئے کہ اب آپ محض اللہ کے ''عابد'' بننے کی بجائے خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے خدا کے فرزند بن چکے ہیں اس لئے اپنی اس نئی مسیحی پہچان کو سمجھنا اور جاننا آپ کے لئے بے حد ضروری ہے۔ نیز اس امر میں آپ کو یہ حقیقت بھی تسلیم کرنے کی ضرورت ہو گی کہ اب سے آپ مسلم اُمہ سے خارج قرار دیئے جا چکے ہیں اور اب آپ کی وہ پرانی شناخت کالعدم اور منسوخ ہو چکی ہے جس میں دوستوں اور گھر والوں کی طرف سے ممکنہ علیحدگی کے عوامل بھی شامل ہیں۔

علاوہ ازیں، تیسرا قدم آپ سے یہ بھی تقاضا کرتا ہے کہ آپ مسیح میں آزاد رہنے، دوسروں کو معاف کرنے اور روح میں زندگی گزارنے کی کیفیت کا مطلب بھی خوب سمجھتے اور جانتے ہوں۔

ان اقدامات کی مکمل تفہیم اور ان کے ساتھ گہری وابستگی اختیار کرنے کے لئے شاگردیت کے عمل کی ضرورت ہوگی۔ اس عمل کے ذریعے کوئی بھی شخص اسلامی چال چلن کو بڑی احتیاط اور سوچ بچار کے بعد اپنی زندگی سے الگ کر کے اس کی جگہ بائبل کے چال چلن کو اپنا سکتا ہے۔

جب لوگ مسیح کی طرف رجوع لا کر اس کی پیروی کرنے کا عہد کرتے ہیں تو وہ دراصل شیطان کے خلاف ایک بھرپور اعلانِ جنگ کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنے آپ کو وقف کیا ہے کہ وہ شیطان سے اس کے تمام حقوق چھین لیں اور اپنی زندگی کے جملہ حقوق خداوند یسوع مسیح کے ہاتھ میں سونپ دیں۔ یہ کوئی آسان یا کھوکھلا فیصلہ نہیں۔ اس فیصلے کے پیچھے مکمل فہم و فراست اور آزاد مرضی کارفرما ہونی چاہئے۔

انہی وجوہات کی بنا پر انجیل کے خادمین کو یہ صلاح دی جاتی ہے کہ بپتسمے دینے کی رفتار کو دھیما رکھیں اور خداوند یسوع کی پیروی کے عہد کی دعا کرنے میں بھی لوگوں کی رہنمائی کرنے میں میانہ روی کا مظاہرہ کریں۔ انھیں یہ عمل صرف اس وقت انجام دینا چاہئے جب سامنے والا شخص پوری طرح سے اس کا مفہوم اور اہمیت کو خود اپنے اور اپنے عزیزوں کے لئے سمجھ اور جان لے۔

ایک تجویز یہ بھی ہے کہ کسی شخص کو اس وقت تک بپتسمہ نہ دیا جائے جب تک وہ پوری سمجھ اور وفاداری کے ساتھ "کلمۂ شہادت کو ترک کرنے اور اس کی طاقت کو توڑنے کی دعا اور اعلان" نہ کرلے (دیکھیں پانچواں سبق)۔ اس عمل سے پہلے اسے تمام متعلقہ باتوں کے بارے میں پوری تفصیل سے بتایا اور سمجھایا جائے۔ یہ کام بپتسمہ دینے سے کچھ دیر پہلے بھی انجام دیا جا سکتا ہے۔ ایسی تمام چیزوں کو ترک کی دعا بھی بپتسمے کی رسم میں شامل کی جا سکتی ہے۔ ترکِ تعلق کی یہ دعا چوتھے قدم کے ساتھ مکمل وفاداری کا اعلان کرتی ہے جس کے تحت یہ اقرار کیا جاتا ہے کہ آج سے میں اپنی پوری وفاداری کو خداوند یسوع مسیح سے وابستہ کرتا ہوں یعنی میں اپنی زندگی پر سے اسلام کے تمام تر دعوؤں کو مسترد کرتا ہوں۔

ابھرتے ہوئے قائدین کی تربیت کرنا

آج کی دنیا میں مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے ایمانداروں کو درپیش بڑے مسائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انہیں ایسے تجربہ کار پاسبانوں کی ضرورت ہوتی ہے جو خود بھی مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھتے ہوں۔ غیر صحتمند قائدین کی اپنی کلیسیائیں بھی غیر صحت افزا ہوتی ہیں۔ ایک صحت افزا کلیسیا قائم کرنے کے لئے جہاں لوگ روحانی بالیدگی اور آزادی میں ترقی پا سکیں، کلیسیا کو صحتمند قائدین کی ضرورت ہوتی ہے۔ مسلم پس منظر سے تعلق رکھنے والے ایسے قائدین پر سرمایہ کاری کرنا بے حد ضروری ہے جو صحت افزا کلیسیاؤں کی قیادت کر سکیں۔ اس سرمایہ کاری میں سالوں کی خبر گیری اور مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔

مخفی قائدین میں سرمایہ کاری کرنے سے پہلے انھیں تلاش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے! اس کا ایک کلیدی اصول یہ ہے کہ لوگوں کو قیادت کے لئے سامنے لانے میں جلد بازی نہ کریں۔ اگر آپ کسی شخص کو بہت جلدی سامنے لے آئیں گے تو اس کے بعد اگر کوئی اس سے بہتر شخص میسر آجائے تو آپ کو پچھتانا پڑے گا۔ اسلامی پس منظر سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لئے ارتداد اور مقابلے بازی کا سامنا کرنا قدرے مشکل ہوگا لہٰذا کسی بھی شخص کو قیادت کے منصب پر فائز کرنے سے پہلے ذیل میں دیئے گئے اہم عوامل کو یقینی بنالیں:

- وہ بلائے جانے کے لئے تیار ہیں
- وہ قائدانہ خدمت کے لئے درکار حلیمی اور فروتنی رکھتے ہیں
- ان میں سیکھنے روح پائی جاتی ہے

- ان کے اندر تنقید کو برداشت کا مادہ اور لچک پائی جاتی ہے

اگر آپ مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ کلیسیائی قیادت کی بلاہٹ محسوس کرتے ہیں تو اس خدمت کی تیاری کے لئے تیز ترین اور آسان ترین راستہ تلاش کرنے کی کوشش مت کیجئے۔ فروتنی سے اس بات کو سمجھیں کہ آپ کو اس بڑی خدمت کے لئے تیار ہونے میں کافی وقت لگے گا۔ تربیت پذیر رہنے کا مزاج اپنائیں۔ تحمل سے چلیں۔ سیکھنے کی روح رکھیں۔

مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے ایمانداروں کو بہت جلدی ترقی دے کر بگاڑا بھی جا سکتا ہے۔ اگر انھیں بہت جلدی ترقی دے دی جائے تو وہ شاید فروتنی نہ سیکھ پائیں کیونکہ وہ انھیں یوں محسوس ہوگا کہ گویا انھیں سب کچھ آتا ہے اور انھیں مزید کردار سازی اور تربیت کی کوئی ضرورت نہیں۔ مخفی قائدین کے لئے بہتر یہ ہوگا کہ وہ شروع شروع میں قلیل الوقتی ذمہ داریاں آزمائشی یا تربیتی بنیاد پر نبھانا شروع کریں اور پھر رفتہ رفتہ مستقل قیادت کی جانب پیشقدمی کریں تاکہ جماعت کے سامنے ان کی بلاہٹ اور موزونیت ثابت ہو جائے۔ اگر لوگوں کو جماعت کے سامنے اپنے آپ کو ثابت کرنے کے مواقع فراہم کئے بغیر بہت جلدی ترقی دے دی جائے تو انھیں بھاری ذمہ داریاں سنبھالنے سے پہلے شروع ہی میں رد کئے جانے کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے اور یہ چیز ان کی تشکیل سازی کے لئے تباہ کن ثابت ہو گی۔

صحتمند قیادت کی تیاری میں بڑا وقت لگتا ہے اور پختہ مسیحی قائدین تیار کرنے کے لئے ایک طویل المدتی نقطۂ نظر بے حد ضروری ہے۔ نومرید مخفی قائد کو مسیحی بالید گی اور پختگی کی معراج تک پہنچنے میں کئی سال لگ سکتے ہیں۔ اسے بہت کچھ سیکھنا ہے کیونکہ اسلامی پسِ منظر سے آنے والے لوگ زندگی اور تعلقات کے بارے میں ایک مخصوص قسم کی سوچ اور جذبات رکھتے ہیں جنہیں از سرِ نو پروان چڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ذیل میں قائدین کی بلوغت اور پختگی کے حوالے سے بارہ کلیدی عوامل پیش کئے گئے ہیں:

۱۔ زیرِ تربیتی (تربیت پذیر) شخص کو باقاعدگی کے ساتھ اپنے تربیت کار (استاد، قائد) سے ملاقات کرنی چاہیئے، کم از کم ہفتے میں ایک بار تو ضرور ہی۔

۲۔ زیرِ تربیت قائدین کو سکھائیں اور دکھائیں کہ الٰہیاتی سوچ بچار کیسے کی جاتی ہے اور زندگی کے تجربات پر مسیحی ایمان کا اطلاق کیسے کیا جاتا ہے۔ یہ تربیت بائبل اور ایمان سے متعلقہ سچائیوں کا روزمرہ زندگی اور خدمت کی عملی مشکلات پر اطلاق کرنے سے علاقہ رکھتی ہے۔ دانستہ الٰہیاتی غور و فکر کے ذریعے ہر شخص کا کردار سچائی کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے تاکہ اسے از سرِ نو تشکیل دے کر بتدریج خداوند یسوع مسیح کے نمونے پر ڈھالا جا سکے۔

۳۔ شفافیت اور ایمانداری میں تربیت فراہم کریں یعنی خدمت کے میدان میں اس کی توقع سب سے زیادہ رکھنی چاہیئے۔ اگر زیرِ تربیت شخص اپنے چہرے پر کوئی نقاب اوڑھے ہوئے ہے تو پھر صرف اس کا وہ نقاب ہی پختگی حاصل کرے گا! ہو سکتا ہے کہ ایک دن وہ شخص خود تو کمرے سے باہر نکل جائے مگر اپنا نقاب وہیں پیچھے چھوڑ جائے۔ تب آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ تو وہ شخص بالکل بھی نہیں تھا جو شخص ہم اسے سمجھتے رہے تھے۔

اگر استاد قائد یہ توقع رکھتا ہے کہ اس کا زیرِ تربیت مخفی قائد اپنی مشکلات کے بارے میں کھل کر بات کرے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے استاد خود اس کے سامنے اس کا نمونہ پیش کرے تاکہ شاگرد زندگی کی شفافیت کے بارے میں سیکھ سکے۔

جب میں نے پہلی بار ایک جوڑے کو شاگردیت کی تربیت دینا شروع کی جو مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے ایمانداروں پر مشتمل ایک کلیسیا کے لئے پاسبانی خدمت کی رویا رکھتے تھے۔ پہلی ملاقات پر میں نے ان سے پوچھا کہ ''کیا آپ کو زندگی میں کوئی مسائل درپیش ہیں؟''

انھوں نے کہا، ''جی نہیں''۔

اگلے ہفتے جب ہماری دوبارہ ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے پھر پوچھا، ''کیا آپ کو کوئی مشکل تو نہیں پیش آرہی؟''

انھوں نے پھر جواب دیا، ''جی نہیں''۔

تیسرے ہفتے پھر جب ہماری ملاقات ہوئی تو میں نے ایک مرتبہ پھر ان سے پوچھا، ''کیا آپ کے ساتھ کوئی مسئلہ تو درپیش نہیں؟''

انہوں نے پھر کہا، ''جی نہیں''۔

تب میں نے کہا، ''مجھے یہ سن کر بڑا دکھ ہوا ہے۔ یا تو آپ کو مسائل درپیش ہیں مگر آپ ان کے بارے میں کچھ جانتے ہی نہیں جو کہ اچھی بات نہیں یا پھر آپ کی زندگی میں مسائل تو ہیں مگر آپ مجھے بتانا نہیں چاہتے اور یہ بھی کوئی اچھی بات نہیں۔ ان میں سے کون سی بات درست ہے؟''

تب کہیں جا کر اس جوڑے نے کھل کر بتانا شروع کیا کہ انھیں واقعی بہت سے مسائل کا سامنا تھا مگر ان کے اسلامی ثقافتی پسِ منظر نے انھیں یہ بات سکھائی تھی کہ اپنی کمزوریوں یا مشکلوں کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرنا بڑی شرمندگی کی بات ہوتی ہے۔ تاہم اس دن کے بعد جب انھوں نے اپنی زندگی کے تمام مسائل اور مشکلات کے بارے میں کھلے دل سے بتانا شروع کیا تو ہمارا تعلق پہلے سے کہیں زیادہ مضبوط ہو گیا۔ اس کے بعد مجھے ان کی مدد و رہنمائی کے سلسلے بڑی آسانی ہو گئی۔ اس عمل کے ذریعے اعتمادِ باہمی کی فضا قائم ہو گئی اور وہ مسیحی بالیدگی میں روز افزوں ترقی کرنے لگے۔

۴۔ استاد اور مخفی قائد دونوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ روزمرہ زندگی کے مسائل اور معاملات کو باہمی سرگرمی اور ارادے کے ساتھ انجام دیں۔ زیرِ تربیت قائد کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ معاملہ فہمی کے ساتھ مسائل کی نشاندہی کرے اور ملاقاتوں کے دوران انھیں زیرِ غور لائے۔

۵۔ زیرِ تربیتی اور استاد کو چاہئے کہ وہ دونوں مل کر کلیدی مسائل کو نپٹائیں اور کلیسیائی زندگی پر اثر انداز ہونے والے عوامل سے متعلقہ فیصلہ سازی کریں۔ اس طرح زیرِ تربیت قائد کو بھی پاسبانی خدمت سے متعلقہ مسائل کو الٰہی اور بائبلی طریقے سے نپٹانے کا ہنر سیکھنے کو ملے گا۔

۶۔ زیرِ تربیتی کی تربیت کے دوران اسے آزادی کے ساتھ چلنے میں سہارا دیں۔ تقریباً ہر شخص کو خدماتی تربیت کے دوران کسی نہ کسی چیز سے آزادی حاصل کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اگر بندشوں کا احاطہ نہ کیا جائے، زخموں پر مرہم نہ رکھا جائے تو شفا اور آزادی کے فقدان کی وجہ سے مستقبل میں اس شخص کی بارآوری محدود ہو جائے گی۔ جب شخصی آزادی سے وابستہ مسائل سر اٹھانے لگیں تو ہر ایک مسئلے کو ان وسائل اور ذرائع کے مطابق نپٹائیں جو ہمیں مسیح میں حاصل ہیں۔ ان کی تفصیل دوسرے سبق میں بیان کی گئی ہے۔ نیز خود آزادی کے عمل سے گزرنے والا شخص ہی دوسروں کو بھی آزادی حاصل کرنے میں مدد فراہم کر سکتا ہے۔

۷۔ مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے ایماندار کو خود احتیاطی کی تربیت بھی فراہم کریں۔ مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے ایماندار قائدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اور اپنے گھرانوں کی خبر گیری کو اولین ترجیح دیں۔ اس کٹھن خدمت میں انھیں بہت سی مشکلات کا سامنا ہو گا اور اگر پاسبان ہی سب سے پہلے اپنی اور اپنے خاندان کی دیکھ بھال کا بندوبست نہیں کر سکتا تو اس کی خدمت زیادہ دیر برقرار نہیں رہ سکے گی۔ اگر کوئی پاسبان اپنے گھر کا بھی بخوبی بندوبست نہیں کر سکتا تو اس کی خدمت پر

بھی بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ لوگ کہیں گے کہ "اگر انھیں اپنے گھر کی خبر گیری کرنا نہیں آتی تو یہ کلیسیا کی دیکھ بھال کیسے کر سکیں گے؟"

۸۔ اگر آپ کے قائدین شادی شدہ ہیں تو انھیں مسیحی ازدواجی زندگی کی مکمل سمجھ بوجھ ہونی چاہئے یعنی انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ انھیں اپنی ازدواجی زندگی میں تحکمانہ رویئے اور دوسرے شخص کو قابو میں رکھنے کی سوچ اختیار کرنے کی بجائے باہمی محبت اور احترام کے دائرے میں رہتے ہوئے خادمانہ سوچ کے ساتھ ایک دوسرے کی خدمت کرنے کا وطیرہ اپنانا چاہئے۔

۹۔ خدمت میں خودآگاہی کی اہمیت پر بہت زیادہ زور دیجئے۔ جب لوگ دوسروں کے ساتھ مقابلے، عدمِ شفافیت اور برتری جتانے کی کوششوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ان کی زندگی میں خودآگہی کا فقدان پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کا ایک سبب تو اسلام کی وجہ سے پیدا ہونے والا نقصان بھی ہو سکتا ہے۔ مگر ترقی کرنے کے لئے تربیت پذیر شخص کو چاہئے کہ وہ مثبت اور تعمیری تنقید کی ایک قیمتی تحفے اور ذریعے کے طور پر قدر کرنا سیکھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تنقیدی ردِ عمل آنے کی صورت میں تعلیمی عمل کا دفاع کرنے، خطرہ محسوس کرنے، ٹھوکر لگنے یا ٹھکرائے جانے کی سوچ مت اختیار کریں۔ ساتھ ہی ساتھ استاد کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے شاگرد کے سامنے ایسی صورتحال سے نپٹنے کا ایک عملی نمونہ پیش کرے جس کا مقصد شاگرد کے اندر خودآگہی کے جذبے کو بیدار کرنا ہو تاکہ وہ ہر قسم کے ردِ عمل پر مثبت اور ترقی پسند رویہ اختیار کرنے کی طرف مائل ہو۔ اگر شاگرد دیکھیں کہ ہمارا استاد تنقیدی باتوں پر کس طرح کے ردِ عمل کا اظہار کرتا ہے تو وہ بھی تنقید کا بہتر انداز میں سامنا کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔

۱۰۔ زیرِ تربیت شاگردوں کی مدد کریں کہ وہ زندگی کی مایوسیوں کو الٰہی طریقے سے نپٹنا سیکھیں اور لچکدار رویہ اختیار کریں۔ مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے ایماندار قائد کو زندگی کے حالات وواقعات پر بائبل کی تعلیمات اور ایمان کا اطلاق کرنا سکھائیں خاص طور پر جب انھیں دوسروں کی طرف سے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے یا جب زندگی کے حالات ان کے لئے بھاری بھرکم بوجھ بن جائیں۔

۱۱۔ روحانی جنگ کے لئے لیس کریں۔ لوگوں کو مسیح کے پاس لانے کے عمل میں شیطانی قوتوں کی طرف سے مقابلہ ہمیشہ شامل رہتا ہے اور ہم اسے بچ نہیں سکتے۔ مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے ایمانداروں کو شیطانی حملوں کے دوران بھی ثابت قدم اور قائم رہنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

۱۲۔ دوسرے مسیحیوں کے ساتھ اعتماد اور اتحاد کی فضا قائم کریں اور دوسرے خدماتی اداروں کے ساتھ الٰہی شراکت اور روابط استوار کریں۔ یہ بات مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے ایمانداروں کے لئے ازحد ضروری ہے تاکہ وہ مسیح کے بدن یعنی کلیسیا کے اندر امتیاز کرنے میں ترقی کر سکیں کیونکہ اس سے خدا کی تعظیم ہوتی ہے اور آپ کی کلیسیا پر بھی خدا کی برکات جاری ہوتی ہیں۔ یہ فروتنی سکھانے کا بھی ایک عمدہ طریقہ ہے۔

رہنمائے مطالعہ

آٹھواں سبق

بائبل

۲۔ تیمتھیس ۲: ۲۰۔۲۱
متی ۱۲: ۴۳۔۴۵
ططس ۳: ۳
فلپیوں ۱: ۹۔۱۱
۲۔ کرنتھیوں ۱۲: ۹۔۱۰
رومیوں ۱۲: ۱۵
۱۔ کرنتھیوں ۱۲: ۲۶

آٹھویں سبق کے سوالات

- تجزیاتی مطالعے پر بحث کریں۔

برگشتگی

۱۔ ڈوری صاحب نے وہ کون سی چار وجوہات بیان کی ہیں جن کی بنا پر خداوند یسوع کی پیروی کا فیصلہ کرنے کے بعد بھی کچھ لوگ اسلام کی طرف لوٹ جاتے ہیں؟

۲۔ ایسا کیوں ہوتا ہے کہ بعض کلیسیائیں بھی ایسے مسلمانوں کو ٹھکرا دیتی ہیں جو خداوند یسوع اور مسیحیت کے بارے میں مزید جاننا چاہتے ہیں؟

۳۔ مسیح خداوند کی طرف رجوع لانے والے مسلمانوں کی مدد و رہنمائی کے لئے کلیسیاؤں کو کیا کرنا چاہیئے؟

غیر بارآور شاگردیت

۴۔ ڈوری صاحب کے مطابق وہ کون سے عام مسائل ہیں جن کا سابقہ مسلمان مسیحیوں کو اکثر سامنا کرنا پڑتا ہے؟

۵۔ ان میں سے بیشتر مسائل کی بنیادی جڑ کیا ہے ؟

۶۔ کلیسیا میں کسی قائد کی تقرری کس طرح مسائل کا سبب بن سکتی ہے ؟

۷۔ ناہ کی تلاش میں کینیڈا منتقل ہونے والے شخص نے کیوں دوسرے مسیحیوں سے قطع تعلقی اختیار کرلی؟

غیر صحت افزا کلیسیائیں

۸۔ خود کو دوسروں سے برتر سمجھنے والی کلیسیائیں کس طرح باہمی خدمت کا دروازہ بند کرلیتی ہیں؟

آزادی میں قائم رہنے کی ضرورت

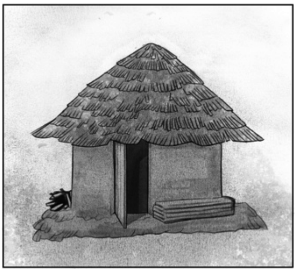

۹۔ خداوند یسوع نے جو خالی گھر کی تمثیل دی تھی اس میں کن دو مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے؟

۱۰۔ آپ کو ایک صحتمند کلیسیا تعمیر کرنے کے لئے کن کنجیزوں کی ضرورت ہے؟

۱۱۔ جب کوئی شخص آزاد ہو جاتا ہے تو پھر اسے کن کنجیزوں کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے ؟

۱۲۔ پولس رسول ططس کو یہ کیوں یاد دلاتا ہے کہ وہ دونوں پہلے کس طرح کے انسان ہوا کرتے تھے ؟

۱۳۔ پولس رسول نے جس انداز میں زندگی کی حقیقت کو بیان کیا ہے وہ اس کی خداوند یسوع کو قبول کرنے کی زندگی سے کس طرح میل کھاتی ہے ؟

۱۴۔ پولس رسول کی فلپیوں ۱: ۹۔۱۱ میں فراہم کردہ تعلیم کے مطابق، ہر ایماندار شخص اپنی روح کے ''گھر'' کو کس طرح اتنا بھر سکتا ہے کہ کوئی خلا باقی نہ رہے ؟

شفااور رہائی

۱۵۔ ڈوری صاحب نے نو مریدوں کی زندگیوں پر ۱۲ منفی اثرات کی نشاندہی کی ہے۔ ان میں سے کتنے آپ کے مشاہدے میں آئے ہیں؟

۱۶۔ معدے کے کینسر کی ابتدائی علامات سے شفا پانے کے بعد اس آدمی نے کیا کیا؟ شفا پانے کے بعد اسے اَور کون سی تبدیلی کا تجربہ حاصل ہوا؟

۱۷۔ ایک گھر کو مکمل محفوظ بنانے کے لئے کون سا کام نہایت ضروری ہوتا ہے؟

رخنوں میں تعلیم کی بھرائی

۱۸۔ آزادی دلانے کی خدمت کا پہلا قدم کون سا ہے اور اسے پہلا قدم کیوں کہا جاتا ہے؟

۱۹۔ انسانی روح پانی سے بھری بالٹی کی مانند کس طرح ہوتی ہے؟

۲۰۔ دنیا بھر کے مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے ایمانداروں میں وہ کون کون سی مماثلتیں پائی جاتی ہیں جو ڈان لٹل کے مشاہدے میں آئی ہیں؟

۲۱۔ کچھ لوگ دوسروں کی مشکلات کے بارے میں سن کر خوشی کیوں محسوس کرتے ہیں؟

۲۲۔ وہ کون کون سے مسائل ہیں جو کلیسیاؤں کے اندر اس وقت پیدا ہوتے ہیں جب کچھ ایماندار کلیسیا کے اندر اپنے آپ کو دوسروں سے برتر بنانے اور دکھانے کی کوشش کرتے ہیں؟

۲۳۔ ڈوری صاحب نے وہ کون سے چھ اسباق تجویز کئے ہیں جو دوسروں پر برتری جتانے کی خواہش رکھنے والے لوگوں کا مسئلہ حل کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں؟

۲۴۔ ڈوری صاحب کے مطابق وہ کون سا مسئلہ ہے جو سچائی بیان نہ کرنے کی وجہ سے پید اہو سکتا ہے؟

۲۵۔ ڈوری صاحب نے اسلامی ثقافت سے متعلقہ کن چھ حلقوں کی نشاندہی کی ہے جنہیں ''رخنوں کو تعلیم سے بھرنے'' کی ضرورت ہوتی ہے؟

۲۶۔ ''رخنوں کو تعلیم سے بھرنے'' کا طریقہ منظم اور مفصل کیوں ہونا چاہئے؟

بھرپور آغاز

۲۷۔ اسٹیو اور چیری کے طریقہَ ہائے عمل میں کون کون سے فرق پائے جاتے تھے اور چیری کا اندازِ عمل کیوں زیادہ کامیاب رہا؟

۲۸۔ کیاآپ ''خداوند یسوع کی پیروی کے عہد کا اعلان اور دعا'' کے چھ اقدامات زبانی بیان کر سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو گروہی تکرار کے ذریعے ان کی اس وقت تک بار بار دہرائیکریں جب تک کہ وہ سب کو مکمل ترتیب کے ساتھ زبانی یاد نہ ہو جائیں۔

۲۹۔ ان چھ اقدامات کی روشنی میں بتایئے کہ وہ کون سے اقدامات تھے جن کو اسٹیو بظاہر لوگوں کو مسیح کے پاس لاتے وقت بروئے کار نہیں لایا؟

۳۰۔ مسیح خداوند کی پیروی کا فیصلہ کرتے وقت آپ کس کے خلاف اعلانِ جنگ کر رہے ہوتے ہیں؟

۳۱۔ اسلام کو چھوڑنے والا شخص جب بپتسمے کے لئے تیار ہو جائے تو اس سے پہلے کیا کرنا چاہئے؟

ابھرتے ہوئے قائدین کی تربیت کرنا

۳۲۔ ڈوری صاحب کے مطابق آج کی دنیا میں مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے ایمانداروں کو سب سے بڑی کون سی ضرورت درپیش ہے؟

۳۳۔ ڈوری صاحب یہ کیوں کہتے ہیں کہ قائدین کو دھیرے دھیرے ترقی دینا کیوں ایک بہتر عمل ہے؟

۳۴۔ قائدین کو بہت جلدی جلدی ترقی دینے سے کس نقصان کا احتمال رہتا ہے؟

۳۵۔ ڈوری صاحب کے مطابق، آپ کو اپنے تربیت پذیر قائد کو تربیت فراہم کی غرض سے کب کب ملاقات کرنی چاہیئے؟

۳۶۔ الٰہیاتی عکس کیا ہے اور یہ پختگی اور بلوغت تک پہنچنے میں لوگوں کی کس طرح مدد کرتا ہے؟

۳۷۔ زیرِ تربیتی شخص کو کھلے دل اور شفاف طریقے سے تربیت فراہم کرنا کیوں اہمیت رکھتا ہے؟

۳۸۔ ڈوری صاحب نے جو کہانی پیش کی ہے اس کے مطابق، زیرِ تربیت شخص درپیش مسائل کے لئے مدد تلاش کرنے سے ہچکچا کیوں رہا تھا؟

۳۹۔ ایک قائد کو اجتماعی زندگی سے متعلقہ اہم مسائل کے حوالے سے فیصلے کرتے وقت اپنے زیرِ تربیتی شخص کو بھی اس عمل میں کیوں شامل کرنا چاہیئے؟

۴۰۔ قائد بننے کی تربیت حاصل کرنے والے شخص پر آزادی دلانے کی خدمت کا اطلاق کرنا کیوں اہمیت رکھتا ہے؟

۴۱۔ خدمت میں خود احتیاطی کا عمل کیوں اہمیت کا حامل ہے؟

۴۲۔ مسیحی ازدواج کی بنیاد کس پر ہونی چاہیئے؟

۴۳۔ خود آگاہی یا شعورِ نفس کی کیا اہمیت ہے اور اسلام کا اثر اس کی راہ میں کیسے رکاوٹ بن سکتا ہے؟

۴۴۔ ایک قائد کے لئے کھلے دل سے تنقید کا سامنا کرنا کیوں اہمیت رکھتا ہے؟

۴۵۔ مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے مسیحیوں کی جماعت کے پاسبان کو روحانی جنگ میں کیوں تربیت یافتہ ہونا چاہیئے؟

۴۶۔ مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والی کلیسیاؤں کے قائدین کے لئے دوسری کلیسیاؤں کا احترام کرنا اور ان کے ساتھ مل کر کام کرنا کیوں اہمیت رکھتا ہے؟

اضافی ذرائع

دینِ اسلام کے جن موضوعات پر یہاں تعلیم فراہم کی گئی ہے ان کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے مہربانی سے مارک ڈُوری کی کتاب " The Third Choice: Islam, Dhimmitued and Freedom" کا مطالعہ کیجئے۔

"قیدیوں کے لئے رہائی" سے متعلقہ دیگر ذرائع کو جن میں دعائیں وغیرہ بھی شامل ہیں، دوسری زبانوں میں حاصل کرنے ہماری ویب سائٹ وزٹ کیجئے: luke4-18.com۔

لوگوں کو بدروحوں سے رہائی دلانے کے لئے ضروری اقدامات سے متعلقہ معلومات کے لئے مارک ڈُوری صاحب کتاب "Free in Christ" تجویز کرتے ہیں جس کے مصنف Pablo Bottari ہیں۔ آپ کی طرف سے freemin.org پر فراہم کردہ تربیتی وسائل بھی تجویز کئے گئے ہیں (انگریزی اور کچھ دوسری زبانوں میں بھی)۔

لوگوں کو آزادی دلانے میں مدد فراہم کرنے کے لئے ذیل میں چند اضافی دعائیں پیش کی گئی ہیں:

دعائے معافی

اے باپ! تو نے واضح کر دیا ہے کہ میں تجھ سے معافی کا خواستگار بنوں۔ تو چاہتا ہے کہ میں اس شفا اور آزادی کو حاصل کروں جو صرف معافی کے ذریعے مل سکتی ہے۔

آج، میں تمام لوگوں کو (ان کے نام لیجئے) معاف کرتا ہوں جنہوں نے مجھے گناہ میں داخل ہونے کے لئے تیار کیا اور جنہوں نے (ان کے نام لیجئے) مجھے اذیت پہنچائی۔ میں ان میں سے ہر ایک کو آزاد کرتا ہوں جنہوں نے میرے ساتھ (ان کے غلط کاموں کے نام لیجئے)۔۔۔

میں ان کے بر خلاف تمام حکموں کو منسوخ کرتا ہوں اور میں ان تمام سزاؤں کو بھی منسوخ کرتا ہوں جو اپنے دل میں میرے خیال بُرے منصوبے باندھنے کی وجہ سے ان پر واجب ہو چکی ہیں۔ میں اُنھیں (ان کے نام لیجئے) تیرے سپرد کرتا ہوں کیونکہ تو ہی عادل منصف ہے۔

اے خداوند! مجھے معاف فرما کیونکہ میں نے بھی اپنے ردِ اعمال کے ذریعے دوسروں کو اور اپنے آپ کو بہت اذیت پہنچائی ہے۔

تیری معافی کی بنیاد پر میں اپنے آپ کو بھی معاف کرتا ہوں کیونکہ میں نے اپنی اذیت کو یہ موقع دیا کہ وہ میرے رویوں اور کردار پر اثر انداز ہو سکے۔

اے روح القدس! میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو اس معافی کو میری زندگی میں عمل میں لا رہا ہے، تو مجھے ہی توفیق عطا کی ہے کہ میں دوسروں کو معاف کر سکوں اور مجھے اس لائق بنایا ہے کہ میں مسلسل دوسروں کو معاف کر سکوں۔

یسوع کے نام میں،

آمین۔

جھوٹے نظریات (غیر الٰہی عقائد) کو ترک کرنے کی دعا

اے باپ! میں اپنے (اور اپنے آباؤ اجداد کے) گناہ کا اقرار کرتا ہوں کہ ہم اب تک اس جھوٹ (جھوٹے نظریئے کا نام لیجئے) کا یقین کرتے رہے۔

میں ان سب کو معاف کرتا ہوں جنہوں نے اس غیر الٰہی عقیدے کی تشکیل سازی میں حصہ ڈالا خاص طور پر (ان کا نام لیجئے)۔

اے خداوند! میں اس گناہ سے توبہ کرتا ہوں اور تیری منت کرتا ہوں کہ مجھے اس غیر الٰہی عقیدے کو قبول کرنے، اس کی بنیاد پر زندگی بسر کرنے اور اس کی بنا پر دوسروں کی عدالت کرنے کے ہر ایک عمل پر معاف فرما۔ میں ابھی اور اسی وقت تیری معافی کو قبول کرتا ہوں (انتظار کیجئے اور خدا سے معافی حاصل کیجئے)۔

اے خداوند! تیری معافی کی بنیاد پر میں اس جھوٹ پر ایمان لانے پر خود کو معاف کرنے کا فیصلہ کرتا ہوں۔

میں اس غیر الٰہی عقیدے کے ساتھ کئے گئے اپنے تمام معاہدوں کو ترک کرتا اور توڑتا ہوں۔ میں تاریکی کی حکومت کے ساتھ کئے گئے تمام معاہدوں کو منسوخ کرتا ہوں۔ میں بدروحوں سے وابستہ اپنے تمام معاہدوں کو توڑتا ہوں۔

اے خداوند، تو اِس غیر الٰہی عقیدے کے بارے میں کون سی سچائی کو مجھ پر ظاہر کرنا چاہتا ہے؟ (انتظار کریں اور خداوند کی آواز کے شنوا ہوں تاکہ پھر آپ اس سچائی کا اعلان بھی کر سکیں جس سے اس جھوٹ کی درستگی کی جائے گی۔)

میں اس سچائی کا اعلان کرتا ہوں کہ (اس سچائی کا نام لیجئے)۔

خداوند یسوع کے نام میں،

آمین۔

نسلی گناہ کے لئے دعا

میں اپنے آباؤ اجداد کے، اپنے والدین کے اور خود اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں (گناہوں کا نام لیجئے)۔

میں اپنے باپ دادا اور دوسروں کے ان تمام گناہوں پر انھیں معاف کرنے کا اعلان کرتا ہو جنہوں نے مجھے متاثر کیا، نیز اِن گناہوں اور اُن کے نتیجے کے پیدا ہونے والی لعنتوں اور میری زندگی پر پڑنے والے نتائج کیلئے بھی (ان سب کے ٹھیک ٹھیک نام لیجئے)۔

اے خداوند! میں تیری منت کرتا ہوں کہ میرے یہ سب گناہ معاف فرما کیونکہ میں اِن گناہوں اور ان سے وابستہ لعنتوں کے سامنے جھک گیا۔ میں تیری معافی کو قبول کرتا ہوں۔

اے خداوند، تیری معافی کی بنیاد پر، میں اِن گناہوں میں داخل ہونے پر اپنے آپ کو بھی معاف کرتا ہوں۔

میں ہر ایک گناہ اور اس کی لعنتوں کو مسترد کرتا ہوں۔

میں اِن گناہوں کی قدرت اور اِن کی لعنتوں کے اثر کو مسیح خداوند کے صلیبی کفارے کی مخلصی بخش قدرت کے وسیلہ سے اپنی زندگی اور اپنی اولاد کی زندگیوں پر توڑتا ہوں۔

میں اِن گناہوں اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والی لعنتوں سے بھی آزادی کو قبول کرتا ہوں۔ میں قبول کرتا ہوں (خدا کی اُن برکات کا نام لیجئے جو آپ کے ایمان کے مطابق اس وقت آپ کے اوپر نازل ہو رہی ہیں)۔

یسوع کے نام میں،

آمین۔

جوابات

پہلے سبق کے جوابات

۱۔ روح القدس نے اس سے کہا کہ اسلام کو چھوڑ دو۔

۲۔ سب سے فوری ضرورت اسلام کو ترک کرنا ہے۔

۳۔ کلمۂ شہادت اور ذمی معاہدہ۔

۴۔ وہ مسلمان جس نے مسیح کی پیروی کرنے کا انتخاب کیا ہے۔

۵۔ غیر مسلم شخص کو۔

۶۔ نو مرید کے لئے یہ کہ دینِ اسلام کی اطاعت اختیار کر لو اور غیر مسلموں کے لئے یہ کہ اسلامی حکومت کے مطیع ہو جاؤ۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کی کٹر واحدانیت کے اعتراف اور حضرت محمد کی رسالت کی۔

۸۔ یہ ایک اسلامی قانون ہے جس کے ذریعے محکوم مسیحیوں کی حیثیت اور مقام کا تعین کیا جاتا ہے۔

۹۔ کہ وہ مسیحی لوگ جو کبھی مسلمان نہیں رہے انھیں بھی ذمی معاہدے کی شرائط اور پابندیوں سے دستبردار ہونے کی ضرورت ہے۔

۱۰۔ یہ کہ شرعی قانون تمام دوسرے قوانینِ عدل واقتدار سے افضل اور برتر ہے۔

۱۱۔ وہ اپنی روح پر سے مسیح کے سوا باقی تمام روحانی دعوؤں کو ترک اور مسترد کریں۔

۱۲۔ روحانی تاریکی سے مسیح خداوند کی بادشاہی میں۔

۱۳۔ سیاسی اور معاشرتی عمل، انسانی حقوق کی وکالت، علمی تحقیق و تفتیش، ذرائع ابلاغ کا استعمال اور بعض اوقات قومی حکومتوں کی طرف سے عسکری ردِ عمل۔

۱۴۔ تبدیلئ مذہب، سیاسی اطاعت یا تلوار۔

۱۵۔ ایک ہزار سے زائد سالوں ت، تقریباً ۸۰۰ سال۔

۱۶۔ انہوں نے اُن سے یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر تم دینِ مسیحیت کے دفاع کے لئے اپنی جانیں قربان کرو گے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تمہیں انعام میں جنت الفردوس ملے گی۔

۱۷۔ اسلام کی طاقت کا سرچشمہ اس کی روحانی قوت ہے۔

۱۸۔ دانی ایل نبی کی پیشن گوئی کے مطابق ایک ترش رو اور رمز شناس بادشاہ سے۔

۱۹۔ • احساسِ برتری

- کامیابی
- گمراہی

- طاقت اور دولت
- جو جھوٹے احساسِ تحفظ کی حامل تھیں
- خدا کے بیٹے
- مسیحیوں اور یہودیوں

۲۰۔ انسانی طاقت سے نہیں

۲۱۔ مسیح اور اس کی صلیب کی قدرت

دوسرے سبق کے جوابات

۱۔ اس نے دیکھا کہ وہ لفظ محمد نہیں بول پا رہا۔

۲۔ اس نے اپنی بے جا خفا ہونے کی عادت سے آزادی پائی اور وہ انجیل کی بشارت دینے اور دوسروں کو شاگرد بنانے کی خدمت کو مؤثر طریقے سے انجام دینے لگا۔

۳۔ خدا کے فرزندوں کے جلال کی آزادی ہر مسیحی کا پیدائشی حق ہے۔

۴۔ ناصرت سے۔

۵۔ رہائی دینے کا وعدہ۔

۶۔ ناامیدی، بھوک، بیماری اور بدروحوں سے رہائی۔

۷۔ قیدی کے لئے ضروری ہے کہ وہ بے قفل دروازے میں سے چلتا ہوا باہر نکل آئے۔ ہمیں روحانی آزادی کا چناؤ کرنے کی ضرورت ہے۔

۸۔ چور۔ دنیا کا سردار۔ اس جہان کا خدا۔ ہوا کی علمداری کا حاکم۔ یہ نام ہمیں یہ سکھاتے ہیں کہ ساری دنیا شیطان کے قبضہ میں پڑی ہوئی ہے۔

۹۔ شیطان حقیقی مگر محدود طاقت اور اختیار رکھتا ہے۔

۱۰۔ اسلام کا نظریۂ عالم اور اس کی روحانی طاقت۔

۱۱۔ شیطانی قوتوں کے قبضے میں۔

۱۲۔ اندھیرے کی طاقت اور شیطان کے اختیار سے۔

۱۳۔ ہمیں خداوند یسوع مسیح کی بادشاہی میں داخل کیا جاتا ہے نیز ہمیں معاف اور آزاد کیا جاتا ہے۔

۱۴۔ کہ انھیں خداوند یسوع مسیح کی بادشاہی میں منتقل کیا گیا ہے۔

۱۵۔ پانچ پہلو: (۱) شیطان اور اس کی ساری برائی کو ترک کریں؛ (۲) دوسرے لوگوں کے ساتھ اپنے تمام غیر الٰہی تعلقات کو ترک کریں؛ (۳) تمام غیر الٰہی تعلقات کو ترک کریں؛ (۴) غیر الٰہی صلاحیتوں کو ترک کریں؛ (۵) اپنی زندگی کے جملہ حقوق یسوع مسیح کے سپرد کریں۔

۱۶۔ خدا اور شیطان کے درمیان جنگ؛ دو بادشاہتوں کی جنگ۔

۱۷۔ اس لڑائی میں کلیسیا بھی میدانِ جنگ ہو سکتی ہے اور اس کے وسائل کو بھی برائی کے مقاصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۱۸۔ صلیب کے وسیلہ سے ہم مسیحیوں کی فتح یقینی ہے۔

۱۹۔ رومی فتح کے ساتھ موازنہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ بدروحیں اپنی طاقت کھو چکی ہیں اور ان کا برملا تماشا بنایا جا چکا ہے۔

۲۰۔ الزام لگانے والا اور دشمن۔

۲۱۔ مسیحیوں کو شیطان کے حربوں سے خبردار کیا گیا ہے۔

۲۲۔ ہمارے گناہ اور ہماری زندگیوں کے وہ حصے جو شیطان کی اطاعت میں دیئے جا چکے ہیں۔

۲۳۔ گناہ، نامعافی، الفاظ (اور علامتی افعال)، روح کے گھاؤ، غیر الٰہی عقائد (جھوٹ)، اور نسلی لعنتیں اور ان کے نتیجے میں نازل ہونے والی لعنتیں۔

۲۴۔ شیطان کے ہمارے خلاف لگائے گئے الزامات کے نام جاننا اور انھیں مسترد کرنا۔

۲۵۔ کھلے دروازے مراد شیطان کو زندگی میں داخل ہونے کی جگہ فراہم کرنا ہے۔ پاؤں جمانے کی جگہ سے مراد اپنی روح کی زمین کا کوئی حصہ شیطان کے قبضے میں دے دینا۔

۲۶۔ قانونی حقوق، روحانی زمین جس پر شیطان قبضہ کر سکتا ہو۔

۲۷۔ اس سے مراد یہ ہے کہ شیطان کو ہمارے خلاف کوئی دعویٰ دائر کا موقع نہیں ملا۔

۲۸۔ شیطان کو یسوع کی ذات میں کوئی گناہ نہ مل سکا جس کی بنا پر وہ یسوع پر کوئی الزام لگا سکتا یا اس کے خلاف کوئی دعویٰ دائر کر سکتا۔

۲۹۔ یسوع کی بے گناہی نہایت اہمیت کی حامل ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان یہ دعویٰ نہیں کر سکتا تھا کہ مصلوبیت ایک راست سزا تھی۔

۳۰۔ ہمیں کھلے دروازوں کو بند کرنے اور پاؤں جمانے کی جگہوں کو ہٹانے کی ضرورت ہے۔

۳۱۔ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے کے ذریعہ سے۔

۳۲۔ ہمیں دوسروں کو ضرور معاف کرنا چاہئے۔

۳۳۔ وہ ہماری نامعافی کو استعمال کرتے ہوئے ہمارے خلاف پاؤں جمانے کی جگہ کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

۳۴۔ دوسروں کو معاف کرنا؛ خدا سے معافی کو حاصل کرنا؛ اپنے آپ کو معاف کرنا۔

۳۵۔ جی نہیں۔ معاف کرنے اور بھلا دینے میں بہت فرق ہے۔

۳۶۔ شیطان ان زخموں کو استعمال کرتے ہوئے ہمارے کانوں میں جھوٹ بھرتا ہے۔

۳۷۔ اس نے اپنے گھر کے ''مہمانوں'' کی طرف سے بدسلوکی کے المناک تجربات سے شفا ملی۔ اسے اپنے خوف کو ترک کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

۳۸۔ اپنی روح کو خداوند کے حضور انڈیلیں؛ شفا کے لئے دعا کریں؛ زخم لگانے والے شخص کو معاف کریں؛ خوف (یا دوسرے نقصان دہ اثرات) کو ترک کریں؛ ہر قسم کے جھوٹ کا اقرار کر کے اسے ترک کریں۔

۳۹۔ اپنے منہ سے کہی گئی ہر بات کا۔

۴۰۔ کیونکہ ہمیں موقع دے سکتے ہیں کہ وہ ہمارے ہی الفاظ کو ہمارے خلاف استعمال کرے۔

۴۱۔ یسوع کے خون میں۔

۴۲۔ کہ میرا حال اس جانور جیسا ہو یعنی اگر میں کو توڑوں تو میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہو۔

۴۳۔ کیونکہ یہ عہد کرنے والے شخص کے خلاف موت کی لعنت کا باعث بن سکتے ہیں۔

۴۴۔ سر بریدگی۔

۴۵۔ شیطان ہمارے کانوں میں جھوٹ بھرتا ہے۔

۴۶۔ اُن تمام جھوٹوں کی شناخت کر کے انھیں مسترد کرنا جن کو ہم پہلے سچ سمجھ کر قبول کر چکے تھے۔

۴۷۔ ''مرد کو درد نہیں ہوتا''۔

۴۸۔ وہ جھوٹ جو سچ محسوس ہو۔

۴۹۔ ہم ہر ایک جھوٹ کا سچائی سے مقابلہ کرتے ہوئے ہر اُس جھوٹ کو تسلیم، مسترد اور ترک کر سکتے ہیں جسے ہم پہلے سچ مان چکے تھے۔

۵۰۔ ایک بُری روحانی میراث۔

۵۱۔ والدین کا اثر و رسوخ اور بُری مثالیں۔

۵۲۔ برکتوں اور لعنتوں کا ایک پورا نظام۔

۵۳۔ آدم اور حوا سے نسلی لعنتیں شروع ہوئیں جیسے کہ درد، غلبہ، بوسیدگی اور موت۔

۵۴۔ مسیح کے زمانے یعنی خداوند یسوع مسیح کی بادشاہی کا وعدہ۔

۵۵۔ اپنے باپ دادا کے اور خود اپنے گناہوں کا اقرار کریں، ان گناہوں کو مسترد کر کے ان کو ترک کریں، ان سے منسلک تمام لعنتوں کو توڑیں۔

۵۶۔ شیطان پر اختیار۔

۵۷۔ کیونکہ یہاں لکھا ہے کہ بتوں کے ساتھ ساتھ ہر چیز کو مکمل طور پر پاش پاش کر دیا جائے۔

۵۸۔ صلیب میں برائی کے اُن تمام معاہدوں کو توڑنے کی قدرت پائی جاتی ہے جن میں ہم داخل ہو چکے ہیں۔

۵۹۔ مخصوص قسم کے افعال۔

۶۰۔ ''اب میں دوبارہ کسی سے محبت نہیں کروں گی''۔ اس کی زندگی نہایت تلخی سے بھر گئی اور وہ دوسروں کے ساتھ نہایت بدسلوکی سے پیش آنے لگی۔

۶۱۔ پانچ اقدامات: (۱) اقرار اور توبہ۔ (۲) ترک کرنا۔ (۳) توڑنا۔ (۴) باہر نکالنا۔ (۵) برکت پانا اور معمور ہونا۔

۶۲۔ گناہ کا اقرار اور سچائی کا اعلان کریں۔

۶۳۔ انھیں مصیبت کے برعکس تسلی اور برکت کی دعادیں۔

تیسرے سبق کے جوابات

۱۔ اللہ کو مالکِ کل مان کر اس کی اطاعت کرنا۔

۲۔ مسلمان۔

۳۔ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد۔

۴۔ قرآن جس میں حضرت محمد کے الہام درج ہیں اور سنت جس میں ان کی تعلیمات اور اعمال درج ہیں۔

۵۔ حضرت محمد کا نمونہ احادیث میں درج ہے (روایتی اقوال) اور سیرت النبی (حضرت محمد کی سوانح جات) میں۔

۶۔ حضرت محمد کی۔

۷۔ حضرت محمد نے جو کچھ کیا وہ مسلمانوں کے لئے معیار کا درجہ رکھتا ہے۔

۸۔ اللہ اور اس کے پیغمبر کی اطاعت کرنے والوں کے ساتھ۔

۹۔ جہنم کی آگ کی سزا کا۔

۱۰۔ حضرت محمد کے پیغام کو مسترد کرنے والے ہر شخص کے خلاف۔

۱۱۔ قتل، تشدد، زنا بالجبر، عورتوں کے ساتھ بدسلوکی، غلام بنانا، چوری، گمراہی اور غیر مسلموں کے خلاف مشتعل کرنا۔

۱۲۔ آپ کے لئے قرآن پر ایمان لانا اور اس کی اطاعت کرنا لازم ہے۔

۱۳۔ سنت ایک جسم کی مانند ہے اور قرآن اس کی ریڑھ کی ہڈی۔

۱۴۔ مسلمان لوگ ایک ماہر اقلیت پر تکیہ کرتے ہیں۔

۱۵۔ شرعی قوانین کے بغیر اسلام کا کوئی وجود نہیں۔

۱۶۔ شریعت کو الٰہی منشور سمجھا جاتا ہے۔

۱۷۔ یہ کامیابی کی طرف بلاوا ہے۔

۱۸۔ لوگوں کو جیتنے والوں اور بقیہ یعنی ہارنے والوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۹۔ مسلمانوں کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ وہ غیر مسلموں سے برتر ہیں؛ زیادہ پرہیزگار مسلمان کم پرہیزگار مسلمانوں سے برتر ہیں۔

۲۰۔ صالح مسلمان، منافقین، بت پرست اور اہلِ کتاب۔

۲۱۔ مشرک یعنی ''شریک ٹھہرانے والا''۔

۲۲۔ چار چیزوں کی مذمت کی جاتی ہے: ۱) ان کی الہامی کتابوں میں تحریف ہوئی ہے۔ ۲) وہ اسلام کی ایک بگڑی ہوئی شکل کی پیروی کرتے ہیں۔ ۳) وہ گمراہ ہو چکے ہیں۔ ۴) وہ لاعلم ہیں اور انھیں ضرورت ہے کہ حضرت محمد انھیں آزاد کریں۔

۲۳۔ مثبت اعتبار سے قرآن یہ کہتا ہے کہ مسیحی اور یہودی وفادار اور سچے ایماندار رہیں۔

۲۴۔ چار دعوے: ۱) مسیحیوں کو ان کی برتری کے نیچے زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ ۲) ہم پر حکمرانی کرنا مسلمانوں کا مقدر ہے۔ ۳) ہمارے خلاف جنگ لڑنا ان کا حق ہے۔ ۴) چونکہ ہم شرک کرتے ہیں اس لئے ہم دوزخ میں جائیں گے۔

۲۵۔ یہودی لوگ مسیحیوں کی نسبت مسلمانوں کے بدتر دشمن ہونگے۔

۲۶۔ یہ قرآن کا مشہور ترین باب ہے، اس کی ہر روز تلاوت کرنا لازمی ہے۔ ہر مسلمان اس سورۃ کو دن میں سترہ بار اور سال میں پانچ ہزار مرتبہ پڑھتا ہے۔

۲۷۔ مسیحی (گمراہ ہو چکے ہیں) اور یہودی (اللہ کا غضب کمایا ہے)۔

۲۸۔ حضرت محمد کی زندگی اور تعلیم۔

۲۹۔ اسلامی نظام کا نفاذ

۳۰۔ چھ مسائل: ۱) عورتوں کا درجہ کم تر ہے۔ ۲) جہاد کی تعلیم۔ ۳) ظالمانہ اور حد سے زیادہ جابرانہ سزائیں۔ ۴) شریعت لوگوں کو نیک نہیں بنا سکتی۔ ۵) جھوٹ کی حوصلہ افزائی۔ ۶) مسیحیوں سمیت غیر مسلموں کی ایذا رسانی۔

۳۱۔ نائیجیریا میں شرعی عدالتیں متعارف کرائی گئی تھیں۔

۳۲۔ جج نے حضرت محمد کے نمونے کی پیروی کی تھی۔

۳۳۔ ۱) یہ بڑی زیادتی ہے۔ ۲) یہ ایک ظالمانہ قدم ہے۔ ۳) یہ سزا سنگسار کرنے والے مردوں کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔ ۴) یہ عورتوں کو نشانہ بناتی ہے۔ ۵) یہ شیر خواروں کو یتیم بناتی ہے۔ ۶) یہ زنا بالجبر کو خارج از امکان قرار دیتی ہے۔

۳۴۔ وہ جھوٹ بول سکتے ہیں جب انہیں غیر مسلموں کی طرف سے خطرہ درپیش ہو۔ شوہر اپنی بیویوں سے جھوٹ بول سکتے ہیں۔ جب کوئی راز آپ کے سپرد کیا گیا ہے اور جنگ کے دوران۔

۳۵۔ وہ طریقہ جس میں مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لئے دھوکے کو عمل میں لایا جاتا ہے۔

۳۶۔ سچائی تباہ ہو جاتی ہے اور معاملہ مزید گھمبیر ہو جاتا ہے۔

۳۷۔ اپنے مذہبی ماہرین کی رہنمائی پر۔

۳۸۔ اسلام کا از خود مطالعہ کریں، خواہ اسلامی قیادت عوام کے سامنے ان کا ذکر کرنے یا اس پر بحث کرنے کی کوشش کرے یا نہ کرے۔

۳۹۔ کہ خداوند یسوع کی پیروی کریں یا حضرت محمد کی۔

۴۰۔ عیسیٰ (یسوع) کا۔

۴۱۔ پچھلے نبیوں کے ضابطۂ حیات (شریعت) کو۔

۴۲۔ اللہ کی طرف سے حضرت عیسیٰ (خداوند یسوع) کو دی گئی کتاب۔

۴۳۔ حضرت عیسیٰ آکر مسیحیت کا خاتمہ کر دیں گے اور ہر کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کریں گے۔

۴۴۔ مسلمانوں کو یہ بات سکھائی جاتی ہے کہ حضرت محمد کی پیروی کرنا یسوع کی پیروی کرنے کے مترادف ہے۔

۴۵۔ اس عقیدے نے خدا کے منصوبۂ نجات پر پردہ ڈال دیا ہے اور یہ پردہ مسلمانوں کے لئے حقیقی یسوع کی پیروی کرنے کی راہ میں رکاوٹ بن چکا ہے۔

۴۶۔ ہم چار اناجیل سے حقیقی یسوع کے بارے میں مستند معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

۴۷۔ صرف اناجیل کے یسوع کے ذریعہ سے ہی ہم روحانی بندشوں سے رہائی پا سکتے ہیں۔

چوتھے سبق کے جوابات

۱۔ تین تکلیف دہ واقعات: (۱) والد کا انتقال۔ (۲) والدہ کا انتقال۔ (۳) اپنے چچا کے مویشیوں کی دیکھ بھال کا حقیر کام۔ (دادا کی وفات بھی)۔

۲۔ حضرت محمد کی مخالفت کرنے کے حوالے سے۔

۳۔ چھ پہلو: ۱) وہ ان کی مالکن تھیں۔ ۲) وہ عمر میں بڑی تھیں۔ ۳) انھوں نے شادی کی پیشکش کی۔ ۴) ان کی پہلے ہی دو شادیاں ہو چکی تھیں۔ ۵) وہ طاقتور اور دولتمند تھیں۔ ۶) انھوں نے اپنے والد کو حضرت محمد کے ساتھ شادی پر رضامند کرنے کے لئے شراب پلائی۔

۴۔ ان کے بیشتر بچے مر گئے اور حضرت محمد کا کوئی مرد وارث نہ رہا۔

۵۔ ان کے چچا حضرت ابو طالب اور ان کی بیوی بی بی خدیجہ۔

۶۔ ان کی عمر ۴۰ سال تھی اور وہ بہت گھبرا گئے تھے حتیٰ کہ خودکشی کرنے کا بھی ارادہ کر لیا۔

۷۔ کہ محمد مجذوب نہیں بلکہ نبی ہیں۔

۸۔ حضرت محمد کو یہ دھڑ کا لگا رہتا تھا کہ کہیں انہیں دھوکے باز کے طور پر مسترد نہ کر دیا جائے۔

۹۔ بی بی خدیجہ اور حضرت محمد کے چچیرے بھائی حضرت علی۔

۱۰۔ حضرت محمد نے مکی معبودوں کی مذمت کی تھی۔

۱۱۔ انھوں نے حضرت محمد کو اہلِ مکہ کے غیظ و غضب سے بچایا تھا۔

۱۲۔ مکمل قطعِ تعلق، کمزور مسلمانوں کی ایذا رسانی اور حضرت محمد کے ساتھ توہین آمیز برتاؤ۔

۱۳۔ ۸۳ مسلمانوں نے اپنے خاندانوں سمیت جان بچا کر ابی سینیا (موجودہ ایتھوپیا) میں پناہ لی۔

۱۴۔ کہ اللہ اور مکی دیوتاؤں دونوں کی عبادت کی جائے۔

۱۵۔ کہ اللہ کی تین بیٹیوں لات، عزیٰ اور منات سے دعائیں کرنا منظور ہو گیا ہے۔

۱۶۔ کہ ان سے پہلے تمام انبیا بھی اسی طرح برگشتہ ہوئے۔

۱۷۔ ڈینگیں: ۱) ان کے آبا و اجداد شادی کے بندھن سے پیدا ہوئے۔ ۲) وہ بہترین آدمی ہیں۔ ۳) وہ بہترین برادری (بنو ہاشم) سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۴) وہ بہترین قبیلے (قریش) سے ہیں۔ ۵) وہ بہترین قوم (عرب) سے ہیں۔

۱۸۔ جنگ میں کامیابی۔

۱۹۔ بی بی خدیجہ اور ان کے محافظ حضرت ابو طالب دونوں کا انتقال ہو گیا۔ طائف والوں نے جب انھیں مسترد کیا تو مدنی عربوں نے ان کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا۔

۲۰۔ جنوں کی ایک گروہ (بدروحوں) نے اسلام قبول کر لیا۔

۲۱۔ جنوں کے اسلام قبول کرنے کا نظریہ، نیز قرآن و حدیث کا یہ عقیدہ کہ ہر شخص کے ساتھ ایک آشا روح ہوتی ہے جس کا نام قرین ہے۔

۲۲۔ کہ وہ رسول کی کامل اطاعت میں جنگ لڑیں گے۔

۲۳۔ انہوں نے وہاں بلا روک ٹوک منادی کی اور بیشتر مدنی عربوں کو دائرۂ اسلام میں داخل کر لیا۔

۲۴۔ اسلام کو مسترد کرنے والوں کے لئے موت کے بعد کی زندگی میں عذاب ہی عذاب ہو گا۔

۲۵۔ قتل۔

۲۶۔ فتنہ

۲۷۔ اسلام کے خلاف فتنہ۔

۲۸۔ ہر وہ چیز جو لوگوں کو دائرۂ اسلام میں داخل ہونے سے روکتی ہو۔

۲۹۔ لازم ہے کہ آپ کو جنگ کر کے قتل کر دیا جائے۔

۳۰۔ کیونکہ اسلام کو مسترد کرنے کا جرم موت سے بدتر ہے۔

۳۱۔ غیر مسلم درجنوں کے حساب سے جبکہ مسلمان کروڑوں کے حساب سے مر رہے ہیں۔

۳۲۔ وہ انتقام لینا اور خود کو درست ثابت کرنا چاہتے تھے حتیٰ کہ مُردوں سے بھی جواب طلبی کرنے سے نہ چوکتے تھے۔

۳۳۔ کہ وہ اپنے مسترد کئے جانے پر شدید ردِ عمل کا اظہار کیا کرتے تھے۔

۳۴۔ انہیں ہمیشہ کے لئے مجرم گردانا گیا۔ انہیں کمزور اور کمتر سمجھا گیا۔

۳۵۔ فتنے کے خلاف جارحانہ ردِ عمل۔

۳۶۔ کیونکہ اللہ نے انھیں اس معاہدے سے منع کر دیا تھا۔

۳۷۔ انہیں جہاں کہیں پاؤ قتل کر ڈالو۔

۳۸۔ ان میں کچھ ایمان لائے اور کچھ ایمان نہ لائے تو بھی حضرت محمد کا پیغام ان سب کے لئے یکساں طور پر برکت کا باعث تھا۔

۳۹۔ کیونکہ حضرت محمد بھی وہی کچھ سکھا رہے تھے جو بالکل وہی تھا جو یہودی مذہب میں بھی رائج تھا جیسے کہ دعائیں پڑھنا اور زکوۃ کی صورت میں خیرات دینا۔ انہوں نے بھی صحابہ کرام کو ملکِ شام (یعنی یروشلیم) کی

طرف رُخ کر کے نماز ادا کرنے کی ہدایت کی تھی اور وہ کہا کرتے تھے کہ میری تعلیم بھی تمہارے جیسی ہی ہے۔

۴۰۔ وہ اُن کی تنقید کے ہر موقعے کو اپنی صفائی پیش کرنے کا ذریعہ بنالیا کرتے تھے

۴۱۔ انہوں نے یہودیوں کو دھوکے باز قرار دیا اور انہوں نے ارادتاً اپنے کلام کو جھوٹ سے بدل ڈالا ہے۔

۴۲۔ یہود مخالف پیغامات۔ ''یہودی تھے'':

- (۱) ق۴:۴۶۔۔۔یہودی لعنتی تھے۔
- (۲) ق۷:۱۶۶، وغیرہ۔۔۔یہودی بندر اور سؤر تھے۔
- (۳) ق۵:۷۰ ۔۔۔یہودی نبیوں کو قتل کرتے تھے۔
- (۴) ق۵:۱۳۔۔۔یہودی دھوکے باز تھے۔
- (۵) ق۲:۲۷۔۔۔یہودیوں نے حقیقی رہنمائی کو ترک کیا تھا۔

۴۳۔ یہودیت کو۔

۴۴۔ پہلے انہیں دھمکایا اور پھر مدینے سے نکال دیا۔

۴۵۔ چونکہ وہ انہیں قتل کر رہے تھے اور ان کے پاس بچنے کا صرف یہی چارہ تھا کہ وہ اسلام قبول کر لیں۔

۴۶۔ انہوں نے ان پر الزام لگایا، ان پر دھاوا بولا، انہیں مدینہ بدر کر دیا اور ان کی جائیداد کو مالِ غنیمت کے طور پر لوٹ لیا۔

۴۷۔ ان کا محاصرہ کیا، ان کے مردوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جبکہ عورتوں اور بچوں کو مالِ غنیمت کے رپر مسلمانوں میں بانٹ دیا۔

۴۸۔ اُن پر بھی چڑھائی کر دی مگر ان کے سامنے تیسراا انتخاب پیش کیا کہ اسلام قبول کر لو یا مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

۴۹۔ یہودیوں اور مسیحیوں دونوں کو۔

۵۰۔ خود ارتداد سے خود توثیقی سے جارحیت۔

۵۱۔ بے ایمانوں کی شکست اور رسوائی۔

۵۲۔ ایک نظریاتی اور عسکری لائحہ عمل۔

۵۳۔ وہ صرف ''ڈرانے والے'' کی بجائے مومنوں کے سپہ سالار بن گئے اور ان کی زندگیوں کو اپنے قابو میں کر لیا۔

۵۴۔ اللہ کی اطاعت کا راستہ نبی کی اطاعت میں پنہاں ہے۔

۵۵۔ حضرت محمد کے اپنے مسترد کئے جانے کے ارتقائی عمل پر۔

۵۶۔ حضرت محمد کے مسائل آج اسلامی شریعت کے بموجب عالمی مسائل کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔

۵۷۔ کلمۂ شہادت کے الفاظ۔

۵۸۔ کہ قرآن اللہ کا کلام ہے؛ حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں۔

۵۹۔ کلمۂ شہادت کے ذریعے روحانی دنیا میں تاریکی کے حاکموں اور قوتوں کے ساتھ ایک خاص تعلق قائم کر کے حضرت محمد کے مسائل کو مومنین کی زندگیوں پر بھی مسلط کر دیا جاتا ہے۔

۶۰۔ [تمام شرکاء اپنے اپنے تجربے کے مطابق منفی پہلوؤں کو نشان زد کریں۔]

۶۱۔ وہ اسے ماننے سے انکار کرتے ہیں۔

۶۲۔ وہ کہتے ہیں کہ اس میں تحریف ہوئی ہے۔

۶۳۔ ان کا خاتمہ کر دیں گے۔

۶۴۔ کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔

۶۵۔ عدمِ استحکام، خوف، بے یقینی اور بے اعتقادی۔

پانچویں سبق کے جوابات

۱۔ ارتداد۔

۲۔ چار عوامل: ۱) ناجائز ہونے کی شرمندگی۔ ۲) غریبی کی حالت میں پیدائش۔ ۳) ہیرودیس نے انہیں قتل کرانے کی کوشش کی، ۴) والدین کو پناہ گزینوں کی طرح مصر کو بھاگنا پڑا۔

۳۔ فریسیوں نے مندرجہ ذایل سوالوں کے ذریعے خداوند یسوع پر حملے کئے تھے:

- مرقس ۳: ۲، وغیرہ سوالات جیسے کہ سبت کی شریعت کو توڑنے کے بارے میں
- مرقس ۱۱: ۲۸، وغیرہ سوالات جیسے کہ اس کے اختیار کے بارے میں
- مرقس ۱۰: ۲، وغیرہ سوالات جیسے کہ طلاق کے بارے میں
- مرقس ۱۲: ۱۵، وغیرہ سوالات جیسے کہ قیصر کو جزیہ دینے کے بارے میں
- متی ۲۲: ۳۶، سوالات جیسے کہ سب سے بڑے حکم کے بارے میں
- متی ۲۲: ۴۲، سوالات جیسے کہ مسیح ہونے کے بارے میں
- یوحنا ۸: ۱۹، سوالات جیسے کہ یسوع کی ولدیت کے بارے میں
- متی ۲۲: ۲۳۔ ۲۸،، وغیرہ سوالات جیسے کہ قیامت کے بارے میں
- مرقس ۸: ۱۱، وغیرہ سوالات جیسے کہ معجزات کے بارے میں
- مرقس ۳: ۲۲، وغیرہ سوالات جیسے کہ بدروح گرفتہ ہونے کے بارے میں کہ یہ شیطان کی مدد سے معجزات کرتا ہے
- متی ۱۲: ۲، وغیرہ سوالات جیسے کہ اس کے شاگردوں کے رویئے کے بارے میں
- یوحنا ۸: ۱۳، سوالات جیسے کہ اس کی گواہی میں سچائی نہیں

۴۔ خداوند یسوع کو مندرجہ ذیل اقسام کا ارتداد برداشت کرنا پڑا:

- متی ۲: ۱۶۔ ہیرودیس نے اسے قتل کرانے کی کوشش کی
- مرقس ۶: ۳، وغیرہ۔ ناصرت کے رہنے والوں نے اسے مار ڈالنے کی کوشش کی
- مرقس ۳: ۲۱۔ گھر کے لوگوں نے ان کی بے حرمتی کی
- یوحنا ۶: ۶۶۔ بہت سے شاگرد انہیں چھوڑ کر چلے گئے
- یوحنا ۱۰: ۳۱۔ ہجوم نے انہیں سنگسار کرنے کی کوشش کی
- یوحنا ۱۱: ۵۰۔ رہنماؤں نے انہیں قتل کرنے کی سازش کی
- مرقس ۱۴: ۴۳۔ ۴۵۔ یہوداہ اسکریوتی نے ان سے بیوفائی کی
- مرقس ۱۴: ۶۶۔ ۷۲۔ پطرس نے ان کا انکار کیا
- مرقس ۱۵: ۱۲۔ ۱۵، وغیرہ۔ مجمعے نے ان کی موت کا تقاضا کیا
- مرقس ۱۴: ۶۵، وغیرہ۔ یہودی رہنماؤں نے انھیں ٹھٹھوں میں اڑایا
- مرقس ۱۵: ۱۶۔ ۲۰، وغیرہ۔ سپاہیوں نے ان پر تشدد کیا
- مرقس ۱۴: ۵۳۔ ۶۵، وغیرہ۔ انہیں جھوٹے الزامات لگا کر مار ڈالا
- استثنا ۲۱: ۲۳۔ صلیب کی لعنت آمیز موت پائی
- مرقس ۱۵: ۲۱۔ ۳۲، وغیرہ۔ ڈاکوؤں کے ہمراہ مصلوب کیا گیا

۵۔ چھ حیران کن ردِ عمل، یسوع نہیں تھے: ۱) جارحیت یا۔ ۲) تشدد پسند ۳) انتقام لینے والے۔ ۴) شور مچا کر جھگڑا کرنے والے۔ ۵) وہ الزام سن کر بھی خاموش رہے۔ اور ۶) جن مقامات پر انہیں قتل کرنے کی کوشش کی جاتی تھی وہ وہاں سے خاموشی سے نکل جایا کرتے تھے۔

۶۔ وہ آزمائش پر غالب آئے اور مسترد کئے جانے سے دلبرداشتہ نہ ہوئے۔

۷۔ کیونکہ وہ بہت محفوظ اور پر سکون تھے۔

۸۔ یسعیاہ نبی کے دکھ اٹھانے والے خادم کی حیثیت سے مسترد کیا جانا۔

۹۔ ان کی صلیبی موت۔

۱۰۔ اپنے اہداف کو حاصل کرنے کے لئے طاقت کا استعمال۔

۱۱۔ علامتی طور پر، خاندانی تفرقہ (جدائی) جب مسیحیوں کو مسیح پر ایمان کی وجہ سے مسترد کیا جائے گا۔

۱۲۔ کہ جب مسیح خداوند آئے گا تو وہ تشدد، فوجی اور سیاسی طاقت استعمال کر کے دنیوی بادشاہی قائم کرے گا۔

۱۳۔ انہیں قتل کرنے سے منع کیا گیا تھا۔

۱۴۔ خداوند یسوع نے دوسروں کے ساتھ برتاؤ کے حوالے سے مندرجہ ذیل باتیں سکھائی تھیں:

۱) متی ۵: ۳۸۔ ۴۲، برائی کے بدلے سے متعلق، کہ اس کے عوض بھلائی کرو۔

۲) متی ۷: ۱۔ ۵، عیب جوئی سے متعلق، کہ دوسروں کی عیب جوئی نہ کرو۔

۳) متی ۵:۴۴، دشمنوں سے متعلق، کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو۔

۴) متی ۵:۵، حلیمی سے متعلق، کہ حلیم فتح یاب ہونگے۔

۵) متی ۵:۹، صلح کرانے والوں سے متعلق، کہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔

۶) ا۔کرنتھیوں ۴:۱۱، وغیرہ میں ایذارسانی سے متعلق، کہ مسیحیوں کے لئے بڑی بڑی مصیبتوں سے گزرنا ضرور ہے اور وہ بدلہ نہیں لیں گے۔

۷) ا۔پطرس ۲:۲۱۔۲۵، ہمارے نمونے سے متعلق، کہ دوسروں سے محبت رکھنے میں خداوند یسوع ہمارا نمونہ ہے۔

۱۵۔ کہ انہیں کوڑے مارے جائیں گے، ان سے عداوت رکھی جائے گی، انہیں پکڑوایا جائے گا اور انہیں موت کے گھاٹ بھی اتارا جائے گا۔

۱۶۔ وہ وہاں سے آگے بڑھتے جائیں اور اپنے مخالفوں کا کچھ نقصان نہ کریں۔

۱۷۔ جب سامریہ کے ایک گاؤں نے انہیں خوش آمدید نہ کہا۔

۱۸۔ کہ جب پر تشدد ایذارسانی کا سامنا ہو تو: ۱) کسی اَور شہر کو بھاگ جانا۔ ۲) کسی قسم کی فکر مت کرنا بلکہ روح القدس پر تکیہ کرنا۔ ۳) خوف نہ کھانا۔

۱۹۔ جب ستائے جاؤ تو خوشی منانا۔

۲۰۔ ہمیشہ کی زندگی کی امید۔

۲۱۔ تین نتائج: ۱) لوگ خدا اور ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ۲) لوگوں کو خدا کی حضوری سے نکال دیا جاتا ہے۔ ۳) لوگ اپنے گناہ کی سزا پاتے ہیں۔

۲۲۔ خداوند یسوع مسیح کا تجسم اور صلیب۔

۲۳۔ خداوند یسوع کا فرمانبرداری کر کے صلیب کو قبول کرنا۔

۲۴۔ حملہ آوروں کی نفرت کو برداشت کرنا اور بطورِ قربانی اپنی جان کو دنیا کے گناہوں کی خاطر پیش کرنے سے خداوند یسوع نے ارتداد کی قوت کو عظیم محبت سے شکست دی۔

۲۵۔ گناہ کے کفارہ کے لئے خون بہانے کی علامت کی طرف؛ یسعیاہ ۵۳ میں دکھ اٹھانے والے خادم کی نبوت کی طرف۔

۲۶۔ خدا کے ساتھ میل ملاپ اور صلح۔

۲۷۔ انسانوں، فرشتوں یا بدروحوں کی طرف سے لگائے گئے الزامات سے۔

۲۸۔ میل ملاپ کی خدمت۔

۲۹۔ وہ ان سے انتقام لینا چاہتے تھے۔

۳۰۔ اُن کے جلائے جانے اور آسمان پر اٹھائے جانے سے۔

۳۱۔ بہت سربلند کیا۔

۳۲۔ وہ دکھ درد کے تجربے کو ایسے لیتے ہیں جیسے مسیح کے ساتھ دکھ اٹھانا۔

۳۳۔ کہ اگروہ کبھی اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز دیکھ لیتے جس پر صلیب کا نشان ہوتا تو وہ اسے توڑ دیتے تھے نیز وہ یہ تعلیم بھی دیتے تھے کہ جب حضرت عیسیٰ زمین پر واپس آئیں گے تو وہ بھی صلیبوں کو توڑ دیں گے۔

۳۴۔ ذمی معاہدے کے ''تیسرے انتخاب'' کو جس کے تحت غیر مسلموں کو اپنے ایمان پر قائم رہنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

۳۵۔ انھیں مجبور کیا گیا کہ وہ اپنی پوشاک پر سے تمام مذہبی نشانات ہٹادیں۔

چھٹے سبق کے سوالات

۱۔ حضرت محمد کا یہ حکم کہ ''میں نے جس دین کی تعلیم دی ہے اسے تلوار سے پھیلاؤ''۔

۲۔ انہوں نے جواز پیش کیا کہ اسلام پر یہ الزام غلط ہے کیونکہ کافروں کے لئے تیسرا چناؤ بھی تھا کہ ہتھیار ڈال دو، جزیہ ادا کرو اور مسلمانوں کی امان میں رہو۔

۳۔ اسلام قبول کرلیں؛، تلوار یعنی قتل کرو یا قتل ہو جاؤ اور اسلامی حکومت کے سامنے جھک جاؤ۔

۴۔ ''کہ میں ان لوگوں کے خلاف اس وقت تک لڑوں جب تک وہ اس بات کی تصدیق نہ کردیں کہ اللہ کے سوا کسی کو پرستش کرانے کا حق نہیں اور محمد اسکے رسول ہیں۔'' (یعنی کلمۂ شہادت)

۵۔ اسلام قبول کریں یا جزیہ ادا کریں اور یا بے ایمانوں سے جنگ کریں۔

۶۔ جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں اور ذلیل نہ کئے جائیں (حقیر یا کمتر قرار نہ دیئے جائیں)۔

۷۔ ذمی معاہدہ۔

۸۔ ذمی۔

۹۔ دو اصول: ۱) کہ اسلام کو دوسرے مذاہب پر فاتح ہونا چاہیئے، ۲) کہ مسلمانوں کو اقتدار کی حالت میں ہونا چاہیئے تاکہ اسلامی تعلیم کا نفاذ کریں۔

۱۰۔ جزیہ ان کے سر کا زرِ محصول ہے جو ذمیوں کو اپنی جان کے فدیے کے طور پر ادا کرنا ہوتا ہے۔

۱۱۔ مسلمانوں کے فائدے کے لئے۔

۱۲۔ یہ وہ رقم ہے جو اس سال اُن (مسیحیوں) کے سر سلامت رکھنے کی اجازت کے لئے فدیہ کے طور پر ادا کی جائے۔

۱۳۔ اس کے خلاف جہاد ہوگا، جنگ کی کیفیت، ان کی جائیداد لوٹی جائیگی، عورتوں کو غلام بنایا جائے گا اور ان کی عصمت دری کی جائے گی، مردوں کو قتل کیا جائے گا یا تلوار کی نوک پر اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

۱۴۔ اگر ہم ان وعدوں میں سے جو ہمارے فائدے کے لئے ہیں کسی کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو ہمارا ذمی معاہدہ ٹوٹ جائے گا۔ آپ کو اجازت ہوگی کہ آپ ہم سے ان لوگوں کی طرح برتاؤ کریں جو سرکشی یا بغاوت کرتے ہیں۔

۱۵۔ وہ اپنی شخصیت اور اپنے اثاثے خوشی خوشی پیش کرتا ہے تاکہ اسے قتل کیا جائے یا مسلمان ان پر قبضہ کرلیں۔

۱۶۔ ذمی معاہدے کی پاسداری نہ کرنے کے الزامات لگا کر اُن کا قتلِ عام کیا گیا۔

۱۷۔ سلطان کی طرف سے یہودیوں کو وزرائے اعظم کے منصب پر فائز کیا گیا تھا۔

۱۸۔ کہ مسیحیوں نے ذمی معاہدے سے انحراف کر کے اپنی محافظت کی شرائط بھی منسوخ کر دی ہیں۔ کچھ لوگوں نے اسلام قبول کر کے اپنی جانیں بچائیں۔

۱۹۔ اس رسم میں ان کی گردن پر ایک یا دو مکّے مارے جاتے تھے یا دوسری صورت میں ان کے گردن کے گرد ایک رسی باندھ کر انھیں گھسیٹا جاتا تھا۔

۲۰۔ کہ یہ ذمی اپنی جان کے بدلے یہ زر محصول (جزیہ) ادا کر رہا ہے تاکہ موت اور غلامی سے محفوظ رہ سکے۔ اس رسم سے مراد موت کا نفاذ تھا جس کے بدلے سالانہ جزیہ وصول کیا جاتا تھا۔

۲۱۔ سر بریدگی یعنی سر قلم کئے جانے کی لعنت۔

۲۲۔ ایک ''خونی معاہدہ'' یا ''خونی قسم''، جس میں حصہ لینے والا اپنی سزا تجویز کرتے ہوئے اپنی موت کی التجا کرتا ہے۔

۲۳۔ اگر میں معاہدے کی کوئی شرط توڑتا ہوں تو آپ کو میرا سر اڑانے کا حق ہے۔

۲۴۔ ادنی حالت اور شکر گزاری۔

۲۵۔ مثالیں:

- ذمیوں کی گواہی، شرعی عدلیہ میں قبول نہیں کی جاتی۔
- ذمیوں کے گھر، مسلمانوں کے گھروں سے نیچے ہونے چاہئیں۔
- ذمی لوگ گھوڑے پر سواری نہیں کر سکتے۔
- ذمیوں کو عام شاہراہوں پر چلنے کی قطعاً اجازت نہیں۔
- ذمی لوگ اپنا دفاع نہیں کر سکتے۔
- ذمی لوگ اپنا مذہبی نشان عوامی مقامات پر دکھا نہیں سکتے۔
- ذمیوں کے گرجاگھروں کی مرمت نہیں کرائیں اور نئے گرجاگھر تعمیر نہیں کر سکتے۔
- ذمی لوگ اسلام پر تنقید نہیں کر سکتے۔
- ذمیوں کا لباس مسلمانوں سے مختلف ہوگا۔
- ذمیوں کی شادیاں یعنی کوئی ذمی کسی مسلمان عورت سے شادی نہیں کر سکتا اور اگر کوئی مسلمان کسی ذمی عورت سے شادی کرے گا تو ان کی اولاد مسلمان ہوگی۔

۲۶۔ کہ وہ جزیہ ادا کریں گے اور حقیر درجے پر رہیں گے۔

۲۷۔ روح کا قتل۔

۲۸۔ ذمی معاہدے کی تمام شرائط کو من وعن تسلیم کرنا۔

۲۹۔ کہ وہ اپنی ذلت اٹھانے میں رضامندی ظاہر کریں۔

۳۰۔ احساسِ کمتری، گم سم، عیار، اپنا اعتماد کھوئے ہوئے انسان، ریاکار کمینے کارندے۔

۳۱۔ آقاؤں اور حکمرانوں کا مذہب

۳۲۔ وہ جعلی احساسِ برتری پر بھروسہ کرنے کی وجہ سے کمزور ہو جاتے ہیں اور اپنی اور اپنے گرد دنیا کی حقیقی سوجھ بوجھ پانے کی اہلیت سے نقصان اٹھاتے ہیں۔

۳۳۔ غلامی کی طرف کیونکہ امریکہ میں غلامی تو خانہ جنگی کے بعد ختم ہو گئی مگر نسلی پرستی اور تعصب مزید ایک سو سال تک جاری رہے۔

۳۴۔ یہ دعویٰ کہ مغرب اپنی تہذیب کے معاملے میں اسلام کا قرضدار ہے۔

۳۵۔ یورپی قومیں۔

۳۶۔ شریعت کا اعادہ۔

۳۷۔ پانچ نتائج: ۱) زخمی روح۔ ۲) ٹھوکریں۔ ۳) مظلوم ذہنیت۔ ۴) متشدد رویہ۔ ۵) دوسروں کو ذلیل کرنے میں سکون پانا۔

۳۸۔ حضرت محمد نے مظلومیت کی روحانی حالت کے پیشِ نظر دوسروں کی تذلیل کرنے کی راہ اپنائی۔

۳۹۔ انہوں نے ٹھوکر کھانے سے انکار کیا۔ انہوں نے تشدد سے اجتناب کیا۔ دوسروں پر غلبہ پانے سے گریز کیا اور شکستہ روح بننا قبول نہ کیا۔

۴۰۔ کسی مسیحی کو اس سے پہلے اپنی روحانی بندش کے بارے میں علم نہیں تھا۔ سب نے اپنی آزادی کے لئے دعا کی۔ اور جب یہ سب ہو گیا تو انہوں نے بہت خوشی منائی۔

۴۱۔ جہادی حملوں کا خوف۔ جہادیوں کی طرف سے ماضی کی کوئی اذیت۔ ماضی میں آپ کے خاندان کو ڈرایا یا دھمکایا جانا۔

۴۲۔ ذمی معاہدے سے آزادی کے لئے پیش کردہ دعائیں کون سے دو کام کر سکتی ہیں؟

۴۳۔ یہ دعائیں اس طور پر بنائی گئی ہیں جن سے تمام لعنتوں کو جو آپ کے خلاف یا آپ کے آباو اجداد کے خلاف، اسلامی حکومت میں ذمی کے طور پر کی گئی تھیں، توڑی جاتی ہیں۔

ساتویں سبق کے جوابات

۱۔ سچائی سے محبت کرنے اور سچائی کا پرچار کرنے کی پاداش میں۔

۲۔ کیونکہ خدا تعلق قائم کرنے والا ہے اور انسان کے ساتھ تعلق قائم کرنا چاہتا ہے۔

۳۔ جھوٹ بولنے کی۔

۴۔ وہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔

۵۔ جھوٹ بولنے کی اقسام: جنگ میں، بیوی سے، تحفظ حاصل کرنے کے لئے، مسلم اُمہ کے دفاع کے لئے اور خطرے کی حالت میں تحفظ حاصل کرنے کے لئے (تقّیہ)۔

۶۔ دکھاوے کی حد تک اپنے ایمان سے انکار کرنے کی۔

۷۔ ان کی برتری اور غیر مسلموں سے بہتر ہونے کا۔

۸۔ حضرت محمد۔

۹۔ عزت اور شرمندگی کے نظریات۔

۱۰۔ احساسِ برتری کے جذباتی نظریئے کو۔

۱۱۔ کیونکہ احادیث میں لعنت بھیجنے کے حوالے سے متضاد بیانات پائے جاتے ہیں۔

۱۲۔ غیر مسلمانوں پر لعنت بھیجنا۔

۱۳۔ نفرت، غصہ اور روحانی "برقی رو"۔

۱۴۔ ایک شخص کی روح کا دوسرے شخص کی روح کے ساتھ جُڑ جانا، ایسا کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو سکیں۔

۱۵۔ جب تک کوئی فرد کسی دوسرے شخص کے بارے میں اپنے دل میں نامعافی کا جذبہ قائم رکھے گا تب تک وہ غیر الٰہی بندھن یا رشتہ موجود رہے گا۔

۱۶۔ [شاگردوں کو چاہیئے کہ وہ خود دعا کریں اور اپنے طور پر ان نکات کی نشاندہی کریں جہاں ان اقدامات کا اطلاق ہوتا ہے۔]

۱۷۔ ترک کرنے میں: دوسروں پر لعنت بھیجنے کا گناہ، اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی لعنتیں، دوسروں سے نفرت، جذباتی برانگیختگی، نفرت اور لعن طعن کی بدروحیں، اماموں اور دوسروں کے ساتھ وابستہ تمام غیر الٰہی روابط، روحانی گرہوں سے وابستہ تمام ابلیسی کاروائیاں۔ توڑنے میں: غیر الٰہی روحانی قوتیں، لعنتیں، غیر الٰہی روحانی گرہیں۔

۱۸۔ لعنتوں سے رہائی، اطمینان، مہربانی، برکت دینے کا اختیار۔ یہ تمام برکات ان لعنتوں اور نفرت کی ضد ہیں جو ان کے دل میں پائی جاتی تھیں۔

۱۹۔ آباواجداد کو، والد کو، اماموں کو، مسلمان رہنماؤں کو، مجھے لعنت بھیجنے پر اکسانے والے ہر شخص کو، خود کو۔

۲۰۔ اس کا خیال تھا کہ ان کا مکان ہی منحوس ہے۔

۲۱۔ اسے لعنت کو توڑنے کا طریقہ نہیں آتا تھا۔

۲۲۔ اسے یسوع نام کے اختیار کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنے گھر کے برخلاف تمام لعنتوں کو توڑنے کی ضرورت پیش آئی۔

۲۳۔ لعنتوں کا سامنا۔

۲۴۔ نو اقدامات: ۱) اقرار اور توبہ۔ ۲) غیر الٰہی چیزوں کو نکالنا۔ ۳) دوسروں کو اور خود معاف کرنا۔ ۴) مسیح میں اپنے اختیار کا دعویٰ کرنا۔ ۵) لعنت کو ترک کرنا اور توڑنا۔ ۶) مسیح میں اپنی آزادی کا اعلان کرنا۔ ۷) بدروحوں کو نکل جانے کا حکم دینا (انھیں باہر نکالنا)۔ ۸) برکات کا اعلان کرنا۔ ۹) خدا کی تمجید کرنا۔

آٹھویں باب کے جوابات

۱۔ چار وجوہات: ۱) برادری سے علیحدگی کا دکھ۔ ۲) اسلام کی طرف سے رکاوٹیں اور مشکلات۔ ۳) براہِ راست ایذارسانی۔ ۴) مسیحیوں اور کلیسیا سے مایوسی۔

۲۔ اس کی وجہ وہ خوف ہے جس کے تحت اسلام ذمیوں سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ دینِ اسلام کو ترک کرنے والوں کی کسی طرح کوئی مدد نہ کریں۔

۳۔ کہ وہ ذمی معاہدے اوراس سے وابستہ بھاری ذمہ داریوں اور خطرات کو سمجھے۔

۴۔ میں خوف، عدم تحفظ کا احساس، دولت کی ہوس ٹھکرائے جانے کا احساس، مظلومیت کا احساس، ٹھیس یا ٹھوکر لگنا، دوسروں پر اعتماد کا فقدان، جذباتی اذیت، جنسی گناہ، عیب جوئی اور جھوٹ وغیرہ

۵۔ اسلام کے تسلط اور اثر کا مسلسل جاری رہنا۔

۶۔ دوسرے حسد کرنے لگیں گے۔

۷۔ اسے دوسرے مسیحیوں کی طرف سے ٹھوکر لگی تھی۔

۸۔ کلیسیائیں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کے چکر میں اپنے آپ کو دوسروں سے برتر اور بہتر سمجھنا شروع کر دیتی ہیں۔

۹۔ دروازہ جو کھلا چھوڑ دیا گیا اور گھر جسے خالی چھوڑ دیا گیا۔

۱۰۔ صحتمند مسیحیوں کی۔

۱۱۔ اپنی عادتوں اور اپنے سوچنے کے انداز کو۔

۱۲۔ پولس رسول ططس کو ابھارنا چاہتا تھا کہ وہ اپنے مسیحی ایمان میں ترقی کرنا جاری رکھے۔

۱۳۔ پولس رسول بھی پہلے مسیحیوں سے نفرت کیا کرتا تھا۔

۱۴۔ محبت، علم اور عمدہ باتوں میں بڑھنے سے نیز راستبازی کے پھل پیدا کرنے سے۔

۱۵۔ [تمام شرکا اپنے اپنے مشاہدے کے مطابق منفی اثرات کو بیان کریں۔]

۱۶۔ اس نے نسلی لعنت کو ترک کیا اور اس کے اثر کو توڑا۔ اس ذہنی دباؤ اور فکر مندی کا شکار رہنے کی عادت سے بھی شفا پائی۔

۱۷۔ تمام دروازوں کو بند کرنا۔

۱۸۔ کھلے دروازوں کو بند کرنا تاکہ شیطان انھیں ایماندار کے خلاف دوبارہ استعمال نہ کر سکے۔

۱۹۔ انسانی روح میں زندگی کا پانی ڈالا جاتا ہے لیکن اگر اس میں شگاف ہوں گے تو وہ ضرورت کے مطابق پانی جمع نہیں کر پائے گی۔

۲۰۔ مسیح کی خاطر جینے کی خواہش رکھنے والے اُن ایمانداروں کی یکساں مشکلات اور روحانی نقصان جس کا مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے ایمانداروں کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۲۱۔ اس سے ان کے اندر بہتری اور برتری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

۲۲۔ کلیسیاؤں کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ لوگ دوسروں کو خدمت میں زیادہ ترقی کرتے دیکھ کر حسد کرنے لگتے ہیں۔ لوگ اس لئے بھی قیادت کا منصب نہیں سنبھالنا چاہتے کیونکہ انھیں لگتا ہے کہ وہ لوگوں کے نشانے پر آجائیں گے۔

۲۳۔ چھ اسباق: ۱) خادمانہ روح پیدا کرنا۔ ۲) مسیح میں اپنی شناخت کو پہچاننا۔ ۳) اپنی کمزوریوں پر فخر کرنا سیکھنا۔ ۴) دوسروں کی کامیابیوں میں خوش ہونا اور ان کے دکھ کے وقت رنجیدہ ہونا۔ ۵) محبت میں سچ بولنے کا ہنر سیکھنا۔ ۶) چغل خوری کے تخریبی اثرات کو سمجھنا۔

۲۴۔ لوگوں ترقی نہیں کر پاتے کیونکہ وہ اپنے مسائل کو چھپاتے ہیں اور ان سے خلاصی پانے کے لئے کسی قسم کی مدد حاصل نہیں کرنا چاہتے۔

۲۵۔ چھ حلقے: ۱) معافی۔ ۲) ارتداد اور ٹھوکر۔ ۳) اعتماد قائم کرنا۔ ۴) جادو گری کو ترک کرنا۔ ۵) عورتوں اور مردوں کا ایک دوسرے کی عزت کرنا اور ایک دوسرے سے سچ بولنا۔ ۶) والدین کی طرف سے اپنے بچوں پر لعن طعن کرنے کی بجائے ان کے لئے برکت چاہنا۔

۲۶۔ تاکہ لوگ اپنے آفاقی نظریات کو از سرِ نو تشکیل دے سکیں۔

۲۷۔ اسٹیو صاحب بہت جلدی لوگوں کو ایمان لانے پر قائل کر لیتے تھے مگر انھیں قائم نہیں رکھ پاتے تھے۔ چیری صاحبہ لوگوں کو دھیرے دھیرے ایمان کی طرف لاتی تھیں مگر وہ مسیح میں قائم رہتے تھے۔ چیری صاحبہ کا طریقۂ عمل نسبتاً بہتر تھا کیونکہ جب لوگ خداوند یسوع کی پیروی کا فیصلہ کرتے ہیں تو انہیں اپنے اس عمل کی پوری پوری سمجھ بوجھ ہونی چاہیئے۔

۲۸۔ چھ اقدامات: ۱) دو اعترافات۔ ۲) رجوع لانا۔ ۳) درخواست کرنا۔ ۴) وفاداری کا تبادلہ۔ ۵) وعدہ اور تقدیس۔ ۶) اعلان۔

۲۹۔ اقدامات ۴تا۶۔

۳۰۔ شیطان کے خلاف۔

۳۱۔ اسلام کو ترک کرتے وقت "کلمۂ شہادت کو ترک کرنے اور اس کی طاقت کو توڑنے کی دعا اور اعلان" بھی کرے۔

۳۲۔ مسلم پسِ منظر سے تعلق رکھنے والے پختہ اور تجربہ کار پاسبانوں کی۔

۳۳۔ تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ وہ بہترین فرد ہیں اور انھیں قیادت کے لئے تیار کرنے میں مدد فراہم کی جائے۔

۳۴۔ وہ فروتنی نہیں سیکھ پاتے اور شاید انھیں دوسروں کی طرف سے مسترد کئے جانے کا بھی سامنا کرنا پڑے۔

۳۵۔ باقاعدگی کے ساتھ۔ ہفتے میں کم از کم ایک بار لازماً۔

۳۶۔ بائبل مقدس کی تعلیمات کا اپنی روزمرہ زندگی کی مشکلات پر اطلاق کرنا۔ اس سے انھیں مسیح کے مانند بننے اور اپنی خدمت میں ترقی کرنے میں مدد ملے گی۔

۳۷۔ زیرِ تربیتی کے سامنے شفافیت کا نمونہ پیش کرنے کے لئے۔

۳۸۔ شرمندگی سے بچنے کے لئے۔

۳۹۔ تاکہ وہ بھی ایسے مسائل کو حل کرنے کا عملی طریقہ سیکھے۔

۴۰۔ کیونکہ اگر بندشوں کا خاتمہ نہ کیا جائے اور گھاؤ نہ بھریں تو اس سے اس شخص کی خدمت میں بارآوری محدود رہے گی۔ نیز خود رہائی حاصل کرنے والا شخص ہی دوسروں کو بھی رہائی پانے کرنے میں مدد فراہم کر سکتا ہے۔

۴۱۔ تاکہ وہ خدمت میں ثابت قدم رہنا اور قابلِ اعتماد بننا سیکھ سکیں۔

۴۲۔ باہمی محبت اور احترام کے ساتھ ساتھ خادمانہ سوچ کے ساتھ ایک دوسرے کی خدمت کرنے پر۔

۴۳۔ تاکہ ہم خندہ پیشانی کے ساتھ تنقید کو برداشت کرتے ہوئے خدمت میں ترقی اور پختگی کو حاصل کر سکیں۔

۴۴۔ تاکہ شاگرد بھی تنقید کا بہتر انداز میں سامنا کرنے کے قابل ہو جائے۔

۴۵۔ کیونکہ وہ اس سے بچ نہیں سکتے۔

۴۶۔ تاکہ خدا کی تعظیم ہو، آپ کی کلیسیا پر بھی خدا کی برکات جاری ہوتی رہیں اور آپ فروتنی سیکھیں۔